مجموع المتون المهمة لكل مسلم

مسلمانوں کے لئے متون علمیہ کا ایک اہم مجموعہ

زیرِ اشراف

فضیلۃ الشیخ دکتور ہیثم بن محمد جمیل سرحان

(سابق مدرس معہد الحرم۔ مسجد نبوی ﷺ ۔جنرل مینیجر تاصیل علمی)

مترجم

ڈاکٹر محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن

(پی ایچ ڈی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی

(مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار، انڈیا)

وقف لله تعالى لا يجوز بيعه

یہ کتاب اللہ کیلئے وقف ہے بیچنا جائز نہیں ہے

مجموع المتون المهمَّة لكلِّ مسلمٍ

[الجزء الأوَّل]

ہر ایک مسلمان کے لیے اہم متون (اصل کتاب) کا مجموعہ

[حصہ اول]

اللُّغة:	العربيَّة – الأردية	عربی - اردو	زبان
المناطق المُستهدفة باللُّغة:	الهند، وباكستان، ونيبال	ہندوستان، پاکستان ونیپال	وہ علاقے جنہیں سامنے رکھ کر مجموعہ تیار کیا گیا ہے
مراجعة:	القسم العلمي بمعهد السنة	شعبۂ علمی درمعہد السنۃ	مراجعہ
إشراف:	د. هيثم سرحان	ڈاکٹر ہیثم سرحان	نگرانی
النسخة والسَّنة:	الأولى - ١٤٤٣هـ	پہلا – ١٤٤٣ ہجری	اڈیشن وسن اشاعت
التَّعريف بالكتاب:	مجموعُ فيه المتون المهمَّة الَّتي لا يستغني عنها كلُّ مسلمٍ	اہم متون کا ایسا مجموعہ جس سے کوئی مسلمان مستغنی نہیں ہو سکتا	تفصیل کتاب

الطَّبعة الأولى

الحقوق متاحة لكلِّ مسلمٍ ومسلمةٍ

الرَّجاء التَّواصل على: islamtorrent@gmail.com

فسح وزارة الإعلام

قائمة المتون:	فہرست متون
[١] تفسير سورة الفاتحة وآية الكرسي وقصار السُّور من الضُّحى إلى النَّاس - للشَّيخ عبد الرَّحمن السِّعديِّ رحمه الله	[1]سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ ضحی سے سورۂ ناس تک چھوٹی چھوٹی سورتوں کی تفسیر–از: شیخ عبد الرحمن سعدی رحمہ اللہ علیہ
[٢] الأربعون النَّوويَّة - للعلَّامة النَّوويِّ رحمه الله	[2]اربعین نوویہ–از: علامہ نووی رحمہ اللہ علیہ
[٣] الدُّروس المهمَّة لعامَّة الأمَّة - للشَّيخ ابن بازٍ رحمه الله	[3]عام مسلمانوں کے لئے اہم اسباق–از: شیخ ابن باز رحمہ اللہ علیہ
[٤] الأصول الثَّلاثة - للإمام المجدِّد رحمه الله	[4]تین اُصول–از: امام مجدد رحمہ اللہ علیہ
[٥] القواعد الأربعة - للإمام المجدِّد رحمه الله	[5]چار قاعدے–از: امام مجدد رحمہ اللہ علیہ
[٦] نواقض الإسلام - للإمام المجدِّد رحمه الله	[6]نواقض اسلام–از: امام مجدد رحمہ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الكتاب الأوَّل:

«تفسير سورة الفاتحة وآية الكرسيِّ وقصار السُّور من الضُّحى إلى النَّاس»

(مُستَلَّةٌ من: «تيسير الكريم الرَّحمن في تفسير كلام المنَّان»)

للشَّيخ العلَّامة:

عبد الرَّحمن بن ناصرٍ السِّعديِّ رحمه الله

اسم المترجم:	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	مترجم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

[تفسير سورة الفاتحة وهي سورة مكِّيَّةٌ]

[سورہ فاتحہ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ١ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٢ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ٣ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ٤ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ٥ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ٧﴾

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔بدلے کے دن[یعنی قیامت] کا مالک ہے۔ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں،ہمیں سیدھی راہ پر قائم رکھ۔ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا،ان کی نہیں جو غضب کے شکار ہوئے[یعنی وہ لوگ جنھوں نے حق کو پہچانا مگر اس پر عمل پیرا نہ ہوئے]،اور نہ گمراہوں کی[یعنی وہ لوگ جو بلا علم، عمل کرنے کے سبب راہ حق سے بھٹک گیے]۔

(١) أي: أبتدئ بكل اسم لله تعالى؛ لأنَّ لفظ «اسم» مفردٌ مضافٌ، فيعمُّ جميع الأسماء الحسنى، ﴿ٱللَّهِ﴾: هو المألوه المعبود المستحقُّ لإفراده بالعبادة، لما اتَّصف به من صفات الألوهيَّة وهي: صفات الكمال، ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾: اسمان دالَّان على أنَّه تعالى ذو الرَّحمة الواسعة العظيمة الَّتي وسعت كلَّ شيءٍ، وعمَّت كلَّ حيٍّ، وكتبها للمتَّقين المتَّبعين لأنبيائه ورسله؛ فهؤلاء لهم الرَّحمة المطلقة، ومن عداهم فله نصيبٌ منها.

﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ﴾ یعنی میں اللہ تعالی کے تمام ناموں سے ابتدا کرتا ہوں،کیوں کہ لفظ "اسم" مفرد اور مضاف ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور تمام اسمائے حسنی کو شامل ہے۔﴿ٱللَّهِ﴾ وہ ذات ہے، جو لائق بندگی اور معبود حقیقی ہے،صرف وہی عبادت کا مستحق ہے کیوں کہ وہ الوہیت کی صفات سے متصف ہے،جو کہ صفات کمال ہیں۔﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ یہ دو نام ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی بے پایاں اور عظیم رحمت والا ہے۔جس کی رحمت ہر شئ کو حاصل اور ہر جاندار کو شامل ہے اور جس نے بطور خاص اپنے نبیوں اور رسولوں کے پیروکار متقی بندوں کے لئے رحمت کاملہ مقدر فرمایا ہے جبکہ دوسروں کو اس کا ایک حصہ ہی حاصل ہے۔

واعلم أنَّ من القواعد المتَّفق عليها بين سلف الأمَّة وأئمَّتها: الإيمان بأسماء الله وصفاته وأحكام الصِّفات، فيؤمنون مثلًا بأنَّه رحمنٌ رحيمٌ ذو الرَّحمة الَّتي اتَّصف بها المتعلِّقة بالمرحوم، فالنِّعم كلُّها أثرٌ من آثار رحمته، وهكذا في سائر الأسماء.

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات اور احکام صفات پر ایمان لانا ایمانیات کے ان قواعد میں شمار ہوتا ہے جن پر تمام سلف اور ائمہ امت متفق ہیں، مثلا وہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾ اور ﴿ٱلرَّحِيمِ﴾ ہے، "الرحمن" اللہ تعالی کی ذاتی صفت ہے، یعنی اس کی ذات سراپا رحمت ہے، جبکہ "الرحیم" اللہ تعالی کی فعلی صفت ہے، اور اس سے مراد وہ رحمتیں ہیں جو مخلوقات کو حاصل ہیں، اس طرح تمام نعمتیں اللہ تعالی کی رحمت ہی کے آثار ہیں۔ اور یہی اصول تمام اسمائے حسنی پر منطبق ہوگا۔

يُقال في العليم: إنَّه عليمٌ ذو علمٍ يعلم كلَّ شيءٍ، قديرٌ ذو قدرةٍ يقدر على كلِّ شيءٍ.

جیسے (العلیم) کے بارے میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالی علیم ہے یعنی صاحب علم ہے اور اس علم کے ذریعے ہر چیز کو جانتا ہے۔ وہ (قدیر) یعنی قدرت والا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(٢) ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ﴾ هو: الثَّناء على الله بصفات الكمال، وبأفعاله الدَّائرة بين الفضل والعدل، فله الحمد الكامل بجميع الوجوه.

﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ﴾ حمد، اللہ تعالی کی صفات کمال اور اس کے ان افعال کے ذریعے اللہ کی تعریف ہے جو فضل وعدل کا مجموعہ ہیں۔ لہذا ہر پہلو سے اس کے لیے کامل حمد ہے۔

﴿رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ الرَّبُّ: هو المربِّي جميع العالمين -وهم من سوى الله- بخلقه لهم، وإعداده لهم الآلات، وإنعامه عليهم بالنِّعم العظيمة الَّتي لو فقدوها لم يمكن لهم البقاء، فما بهم من نعمةٍ فمنه تعالى.

﴿رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ "جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔ ﴿رَبِّ﴾ وہ ہستی ہے جو تمام جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔ ﴿ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ سے مراد اللہ تعالی کے سوا تمام مخلوق ہیں۔ پہلے اس نے ان کو پیدا کیا، ان کے لیے زندگی کا سروسامان مہیا کیا اور پھر انہیں ان عظیم نعمتوں سے نوازا کہ اگر وہ نہ ہوتیں تو ان کے لیے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ لہذا مخلوق کے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ تعالی ہی کی عطا کردہ ہے۔

وتربيته تعالى لخلقه نوعان، عامَّةٌ وخاصَّةٌ:

مخلوق کے لیے اللہ تعالی کی تربیت (پرورش کرنے) کی دو قسمیں ہیں:

(١) تربیت عامہ (٢) تربیت خاصہ

- فالعامّة هي خلقه للمخلوقين ورزقهم وهدايتهم لما فيه مصالحهم الَّتي فيها بقاؤهم في الدُّنيا.

- **تربیت عامہ** سے مراد ہے کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو پیدا کیا، ان کو رزق بہم پہنچایا اور ان مفادات ومصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی جن میں ان کی دنیاوی زندگی کی بقا ہے۔

- والخاصَّة تربيته لأوليائه، فيربِّيهم بالإيمان، ويوفِّقهم له، ويكمِّلهم، ويدفع عنهم الصَّوارف والعوائق الحائلة بينهم وبينه،

- **تربیت خاصہ** وہ تربیت ہے جو اس کے اولیاء کے لیے مخصوص ہے، چنانچہ ایمان کے ذریعہ ان کی تربیت کرتا ہے اور ایمان کے تقاضوں کی توفیق عطا کرتا ہے اور انہیں مکمل فرماتا ہے، اور ان سے ہر طرح کی رکاوٹوں کو دور کر دیتا ہے جو ان کے اور رب تعالیٰ کے درمیان حائل ہوتی اور ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ سے پھیرتی ہیں۔

وحقيقتها: تربية التَّوفيق لكلِّ خيرٍ والعصمة من كلِّ شرٍّ، ولعلَّ هذا المعنى هو السِّرُّ في كون أكثر أدعية الأنبياء بلفظ الرَّبِّ، فإنَّ مطالبهم كلَّها داخلةٌ تحت ربوبيَّته الخاصَّة؛ فدلَّ قوله: ﴿رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ على انفراده بالخلق والتَّدبير والنِّعم وكمال غناه وتمام فقر العالمين إليه بكلِّ وجهٍ واعتبارٍ.

تربیت خاصہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے ہر بھلائی کی توفیق ملتی ہے، اور ہر برائی سے حفاظت نصیب ہوتی ہے، شاید یہی معنی انبیائے کرام علیہم السلام کی دعاؤں کا سر نہاں ہے کہ ان میں اکثر "رب" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، کیوں کہ انبیائے کرام کی فریادیں تمام کی تمام اللہ تعالی کی ربوبیت خاصہ کے تحت آتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ﴿رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ اکیلا ہی ان کی تدبیر کرتا ہے، انہیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور اسے ہی کمال بے نیازی حاصل ہے اور سارا جہاں ہر پہلو اور ہر اعتبار سے اس کا محتاج ہے۔

(٤) ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ المالك: هو من اتَّصف بصفة الملك الَّتي من آثارها أنَّه يأمر وينهى، ويثيب ويعاقب، ويتصرَّف بمماليكه بجميع أنواع التَّصرُّفات، وأضاف الملك ليوم الدِّين وهو يوم القيامة، يوم يُدان النَّاس فيه بأعمالهم خيرها وشرِّها؛ لأنَّ في ذلك اليوم يظهر للخلق تمام الظُّهور كمال ملكه وعدله وحكمته وانقطاع

﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ "وہ بدلے کے دن کا مالک ہے" ﴿مَٰلِكِ﴾ وہ ہستی ہے جو ملکیت کی صفت سے متصف ہو۔ اس صفت کے آثار ونتائج یہ ہیں کہ وہ ہستی حکم دیتی ہے اور روکتی ہے، [نیکی پر] ثواب عطا کرتی ہے اور [گناہوں] پر سزا دیتی ہے، وہ اپنی مملوکات میں ہر قسم کا تصرف کرتی ہے اور اس کی ملکیت میں سے ایک جزا کا دن بھی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے، جس دن لوگوں کو ان کے اچھے اور برے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا، [اس لیے اس دن کی ملکیت کا خصوصی ذکر آیا

أملاك الخلائق، حتَّى أنَّه يستوي في ذلك اليوم الملوك والرَّعايا والعبيد والأحرار، كلُّهم مذعنون لعظمته خاضعون لعزَّته منتظرون لمجازاته، راجون ثوابه، خائفون من عقابه، فلذلك خصَّه بالذِّكر، وإلَّا فهو المالك ليوم الدِّين وغيره من الأيَّام.

ہے]، اس روز اللہ تعالیٰ کی ملکیت کاملہ، اس کا کمال عدل وحکمت مخلوق پر بالکل ظاہر ہو جائے گا اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مخلوق کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے، حتیٰ کہ اس دن بادشاہ، رعایا، غلام اور آزاد سب برابر ہوں گے۔ اس روز تمام مخلوقات اس کی عظمت وعزت کے سامنے سرنگوں ہوگی۔ جزاو سزا کے سلسلے میں تمام لوگ اس کے فیصلے کے منتظر ہوں گے، اس کے ثواب کے امیدوار اور اس کی سزا سے خائف ہوں گے۔ اسی بنا پر اس نے بطور خاص اس دن کی ملکیت کا ذکر کیا ہے، ورنہ قیامت کے دن اور دیگر دنوں کا بھی وہی تنہا مالک ہے۔

(٥) وقوله: ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾؛ أي: نخصُّك وحدك بالعبادة والاستعانة؛ لأنَّ تقديم المعمول يفيد الحصر- وهو إثبات الحكم للمذكور ونفيه عمَّا عداه؛ فكأنَّه يقول: نعبدك ولا نعبد غيرك، ونستعين بك ولا نستعين بغيرك،

﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾ "ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔ یعنی عبادت اور مدد طلبی کے لئے تجھ ہی کو ہم خاص کرتے ہیں، کیوں کہ (نحوی قاعدے کے مطابق) معمول کا اپنے عامل سے پہلے آنا حصر کا فائدہ دیتا ہے اور حصر سے مراد صرف شخص مذکور کے لیے حکم ثابت کرنا اور اس کے سوا جملہ افراد کی اس حکم سے نفی کرنا ہے۔ گویا بندہ کہتا ہے: "ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تیرے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے"

وتقديم العبادة على الاستعانة من باب تقديم العامِّ على الخاصِّ، واهتمامًا بتقديم حقِّه تعالى على حقِّ عبده.

عبادت کو استعانت پر مقدم کرنا، عام کو خاص پر مقدم کرنا ہے (کیونکہ استعانت بھی عبادت کی ایک قسم ہے)۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حق بندہ کے حق اور اس کی ضرورت پر مقدم ہے۔

والعبادة: **(اسمٌ جامعٌ لما يحبُّه الله ويرضاه من الأعمال والأقوال الظَّاهرة والباطنة)**.

"عبادت" ایک ایسا جامع کلمہ ہے جو ان تمام ظاہری اور باطنی اعمال و اقوال کو شامل ہے جنہیں اللہ پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے۔

والاستعانة هي: **(الاعتماد على الله تعالى في جلب المنافع ودفع المضارِّ، مع الثِّقة به في تحصيل ذلك)**.

(استعانۃ) کا مطلب ہے نفع کے حصول اور نقصان کے ٹالنے میں پورے وثوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔

والقيام بعبادة الله والاستعانة به هو الوسيلة للسَّعادة الأبديَّة والنَّجاة من جميع الشُّرور، فلا سبيل إلى النَّجاة إلَّا بالقيام بهما، وإنَّما تكون العبادة عبادةً إذا كانت مأخوذةً عن رسول الله ﷺ مقصودًا بها وجه الله، فبهذين الأمرين تكون عبادةً،

اور عبادت الٰہی کا قیام نیز حصول منافع اور ازالہء ضرر کے لیے صرف اللہ سے مدد کا طلب گار ہونا، ابدی سعادت کا وسیلہ اور تمام برائیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔لہذا نجات کا راستہ یہی ہے کہ عبادت بھی صرف ایک اللہ کی کیجائے اور مدد بھی صرف اسی سے مانگی جائے۔اور عبادت اس وقت تک عبادت نہیں جب تک اسے رسول ﷺ سے لیا نہ گیا ہو اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو۔ان دو امور کے پائے جانے کے بعد ہی عبادت، حقیقی عبادت کہلائے گی اور اسی راستہ پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

وذكر الاستعانة بعد العبادة مع دخولها فيها لاحتياج العبد في جميع عباداته إلى الاستعانة بالله تعالى، فإنَّه إن لم يعنه الله لم يحصل له ما يريده من فعل الأوامر واجتناب النَّواهي. ثمَّ قال تعالى:

اللہ تعالیٰ نے " استعانت" کو " عبادت" کے بعد ذکر کیا ہے،حالاں کہ استعانت عبادت میں داخل ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام عبادات میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد نہ فرمائے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب نہیں کر سکتا۔پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(٦) ﴿ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ﴾؛ أي: دُلَّنا وأرشدنا ووفِّقنا إلى الصِّراط المستقيم، وهو الطَّريق الواضح الموصل إلى الله وإلى جنَّته، وهو معرفة الحقِّ والعمل به، فاهدنا إلى الصِّراط، واهدنا في الصِّراط،

﴿ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ﴾ یعنی سیدھے راستے کی طرف ہماری راہ نمائی فرما، اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق سے ہمیں نواز۔
﴿ ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ﴾ سے مراد وہ واضح راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنت تک پہنچاتا ہے۔یہ حق کی معرفت اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔لہذا اسی راستے کی طرف راہ نمائی فرما اور اسی راستے میں ہمیں اپنی راہ نمائی سے نواز۔

فالهداية إلى الصِّراط لزوم دين الإسلام وترك ما سواه من الأديان، والهداية في الصِّراط تشمل

صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کا مطلب: دین اسلام کو اختیار کرنا اور اسلام کے سوا دیگر تمام ادیان کا ترک کرنا ہے۔اور

الهداية لجميع التفا صيل الدينية علماً وعملاً؛ فهذا الدعاء من أجمع الأدعية وأنفعها للعبد؛ و لهذا وجب على الإنســان أن يدعو الله به في كلِّ ركعةٍ من صلاته لضرورته إلى ذلك؛

وهذا الصراط المستقيم هو:

صراط مستقیم پر ثبات قدمی کا مطلب تمام دینی امور میں علم وعمل کے اعتبار سے مذہب اسلام پر گامزن رہنا ہے، لہذا یہ دعا، جامع اور مفید ترین دعاؤں میں سے ایک ہے۔ بنا بریں انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز کی ہر رکعت میں اس کی اللہ سے دعا کرے کیوں کہ وہ اس کا ضرورت مند ہے۔
اور یہ صراط مستقیم:

(٧) ﴿ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ مـن الـنَّـبـيِّـين والصِّــدِّيقين والشُّــهداء والصَّــالحين، ﴿غَيۡرِ﴾ صراط ﴿ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ﴾ الَّذين عرفوا الحقَّ و تركوه كاليهود و نحوهم، و غير صراط ﴿ٱلضَّآلِّينَ﴾ الَّذين تركوا الحقَّ على جهلٍ و ضلالٍ كالنَّصارى ونحوهم.

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ ﴿ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ ﴾ یہ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا، جنہوں نے حق کو پہچان کر بھی اسے ترک کر دیا، مثلا یہود اور ان جیسے لوگ۔ ﴿وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ اور نہ یہ گمراہ لوگوں کا راستہ ہے مثلا نصاری اور ان جیسے لوگ جنہوں نے حق کو جہالت اور ضلالت کے سبب ترک کر دیا (گویا یہود کے پاس علم تھا عمل نہیں اور نصاری بلا علم جہالت پر مبنی عمل کرنے والے تھے) جبکہ صراط مستقیم علم اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔

فهذه السُّــورة على إيجازها قد احتوت على ما لم تحتو عليه سورةٌ من سور القرآن، فتضمَّنت أنواع التَّوحيد الثَّلاثة:

توحيد الرُّبوبيَّة يُؤخذ من قوله: ﴿رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾،

وتوحيد الإلـهيَّة –وهو إفراد الله بالعبادة– يُؤخذ من لفظ ﴿ٱللَّهِ﴾ ومن قوله: ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾،

خلاصہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اپنے ایجاز واختصار کے باوجود ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو قرآن مجید کی کسی سورت میں نہیں پائے جاتے۔ چنانچہ سورہ فاتحہ توحید کی اقسام ثلاثہ کو متضمن ہے:

۱۔ توحید ربوبیت: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾ سے ماخوذ ہے۔

۲۔ توحید الوہیت: یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت کا مستحق سمجھنا۔ یہ، لفظ "اللہ" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ﴾ سے ماخوذ ہے۔

وتوحيد الأسماء والصِّفات وهو إثبات صفات الكمال لله تعالى الَّتي أثبتها لنفسه وأثبتها له رسوله ﷺ من غير تعطيلٍ ولا تمثيلٍ ولا تشبيهٍ، وقد دلَّ على ذلك لفظ ﴿ٱلْحَمْدُ﴾ كما تقدَّم.

٣۔ توحید اسماء وصفات :یعنی بغیر کسی تعطیل(نفی اور انکار)، تمثیل اور تشبیہ کے اللہ تعالیٰ کے لیے ان تمام صفات کمال کا اثبات جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے اور رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیا ہے۔اوراس قسم پر لفظ ﴿ٱلْحَمْدُ﴾ دلالت کرتاہے۔جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

وتضمَّنت إثبات النُّبوَّة في قوله: ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ﴾؛ لأنَّ ذلك ممتنعٌ بدون الرِّسالة.

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ﴾ میں نبوت کا اثبات ہے کیوں کہ سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی نبوت ورسالت کے بغیر ناممکن ہے۔

وإثبات الجزاء على الأعمال في قوله: ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ﴾، وأنَّ الجزاء يكون بالعدل؛ لأنَّ الدِّين معناه الجزاء بالعدل.

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ﴾ سے اعمال کی جزاوسزا ثابت ہوتی ہے،نیز یہ جزاوسزا مبنی بر انصاف ہوگی کیوں کہ "دین" کے معنی ہیں عدل کے ساتھ بدلہ دینا۔

وتضمَّنت إثبات القدر وأنَّ العبد فاعلٌ حقيقةً خلافًا للقدريَّة والجبريَّة.

اور سورہ فاتحہ میں تقدیر کا بھی اثبات ہے نیز یہ سورۃ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ بندہ بھی حقیقت میں فاعل ہے۔قدریہ اور جبریہ کے عقیدے کے برعکس،

بل تضمَّنت الرَّدَّ على جميع أهل البدع والضَّلال في قوله: ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ﴾؛ لأنَّه معرفة الحقِّ والعمل به، وكلُّ مبتدعٍ وضالٍّ فهو مخالفٌ لذلك.

بلکہ ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ﴾ میں تمام اہل بدعت وضلالت کی تردید ہے،کیوں کہ صراط مستقیم حق کی معرفت اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے، اور ہر بدعتی اور گمراہ شخص حق کا مخالف ہوتا ہے۔

وتضمَّنت إخلاص الدِّين لله تعالى عبادةً واستعانةً في قوله: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾.

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ اس بات کو شامل ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کیا جائے، چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا استعانت سے۔

فالحمدللہ رب العالمین۔

فالحمد لله ربِّ العالمين.

[تفسير آية الكرسيّ]

﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ٢٥٥﴾

[آیۃ الکرسی کی تفسیر]

اللہ تعالی ہی معبود بر حق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالی ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

(٢٥٥) أخبر ﷺ أنَّ هذه الآية أعظم آيات القرآن؛ لما احتوت عليه من معاني التَّوحيد والعظمة وسعة الصِّفات للباري تعالى، فأخبر أنَّه ﴿ٱللَّهُ﴾ الَّذي له جميع معاني الألوهيَّة، وأنَّه لا يستحقُّ الألوهيَّة والعبوديَّة إلَّا هو، فألوهيَّة غيره وعبادة غيره باطلةٌ، وأنَّه ﴿ٱلۡحَيُّ﴾ الَّذي له جميع معاني الحياة الكاملة من السَّمع والبصر والقدرة والإرادة وغيرها من الصِّفات الذَّاتيَّة، كما أنَّ ﴿ٱلۡقَيُّومُ﴾ تدخل فيه جميع صفات الأفعال لأنَّه القيُّوم الَّذي قام بنفسه واستغنى عن جميع مخلوقاته، وقام بجميع الموجودات فأوجدها

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ آیت قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کی توحید، عظمت اور صفات باری کی وسعتوں جیسے معانی پر مشتمل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بابت خبر دی کہ وہی "اللہ" ہے جس کے لئے الوہیت کے تمام معانی ثابت ہیں، اور الوہیت اور عبادت کا مستحق صرف وہی ہے، اس کے سوا ہر ایک کی الوہیت اور عبادت باطل ہے۔

﴿ٱلۡحَيُّ﴾ سے مراد وہ ہستی ہے جسے کامل حیات حاصل ہو، اور یہ تمام ذاتی صفات کو مستلزم ہے، مثلاً سننا، دیکھنا، جاننا اور قدرت رکھنا وغیرہ۔ ﴿ٱلۡقَيُّومُ﴾ اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام فعلی صفات داخل ہیں کیوں کہ وہ قیوم ہے جو خود سے قائم ہے اور اپنی تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، وہی تمام کائنات کو

وأبقاها وأمدَّها بجميع ما تحتاج إليه في وجودها وبقائها،

قائم رکھنے والا، انہیں وجود بخشنے والا اور وجود وبقا کے تمام ضروری اسباب مہیا فرمانے والا ہے۔

ومن كمال حياته وقيُّوميَّته أنَّه ﴿لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٌ﴾ أي: نعاسٌ، ﴿وَلَا نَوۡمٌ﴾: لأنَّ السِّنة والنَّوم إنَّما يعرضان للمخلوق الَّذي يعتريه الضَّعف والعجز والانحلال، ولا يعرضان لذي العظمة والكبرياء والجلال.

اس کی حیات کاملہ اور قیومیت تامہ کا ہی یہ تقاضا ہے کہ ﴿لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوۡمٌ﴾ "اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند" کیوں کہ اونگھ اور نیند مخلوق کو آتی ہے جو کہ کمزور اور عاجز ہے، عظمت وجلال اور کبریا والے کو نہیں آتی۔

وأخبر أنَّه مالك جميع ما في السَّماوات والأرض، فكلُّهم عبيدٌ لله مماليك لا يخرج أحدٌ منهم عن هذا الطَّور ﴿إِن كُلُّ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ إِلَّآ ءَاتِي ٱلرَّحۡمَٰنِ عَبۡدٗا ٩٣﴾؛ فهو المالك لجميع الممالك وهو الَّذي له صفات الملك والتَّصرُّف والسُّلطان والكبرياء، ومن تمام ملكه أنَّه لا ﴿يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ﴾ أحدٌ ﴿إِلَّا بِإِذۡنِهِۦ﴾، فكلُّ الوجهاء والشُّفعاء عبيدٌ له مماليكُ لا يَقْدِمُون على شفاعةٍ حتَّى يأذن لهم ﴿قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعٗاۖ لَّهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ﴾؛ والله لا يأذن لأحدٍ أن يشفع إلَّا فيمن ارتضى ولا يرتضي إلَّا توحيده واتِّباع رسله، فمن لم يتَّصف بهذا فليس له في الشَّفاعة نصيبٌ.

﴿لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ﴾ "یعنی وہ آسمان وزمین کی تمام چیزوں کا مالک ہے"۔ سب کے سب اللہ کے بندے اور غلام ہیں، کوئی اس سے خارج نہیں ہے، اللہ نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے سب رحمن کے پاس بندہ اور غلام بن کر آنے والے ہیں۔ وہ مالک ہے، باقی سب مملوک ہیں۔ ملکیت، تصرف، بادشاہت اور کبریائی جیسی تمام صفات اسی کے لیے ہیں، اور اس کے کمال ملکیت پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی لیے فرمایا: ﴿مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦ﴾ یعنی اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ تمام شرفاء اور شفاعت کرنے والے اس کے بندے اور غلام ہیں، اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر ہی نہیں سکتے، قرآن میں ہے کہ "آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی کے لیے تمام شفاعتیں ہیں، اسی کے لیے آسمان اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ کسی کو صرف اسی کے حق میں شفاعت کی اجازت دے گا جس سے وہ راضی ہوگا، اور اس کی رضامندی صرف اللہ کی توحید اور رسولوں کے اتباع کی بنیاد پر ہی ممکن ہے، جو ان دونوں صفتوں سے خالی ہیں، ان کے لئے شفاعت میں کوئی حصہ نہیں۔

ثمَّ أخبر عن علمه الواسع المحيط وأنَّه يعلم ما بين أيدي الخلائق من الأمور المستقبلة الَّتي لا نهاية لها ﴿وَمَا خَلۡفَهُمۡ﴾؛ من الأمور الماضية الَّتي لا حدَّ لها، وأنَّه لا تخفى عليه خافيةٌ ﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ

﴿يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ﴾ "وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وسیع اور ہر شئے کو محیط علم کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ بندوں کے گزشتہ معاملات جن کی کوئی حد نہیں اور آئندہ کے امور جن کی کوئی انتہا نہیں، تمام کو جانتا ہے اور اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، جبکہ مخلوق اس کے علم اور معلومات کا کچھ بھی احاطہ نہیں

ٱلۡأَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي ٱلصُّدُورُ﴾؛ وأنَّ الخلق لا يحيط أحدٌ بشيءٍ من علم الله ومعلوماته ﴿إِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ منها وهو ما أطلعهم عليه من الأمور الشَّرعيَّة والقدريَّة، وهو جزءٌ يسيرٌ جدًّا مضمحلٌّ في علوم الباري ومعلوماته كما قال أعلم الخلق به وهم الرُّسل والملائكة: ﴿سُبۡحَٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ﴾.

کر سکتی۔ ﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ ٱلۡأَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي ٱلصُّدُورُ﴾ (غافر: ۱۹) وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے، اور مخلوق ذرہ برابر بھی اللہ کے علم اور اسکے معلومات میں سے علم نہیں رکھتی۔ ﴿إِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ خود بتادے، اس لیے فرمایا ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ﴾ "اور وہ اس کے علم اور معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے، مگر جتنا وہ چاہے۔ جیسے کہ بعض شرعی اور قدری امور جو اللہ کے علوم ومعلومات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے رسولوں اور فرشتوں نے عرض کیا: ﴿قَالُواْ سُبۡحَٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ﴾ (البقرۃ:۳۲) "تو پاک ہے ہمارے پاس کچھ بھی علم نہیں ہے مگر اتنا ہی جو تو نے ہمیں دیا ہے"۔

ثمَّ أخبر عن عظمته وجلاله وأنَّ كرسيَّه وسع السَّماوات والأرض، وأنَّه قد حفظهما ومن فيهما من العوالم بالأسباب والنِّظامات الَّتي جعلها الله في المخلوقات، ومع ذلك فلا يؤوده أي يثقله حفظهما لكمال عظمته واقتداره وسعة حكمته في أحكامه،

﴿وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ﴾ اس کی کرسی کی وسعت نے آسمان وزمین کو گھیر رکھا ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وبزرگی کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی کرسی کی وسعت نے آسمان وزمین کو گھیر رکھا ہے اور یہ کہ اس نے ان دونوں مخلوقات اور تمام کائنات کو اسباب اور مخلوقات کے لئے مقرر کردہ مستحکم قوانین کے تحت محفوظ کرر کھا ہے، اور ان سب کے باوجود آسمان وزمین کی حفاظت اسے بوجھل نہیں کرتی جو یقیناً اس کے کمال عظمت واقتدار اور اس کے احکام میں پوشیدہ وسیع حکمتوں پر شاہد عدل ہے۔

﴿وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ﴾ بذاته على جميع مخلوقاته، وهو العليُّ بعظمة صفاته، وهو العليُّ الَّذي قهر المخلوقات، ودانت له الموجودات، وخضعت له الصِّعاب، وذلَّت له الرِّقاب

﴿وَهُوَ﴾ "اور وہ" اپنی ذات کے لحاظ سے ﴿ٱلۡعَلِيُّ﴾ بہت بلند ہے اپنی تمام مخلوقات پر، اور وہ بلند ہے اپنی عظمت صفات کے اعتبار سے اور وہ اپنے قہر وغلبہ کے لحاظ سے بھی تمام مخلوقات پر بلند ہے۔ اور تمام موجودات اسی کے زیر نگیں اور اس کے آگے سرنگوں ہیں۔

﴿ٱلۡعَظِيمُ﴾: الجامع لجميع صفات العظمة والكبرياء والمجد والبهاء، الَّذي تحبُّه القلوب، وتعظِّمه الأرواح، ويعرف العارفون أنَّ عظمة

اور ﴿ٱلۡعَظِيمُ﴾ "بہت بڑا ہے"۔ اس میں عظمت، کبریائی بڑائی، بزرگی کی تمام صفات جمع ہیں۔ جن کے باعث دلوں میں اس کی محبت قائم ہے، اور تمام روحیں اس کی عظمت کی قائل ہیں

كلِّ شيءٍ وإن جلت عن الصِّفة فإنَّها مضمحلَّةٌ في جانب عظمة العليِّ العظيم.

اور عارفین جانتے ہیں کہ ہر چیز کی عظمت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اللہ کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے۔

فآيةٌ احتوت على هذه المعاني الَّتي هي أجلُّ المعاني يحقُّ أن تكون أعظم آيات القرآن، ويحقُّ لمن قرأها متدبِّرًا متفهِّمًا أن يمتلئ قلبه من اليقين والعرفان والإيمان، وأن يكون محفوظًا بذلك من شرور الشَّيطان.

توجو آیت مذکورہ تمام معانی پر مشتمل ہو یقیناً وہ اسی بات کی حقدار ہے کہ اسے قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت ہونے کا شرف حاصل ہو۔ اور جو اسے غور و فکر کے ساتھ پڑھے وہ بھی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کا دل یقین، معرفت اور ایمان سے لبریز ہو اور وہ اس کے ذریعہ شیطان کے شرور سے محفوظ رہے۔

[تفسير سورة والضُّحى وهي مكِّيَّةٌ]

[[سورہ ضحیٰ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَٱلضُّحَىٰ ١ وَٱلَّيۡلِ إِذَا سَجَىٰ ٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ٣ وَلَلۡأٓخِرَةُ خَيۡرٞ لَّكَ مِنَ ٱلۡأُولَىٰ ٤ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ ٥ أَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيمٗا فَـَٔاوَىٰ ٦ وَوَجَدَكَ ضَآلّٗا فَهَدَىٰ ٧ وَوَجَدَكَ عَآئِلٗا فَأَغۡنَىٰ ٨ فَأَمَّا ٱلۡيَتِيمَ فَلَا تَقۡهَرۡ ٩ وَأَمَّا ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ١٠ وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ١١﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

قسم ہے چاشت کے وقت کی۔ اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔ نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔ یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہوگا۔ تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔ کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی؟ اور تجھے نادار پا کر تونگر نہیں بنا دیا۔ پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر۔ اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ۔ اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ۔

(١-٣) أقسم تعالى بالنَّهار إذا انتشر ضياؤه بالضُّحى، وباللَّيل إذا سجى وادلهمَّت ظلمته، على اعتناء الله برسوله ﷺ، فقال: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾، أي: ما تركك منذ اعتنى بك، ولا أهملك منذ ربَّاك ورعاك، بل لم يزل يربِّيك أحسن

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے اپنی عنایت پر دن کی قسم کھائی ہے، جب چاشت کے وقت اس کی روشنی پھیل جائے اور رات کی قسم کھائی ہے جب وہ چھا جائے اور اس کی تاریکی گہری ہو جائے اور ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾ یعنی جب سے آپ پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اس نے آپ کو نہیں

تربيةٍ، ويُعليك درجةً بعد درجةٍ، وَمَا قَلاك الله أي: ما أبغضك منذ أحبَّك، فإنَّ نفي الضِّدِّ دليلٌ على ثبوت ضدِّه، والنَّفي المحض لا يكون مدحًا إلَّا إذا تضمَّن ثبوت كمالٍ، فهذه حال الرَّسول ﷺ الماضية والحاضرة، أكمل حالٍ وأتمُّها، محبَّة الله له واستمرارها، وترقيته في درج الكمال، ودوام اعتناء الله به.

چھوڑا اور جب سے اس نے آپ کی نشونما کی اور آپ پر مہربانی کی اس نے آپ پر اپنی توجہ وعنایت میں کوئی کمی نہیں کی بلکہ وہ آپ کی احسن طریقے سے تربیت کرتا رہتا ہے اور درجہ بدرجہ آپ کو بلندی عطا کرتا رہتا ہے۔ وہ آپ سے بیزار نہیں ہوا یعنی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے محبت کی ہے وہ آپ سے ناراض نہیں ہوا کیوں کہ ضد کی نفی اس کی ضد کے ثبوت کی دلیل ہے۔ محض نفی جب تک کہ وہ اثبات کمال کو متضمن نہ ہو مدح نہیں ہوتی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ماضی کا حال ہے جبکہ موجودہ حالت زیادہ اچھی اور اکمل ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت روز افزوں ہے اور آپ کمالات کے زینے چڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دائمی توجہات کے مستحق بنے ہوئے ہیں۔

(٤) وأما حاله المستقبلة، فقال: ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ ٱلْأُولَىٰ﴾ أي: كلُّ حالةٍ متأخِّرةٍ من أحوالك فإنَّ لها الفضل على الحالة السَّابقة، فلم يزل ﷺ يصعد في درج المعالي ويمكِّن له الله دينه وينصره على أعدائه ويسدِّد له أحواله حتَّى مات، وقد وصل إلى حالٍ لا يصل إليها الأوَّلون والآخرون من الفضائل والنِّعم وقرَّة العين وسرور القلب.

رہا مستقبل میں آپ کا حال تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ ٱلْأُولَىٰ﴾ یعنی آپ کے احوال میں سے ہر بعد والی حالت سابقہ حالت سے افضل ہے چنانچہ آپ برابر عزت وبلندی کی سیڑھیاں چڑھتے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ دین کو استحکام اور آپ کے اعداء پر غلبہ ونصرت عطا کر رہا ہے اور حالتوں کو درست فرما رہا ہے، یہاں تک کہ آپ نے وفات پا لی۔ آپ فضائل ومحاسن، نعمتوں، آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور کے لحاظ سے ایسی حالت پر فائز ومتمکن ہو گئے جہاں تک پہنچنا اگلوں اور پچھلوں میں کسی شخص کو نصیب نہیں ہوا۔

(٥) ثمَّ بعد ذلك لا تسأل عن حاله في الآخرة، من تفاصيل الإكرام وأنواع الإنعام، ولهذا قال: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ وهذا أمرٌ لا

پھر اس کے بعد آخرت میں آپ کے حال سے متعلق اکرام وتکریم اور انواع واقسام کے انعامات کی تفصیلات کے بارے میں مت پوچھیے، اور یہ تو ایسا معاملہ ہے جس کی تعبیر اس جامع وشامل عبارت کے بغیر ممکن ہی نہیں، اس لیے

يمكن التَّعبير عنه بغير هذه العبارة الجامعة الشَّاملة.

فرمایا:﴿وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ﴾ "اور وہ عنقریب آپ کو وہ کچھ عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے"۔

(٦) ثمَّ امتنَّ عليه بما يعلمه من أحواله الخاصَّة فقال: ﴿أَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيمٗا فَـَٔاوَىٰ﴾، أي: وجدك لا أمَّ لك ولا أب، بل قد مات أبوه وأمُّه وهو لا يدبِّر نفسه، فآواه الله، وكفَّله جدَّه عبد المطَّلب، ثمَّ لمَّا مات جدُّه كفَّله الله عمَّه أبا طالبٍ، حتَّى أيَّده بنصره وبالمؤمنين.

پھر اللہ تعالیٰ آپ کے خصوصی احوال کے تعلق سے جنہیں وہ جانتا ہے اپنے احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:﴿أَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيمٗا فَـَٔاوَىٰ﴾ یعنی آپ کو اس طرح پایا کہ آپ کی ماں تھی نہ باپ بلکہ آپ کے ماں باپ اس وقت وفات پاگئے جب کہ آپ اپنی دیکھ بھال خود نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس نے آپ کی دست گیری فرمائی۔ پھر جب آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کی کفالت کی پھر آپ کے دادا بھی وفات پاگئے تو آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی کفالت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور اہل ایمان کے ذریعے سے آپ کی مدد فرمائی۔

(٧) ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلّٗا فَهَدَىٰ﴾ أي: وجدك لا تدري ما الكتاب ولا الإيمان، فعلَّمك ما لم تكن تعلم، ووفَّقك لأحسن الأعمال والأخلاق.

﴿وَوَجَدَكَ ضَآلّٗا فَهَدَىٰ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا؟ پس اس نے آپ کو وہ علم عطا کیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ کو بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی توفیق بخشی۔

(٨) ﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلٗا﴾ أي: فقيرًا ﴿فَأَغۡنَىٰ﴾ بما فتح الله عليك من البلدان الَّتي جُبيت لك أموالُها وخراجُها.

﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلٗا﴾ یعنی آپ کو محتاج پایا ﴿فَأَغۡنَىٰ﴾ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہروں کی فتوحات کے ذریعے سے جہاں سے آپ کو لیے مال اور خراج آیا غنی کر دیا۔

فالَّذي أزال عنك هذه النَّقائص سيزيل عنك كلَّ نقصٍ، والَّذي أو صلك إلى الغنى وآواك ونصرك وهداك قابِلْ نعمته بالشُّكران.

لہذا جس ہستی نے آپ سے ان نقائص کا ازالہ فرمایا وہ یقیناً جلد ہی آپ سے ہر کمی کو دور کر دیگی تو جس ذات نے آپ کو تونگری تک پہنچایا آپ کو پناہ دی آپ کو نصرت عطا کی اور آپ کو راہ رست سے نوازا اس کی نعمتوں کا خوب شکر ادا کیجئے۔

(٩) و لهذا قال: ﴿فَأَمَّا ٱلۡيَتِيمَ فَلَا تَقۡهَرۡ﴾ أي: لا تُسيء معاملة اليتيم، ولا يضق صدرك عليه، ولا تنهره، بل أكرمه، وأعطه ما تيسَّر، واصنع به كما تحبُّ أن يُصنع بولدك من بعدك.

اس لیے فرمایا: ﴿فَأَمَّا ٱلۡيَتِيمَ فَلَا تَقۡهَرۡ﴾ یعنی یتیم کے ساتھ برا معاملہ نہ کیجیے آپ اس پر تنگ دل ہوں نہ آپ اسے جھڑکیں بلکہ اس کا اکرام کریں جو کچھ میسر ہے آپ اسے عطا کریں اور آپ اس کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد سے کیا جائے۔

(١٠) ﴿وَأَمَّا ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ﴾ أي: لا يصدر منك إلى السَّائل كلامٌ يقتضي ردَّه عن مَطلوبه بنهرٍ وشراسة خلقٍ، بل أعطه ما تيسَّر عندك أو رُدَّه بمعروفٍ وإحسان، وهذا يدخل فيه السَّائل للمال والسَّائل للعلم، ولهذا كان المُعلِّم مأمورًا بحسن الخلق مع المُتعلِّم ومباشرته بالإكرام والتَّحنُّن عليه، فإنَّ في ذلك مَعونةً له على مقصده وإكرامًا لمن كان يسعى في نفع العباد والبلاد.

﴿وَأَمَّا ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ﴾ یعنی آپ کی طرف سے سائل کے لیے کوئی ایسی بات یعنی ڈانٹ اور ترش روئی اور بد خلقی کا ایسا کوئی مظاہرہ نہ ہو جو سائل کو اس کی طلب سے محرومی کا سبب بنے بلکہ آپ کے پاس جو کچھ میسر ہے اسے عطا کر دیجیے یا اسے معروف اور بھلے طریقے سے لوٹا دیجیے اس میں مال کا سوال کرنے والا اور علم کا سوال کرنے والا دونوں داخل ہیں بنا بریں معلم کو حکم ہے کہ وہ متعلم کے ساتھ حسن سلوک، اکرام و تکریم اور شفقت و مہربانی سے پیش آئے تا کہ طالب علم اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہو سکے جو قوم و ملک کو نفع پہنچانے کے لیے کوشاں ہے۔

(١١) ﴿وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ﴾ و هذا يشمل النِّعم الدِّينيَّة والدُّنيويَّة ﴿فَحَدِّثۡ﴾ أي: أَثْنِ على الله بها، وخصِّصها بالذِّكر إن كان هناك مصلحةٌ، وإلَّا فحدِّث بنعم الله على الإطلاق، فإنَّ التَّحدُّث بنعمة الله داعٍ لشُكرها، وموجبٌ لتحبيب

فرمایا: ﴿وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ﴾ اور اپنے رب کی نعمتوں کو اس میں دینی اور دنیاوی دونوں نعمتیں شامل ہیں ﴿فَحَدِّثۡ﴾ بیان کرتے رہیے یعنی ان نعمتوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کیجیے اور اگر کسی خاص نعمت کے ذکر میں مصلحت ہو تو اس

القلوب إلى من أنعم بها، فإنَّ القلوب مجبولةٌ على محبَّة المُحسن.

کو بیان کیجئے ورنہ عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان اور اعتراف کرتے رہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر شکر گزاری کا سبب اور دلوں میں منعم کی محبت کا موجب ہے کیوں کہ فطری طور پر دلوں میں احسان کرنے والوں کے تئیں محبت پائی جاتی ہے۔

[تفسير سورة ألم نشرح لك صدرك وهي مكيَّةٌ]

[سورہ الم نشرح کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝٧ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ۝٨﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتار دیا۔ جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی۔ اور ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔ پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر۔ اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔

(١) يقول تعالى -مُمتنًّا على رسوله-: ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ أي: نوسِّعه لشرائع الدِّين والدَّعوة إلى الله، والاتِّصاف بمكارم الأخلاق، والإقبال على الآخرة، وتسهيل الخيرات، فلم يكن ضيِّقًا حرجًا لا يكاد ينقاد لخيرٍ ولا تكاد تجده منبسطًا.

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر اپنے احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ یعنی احکام دین پر عمل پیرا ہونے، مکارم اخلاق سے متصف ہونے، آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور نیکیوں کو بآسانی انجام دینے کے لئے ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کر دیا؟ تو آپ کا سینہ کبھی بھی خیر پر عمل پیرا ہونے اور بخوشی اس کو قبول کرنے کے لئے کبھی تنگ نہیں رہا۔

(٢-٣) ﴿ وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ ﴾ أي: ذنبك، ﴿ ٱلَّذِيٓ أَنقَضَ ﴾ أي: أثقل ﴿ ظَهۡرَكَ ﴾؛ كما قال تعالى: ﴿ لِّيَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ﴾.

﴿ وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ ﴾ یعنی ہم نے آپ سے آپ کے گناہ کا بوجھ اتار دیا ﴿ ٱلَّذِيٓ أَنقَضَ ﴾ "جس نے توڑ رکھا تھا" ﴿ ظَهۡرَكَ ﴾؛ "آپ کی کمر کو" جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لِّيَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ﴾.
"تاکہ جو گناہ آپ سے پہلے سرزد ہوئے اور جو پیچھے سرزد ہوئے ان سب کو اللہ بخش دے"

(٤) ﴿ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ﴾ أي: أعلينا قدرك، وجعلنا لك الثَّناء الحسن العالي، الَّذي لم يصل إليه أحدٌ من الخلق، فلا يُذكر الله إلَّا ذُكر معه رسوله ﷺ كما في الدُّخول في الإسلام وفي الأذان والإقامة والخطب وغير ذلك من الأمور الَّتي أعلى الله بها ذكر رسوله محمَّدٍ ﷺ، وله في قلوب أمَّته من المحبَّة والإجلال والتَّعظيم ما ليس لأحدٍ غيره بعد الله تعالى، فجزاه الله عن أمَّته أفضل ما جزى نبيًّا عن أمَّته.

﴿ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ﴾ یعنی ہم نے آپ کی قدر و منزلت بلند کی؛ ہم نے آپ کی عمدہ اور بلند تعریف کے ذریعہ آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا کہ وہاں تک کسی مخلوق کی رسائی ممکن نہیں ہو سکی۔ چنانچہ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا بھی ذکر ہوتا ہے جیسے دخول اسلام، اذان و اقامت اور خطبات وغیرہ کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند فرمایا ہے۔ امت کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے بعد آپ کے لیے جو محبت تعظیم اور اجلال ہے وہ کسی اور کے لیے نہیں پس اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی امت کی طرف سے افضل ترین جزائے خیر عطا کرے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا کی ہے۔

(٥) ﴿ فَإِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ﴾ بشارةٌ عظيمةٌ أنَّه كلَّما وُجد عُسرٌ وصعوبةٌ فإنَّ اليُسر يقارنه ويصاحبه، حتَّى لو دخل العُسر جحر ضبٍّ لدخل عليه اليُسر فأخرجه؛ كما قال تعالى: ﴿ سَيَجۡعَلُ ٱللَّهُ بَعۡدَ عُسۡرٖ يُسۡرٗا ﴾، وكما قال النَّبيُّ ﷺ: «وَإِنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا».

﴿ فَإِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ﴾ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے" ایک عظیم الشان خوشخبری ہے کہ جب بھی کوئی تنگی اور سختی پائی جائے گی تو اس کے ساتھ ساتھ آسانی بھی ہوگی حتیٰ کہ اگر تنگی گوہ کے بل میں داخل ہو جائے تو آسانی اس کے اوپر داخل ہوگی اور اسے باہر نکال لائے گی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے ساتھ کشائش عطا کرے گا" اور

جیسا کہ نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تکلیف کے ساتھ کشادگی ہوتی ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔“

وتعريف **العُسر** في الآيتين يدلُّ على أنَّه واحدٌ، وتنكير **اليُسر** يدلُّ على تكراره، فلن يغلب عُسرٌ يُسرين.

دونوں آیات کریمہ میں العسر کو معرفہ استعمال کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک تنگی ہے اور الیُسر کو نکرہ استعمال کرنا اس کے تکرار پر دلالت کرتا ہے لہذا ایک تنگی دو آسانی پر غالب نہیں آسکتی۔

وفي تعريفه بالألف واللَّام الدَّالَّة على الاستغراق والعموم يدلُّ على أنَّ كلَّ عُسرٍ -وإن بلغ من الصُّعوبة ما بلغ- فإنَّه في آخره التَّيسير مُلازمٌ له.

الف لام کے ساتھ معرفہ بنانے میں جو کہ استغراق اور عموم پر دلالت کرتا ہے دلیل ہے کہ ہر تنگی خواہ وہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے اس کے آخر میں آسانی کا آنا لازم ہے۔

(٦) ثمَّ أمر الله رسوله أصلًا والمؤمنين تبعًا بشكره والقيام بواجب نعمه؛ فقال: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَٱنصَبْ﴾ أي: إذا تفرَّغت من أشغالك ولم يبق في قلبك ما يُعوِّقه فاجتهد في العبادة والدُّعاء.

پھر اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو اصالۃً اور مومنوں کو آپ کی پیروی میں اپنی شکر گذاری اور اپنی نعمتوں کے لازمی تقاضوں کی بجاآوری کا حکم فرمایا: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَٱنصَبْ﴾ یعنی جب آپ اپنے اشغال سے فراغت پالیں اور آپ کے قلب میں کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ جائے جو (ذکر الٰہی سے) مانع ہو تب آپ عبادت اور دعا میں جدوجہد کیجیے۔

(٧) ﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ﴾ وحده ﴿فَٱرْغَب﴾ أي: أعظِم الرَّغبة في إجابة دُعائك وقبول عباداتك، ولا تكن ممَّن إذا فرغوا وتفرَّغوا لعبوا وأعرضوا عن ربِّهم وعن ذكره، فتكون من الخاسرين.

﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ﴾ اور اپنے اکیلے رب کی طرف ﴿فَٱرْغَب﴾ ”متوجہ ہو جائیں۔“ یعنی اپنی دعاؤں اور عبادتوں کی قبولیت کے لئے اللہ سے مکمل پر امید رہیے۔ آپ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو خالی ہوتے ہیں یا کاموں سے فراغت پالیتے ہیں تو کھیل تماشے میں مشغول ہو جاتے ہیں اپنے رب اور اس کے ذکر سے منہ موڑ لیتے ہیں تاکہ آپ خسارہ اٹھانے والوں نہ میں شامل ہو جائیں۔

وقد قيل: إنَّ معنى قوله: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصَّلاة وأكملتها ﴿فَٱنصَبْ﴾ في الدُّعاء، ﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب﴾ في سؤال مطالبك، واستدلَّ من قال بهذا القول على مشروعيَّة الدُّعاء والذِّكر عقب الصَّلوات المكتوبات، والله أعلم بذلك.

تمَّت ولله الحمد.

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ کی تفسیر میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ: جب نماز سے فارغ ہو جائیں ﴿فَٱنصَبْ﴾ تو دعا میں لگ جائیں، ﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب﴾ اور اپنی ضرورتوں کا سوال کرنے میں اللہ کی طرف راغب ہوں۔ اس قول کے قائلین اس آیت کریمہ سے فرض نمازوں کے بعد دعا اور ذکر و غیرہ کی مشروعیت پر استدلال کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

[تفسير سورة والتِّين وهي مكِّيَّة]

[سورہ تین کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ ﴿١﴾ وَطُورِ سِينِينَ ﴿٢﴾ وَهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ ثُمَّ رَدَدْنَٰهُ أَسْفَلَ سَٰفِلِينَ ﴿٥﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٦﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِٱلدِّينِ ﴿٧﴾ أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِأَحْكَمِ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨﴾﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینین کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ پس تجھے اب روز جزا کے جھٹلانے پر کون سی چیز آمادہ کرتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ (سب) حاکموں کا حاکم نہیں ہے۔

(١) التِّين هو التِّين المعروف، وكذلك الزَّيْتُون، أقسم بهاتين الشَّجرتين لكثرة منافع شجرهما وثمرهما، ولأنَّ سلطانها في أرض الشَّام محلِّ نبوَّة عيسى ابن مريم عليه السلام.

التِّين انجیر کا معروف درخت اور اسی طرح الزَّيْتُون زیتون بھی ایک معروف درخت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان دونوں کی قسم ان کے درختوں اور پھلوں کے کثیر الفوائد ہونے کی بنا پر کھائی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہ دونوں سرزمین شام میں بکثرت پائے جاتے ہیں جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا محل نبوت ہے۔

(٢) ﴿وَطُورِ سِينِينَ﴾ أي: طور سيناء، محلِّ نبوَّة موسى ﷺ.

”طور سینا کی قسم!“ جو حضرت موسیٰ کی نبوت کا مقام ہے۔

(٣) ﴿وَهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾ وهي: مكَّة المُكرَّمة، محلُّ نبوَّة محمَّدٍ ﷺ، فأقسم تعالى بهذه المواضع المُقدَّسة، الَّتي اختارها وابتعث منها أفضل النُّبوَّات وأشرفها.

﴿وَهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾ ”اور اس امن والے شہر کی قسم۔“ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے جو رسول مصطفی محمد ﷺ کی نبوت کا محل و مقام ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان مقامات مقدسہ کی قسم کھائی جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور جہاں سے افضل واشرف نبوتیں وجود میں آئیں۔

(٤-٦) والمُقسم عليه قوله: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ أي: تامَّ الخَلق، مُتناسب الأعضاء، مُنتصب القامة، لم يفقد ممَّا يحتاج إليه ظاهرًا أو باطنًا شيئًا، ومع هذه النِّعم العظيمة، الَّتي ينبغي منه القيام بشكرها فأكثر الخلق مُنحرفون عن شُكر المنعم، مُشتغلون باللَّهو واللَّعب، قد رضوا لأنفسهم بأسافل الأمور، وسفساف الأخلاق، فردَّهم الله في أسفل سافلين، أي: أسفل النَّار، موضع العصاة المتمرِّدين على ربِّهم، إلَّا من منَّ الله عليه بالإيمان والعمل الصَّالح، والأخلاق الفاضلة العالية، ﴿فَلَهُمْ﴾ بذلك المنازل العالية، و﴿أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ أي: غير مقطوعٍ، بل لذَّاتٌ مُتوافرةٌ، وأفراحٌ مُتواترةٌ، ونعمٌ مُتكاثرةٌ، في أبدٍ لا يزول، ونعيمٍ لا يحول، أُكُلُها دائمٌ وظلُّها.

جس امر پر قسم کھائی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ ”ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔“ یعنی کامل تخلیق متناسب اعضا اور بلند قامت کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ ظاہر اور باطن میں جس چیز کا محتاج ہے اس سے محروم نہیں۔ ان عظیم نعمتوں کے باوجود جن کا شکریہ لازم ہے۔ اکثر مخلوق منعم کے شکر سے منحرف اور لہو ولعب میں مشغول ہے۔ لوگ اپنے لیے پست ترین معاملے اور ردی اخلاق پر راضی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو پست سے پست مقام کی طرف لوٹا دیا یعنی جہنم کا سب نچلا حصہ جو اپنے رب کی نافرمانی کرنے والے سرکشوں کا مقام ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان عمل صالح اور اخلاق فاضلہ سے نوازا ﴿فَلَهُمْ﴾ پس ان کے لیے ان اعمال کی وجہ سے بلند منازل ہیں ﴿أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ اور منقطع نہ ہونے والا اجر ہے بلکہ ان کے لیے وافر لذتیں متواتر فرحتیں اور بکثرت نعمتیں ہمیشہ ہمیش کے لئے حاصل ہوں گی جو کبھی

ختم نہیں ہو گا۔ وہ ایسی نعمتوں بھری جنت میں رہیں گے جو کبھی نہیں بدلے گی جس کے پھل اور سائے دائمی ہوں گے۔

(٧) ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِٱلدِّينِ﴾ أي: أيُّ شيءٍ يُكذِّبك أيُّها الإنسان بيوم الجزاء على الأعمال وقد رأيت من آيات الله الكثيرة ما به يحصل لك اليقين، ومن نعمه ما يوجب عليك أن لا تكفر بشيءٍ ممَّا أخبرك به.

﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِٱلدِّينِ﴾ لہذا اے انسان! کون سی چیز اس کے بعد تجھے عمل کی جزاو سزا کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے حالانکہ تو اللہ تعالی کی بہت سی نشانیوں کو دیکھ چکا ہے جن سے تجھے یقین حاصل ہو سکتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھ چکا ہے جو تجھ پر واجب ٹھہراتی ہیں کہ تو ان میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرتے جس کی اس نے تجھے خبر دی ہے۔

(٨) ﴿أَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِأَحۡكَمِ ٱلۡحَٰكِمِينَ﴾ فهل تقتضي حكمته أن يترك الخلق سُدًى لا يُؤمرون ولا يُنهون، ولا يُثابون ولا يُعاقبون؟! أم الَّذي خلق الإنسان أطوارًا بعد أطوارٍ، وأوصل إليهم من النِّعم والخير والبرِّ ما لا يحصونه، وربَّاهم التَّربية الحسنة، لابدَّ أن يعيدهم إلى دارٍ هي مُستقرُّهم وغايتهم الَّتي إليها يقصدون، ونحوها يؤُمُّون؟

تمَّت ولله الحمد.

﴿أَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِأَحۡكَمِ ٱلۡحَٰكِمِينَ﴾ ”کیا اللہ حاکموں کا حاکم نہیں ہے ؟“ کیا اس کی حکمت اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ مخلوق کو بے کار اور مہمل چھوڑ دے اور اسے اوامر ونواہی کا پابند نہ کیا جائے اور انہیں ثواب وعقاب کا مستحق نہ ٹھہرایا جائے؟ یاوہ جس نے بنی نوع انسان کو کئی مراحل میں پیدا کیا، ان کو اتنی نعمتوں بھلائیوں اور احسانات سے نوازا جن کو وہ شمار نہیں کر سکتے بہترین طریقے سے ان کی پرورش کی ضرور ان کو اس گھر کی طرف لوٹائے گا جو ان کا اصل ٹھکانا ہے، اور وہی (دار آخرت) ان کی غایت منشودہ ہے جس کے حصول کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

[تفسير سورة اقرأ وهي مكيَّة]

[سورہ اقرا کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتاہوں جو بڑامہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢)
اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا
لَمْ يَعْلَمْ (٥) كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ (٦) أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ (٧)
إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ (٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ
(١٠) أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ (١٢)
أَرَأَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (١٣) أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ (١٤) كَلَّا لَئِن لَّمْ
يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (١٥) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ
نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِب ۩ (١٩)﴾.

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم سکھایا)۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پروا (یا تونگر) سمجھتا ہے۔ یقیناً لوٹنا تیرے رب کی طرف ہے۔ (بھلا) اسے بھی تو نے دیکھا ہے جو بندے کو روکتا ہے۔ جبکہ وہ بندہ نماز ادا کرتا ہے۔ بھلا بتلا تو اگر وہ ہدایت پر ہو۔ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ہو۔ بھلا دیکھو تو اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو تو۔ کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔ یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ ایسی پیشانی جو جھوٹی خطاکار ہے۔ یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔ ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلا لیں گے۔ خبردار! اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔

(١-٢) هذه السُّورة أوَّل السُّور القرآنيَّة نزولًا على رسول الله ﷺ، فإنَّها نزلت عليه في مبادئ النُّبوَّة، إذ كان لا يدري ما الكتاب ولا الإيمان، فجاءه جبريل عليه الصَّلاة والسَّلام بالرِّسالة، وأمره أن يقرأ، فامتنع وقال: «**مَا أَنَا بِقَارِئٍ**» فلم يزل به حتَّى قرأ، فأنزل الله عليه: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ عموم الخلق، ثمَّ خصَّ الإنسان، وذكر ابتداء خلقه ﴿مِنْ عَلَقٍ﴾، فالَّذي خلق الإنسان واعتنى بتدبيره لا بدَّ أن يُدبِّره بالأمر والنَّهي، وذلك بإرسال الرَّسول إليهم، وإنزال الكتب

رسول اللہ ﷺ پر نزول کے اعتبار سے یہ قرآن کی اوّلین سورت ہے یہ نبوت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی جب آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا چیز ہے؟ پس جبریل علیہ السلام پیغام الٰہی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کہا کہ پڑھیں مگر آپ نے عذر پیش کیا اور کہا "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔" جبریل بار بار یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ نے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ "اپنے رب کا نام لے کر پڑھیں جس نے پیدا کیا۔" یعنی جس نے عام مخلوق کو پیدا کیا پھر بطور خاص انسان کی ابتدائی تخلیق کا ذکر فرمایا: ﴿مِنْ

عليهم، و لهذا ذكر بعد الأمر بالقراءة خلقه للإنسان.

(٣-٤) ثم قال: ﴿ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ﴾ أي: كثير الصِّفات واسعها، كثير الكرم والإحسان، واسع الجود، الَّذي من كرمه أن علَّم بالعلم و﴿عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ﴾.

(٥) ﴿عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ﴾ فإنَّه تعالى أخرجه من بطن أمِّه لا يعلم شيئًا، وجعل له السَّمع والبصر والفؤاد، ويسَّر له أسباب العلم فعلَّمه القرآن، وعلَّمه الحكمة، وعلَّمه بالقلم الَّذي به تُحفظ العلوم وتُضبط الحقوق، وتكون رسلًا للنَّاس تنوب مناب خطابهم، فللَّه الحمد والمنَّة، الَّذي أنعم على عباده بهذه النِّعم الَّتي لا يقدِرون لها على جزاءٍ ولا شُكورٍ، ثمَّ منَّ عليهم بالغنى وسعة الرِّزق.

عَلَقٍ﴾، ”خون کے لوتھڑے سے (پیدا کیا۔)“ تو جس ذات نے انسان کو پیدا کیا، اوراس کی عمدہ تدبیر فرمائی، ضروری ہے کہ وہی امر و نہی کی بھی تدبیر کرے۔ اور یہ کام وہ رسول بھیج کر اور کتابیں نازل کرکے سر انجام دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پڑھنے کا حکم دے کر انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔

پھر فرمایا﴿ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ﴾ ”پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔“یعنی آپ کا رب بہت زیادہ اور وسیع صفات کا مالک بہت زیادہ کرم و احسان اور بے پایاں جود والا ہے۔ جس کا ایک کرم یہ ہے کہ اس نے انسان کو علم عطا کیا۔﴿عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ﴾ اور ”قلم کے ذریعے علم سکھایا“۔

﴿عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ﴾ "اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔“ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ماں کے پیٹ سے نکالا وہ اس وقت کچھ نہیں جانتا تھا اس کو سماعت و بصارت اور عقل سے بہرہ ور کیا اس کے لیے حصول علم کے تمام اسباب آسان کیے اسے قرآن کی تعلیم دی حکمت سکھائی اور قلم کے ساتھ علم عطا کیا جس کے ذریعے تمام علوم کو محفوظ اور حقوق کو منضبط کیا جاتا ہے، جو لوگوں کے لئے پیغام رسانی کا ذریعہ بنتے ہیں (یعنی علوم و حقوق جو قلم کے ذریعہ منضبط کئے جاتے ہیں) اور بالمشافہ خطاب کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ ہی کے لئے تمام تعریف اور اسی کی کرم فرمائی ہے جس نے اپنے بندوں پر ایسے عظیم انعامات فرمائے جن کی جزا اور شکر گذاری پر وہ قادر نہیں ہیں، پھر ان پر تونگری اور کشادگی رزق کے ذریعہ احسان فرمایا۔

(٦-١٠) ولكنَّ الإنسان -لجهله وظلمه- إذا رأى نفسه غنيًّا طغى وبغى وتجبَّر عن الهدى، ونسي- أنَّ إلى ربِّه الرُّجعى، ولم يخف الجزاء، بل ربَّما وصلت به الحال أنَّه يترك الهُدى بنفسه، ويدعو غيره إلى تركه، فينهى عن الصَّلاة الَّتي هي أفضل أعمال الإيمان.

مگر انسان نے اپنے ظلم وجہالت کی بناپر جب خود کو غنی دیکھا تو سرکشی اور بغاوت پر اتر آیا، ہدایت کے مقابلے میں تکبر کیا اور بھول بیٹھا کہ اسے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اور اسے جزا (سزا) کا خوف نہیں رہا بلکہ وہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ خود بھی ہدایت کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسروں کو بھی ہدایت چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ وہ نماز پڑھنے سے روکتا ہے جو اعمال ایمان میں افضل عمل ہے۔

(١١-١٢) يقول الله لهذا المُتمرِّد العاتي: ﴿أَرَءَيْتَ﴾ أيُّها النَّاهي للعبد إذا صلَّى ﴿إِن كَانَ﴾ العبدُ المُصلِّي ﴿عَلَى ٱلْهُدَىٰٓ﴾ العلم بالحقِّ والعمل به، ﴿أَوْ أَمَرَ﴾ غيره ﴿بِٱلتَّقْوَىٰٓ﴾، فهل يحسن أن ينهى من هذا وصفه؟! أليس نهيه من أعظم المُحادَّة لله والمحاربة للحقِّ؟! فإنَّ النَّهي لا يتوجَّه إلَّا لمن هو في نفسه على غير الهدى، أو كان يأمر غيره بخلاف التَّقوى.

اللہ تعالیٰ اس متکبر اور سرکش سے فرماتا ہے: ﴿أَرَءَيْتَ﴾ بندہ جب نماز پڑھے اس کو نماز پڑھنے سے روکنے والے! مجھے بتا۔ ﴿إِن كَانَ﴾ بھلا نماز پڑھنے والا بندہ ﴿عَلَى ٱلْهُدَىٰٓ﴾ اگر حق کا علم رکھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہو ﴿أَوْ أَمَرَ﴾ یا دوسروں کو ﴿بِٱلتَّقْوَىٰٓ﴾ "تقوی کا حکم دیتا ہو"۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ ایسے شخص کو روکا جائے جس کا یہ وصف ہے؟ کیا اس کو روکنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے بڑی دشمنی اور حق کے خلاف جنگ نہیں؟ کیونکہ روکا اور منع تو ایسے شخص کیا جاتا ہے جو خود ضلالت پر قائم ہو یا دوسروں کو خلاف تقوی، عمل کا حکم دیتا ہو۔

(١٣-١٤) ﴿أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ﴾ الَّذي هو بالحقِّ ﴿وَتَوَلَّىٰٓ﴾ عن الأمر، أما يخاف الله ويخشى عقابه؟! ﴿أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ ٱللَّهَ يَرَىٰ﴾ ما يعمل ويفعل؟

﴿أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ﴾ بھلا بتلاؤ! حق سے روکنے والے نے اگر جھٹلایا ہو ﴿وَتَوَلَّىٰٓ﴾ اور حکم سے منہ موڑا ہو کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرتا؟ ﴿أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ ٱللَّهَ يَرَىٰ﴾ "کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ اسے دیکھتا ہے۔" جو عمل وہ کرتا اور جو فعل وہ سرانجام دیتا ہے؟

(١٥-١٦) ثمَّ توعَّده إن استمرَّ على حاله فقال: ﴿كَلَّا لَئِن لَّمۡ يَنتَهِ﴾ عمَّا يقول ويفعل ﴿لَنَسۡفَعَۢا بِٱلنَّاصِيَةِ﴾ أي: لنأخذنَّ بناصيته أخذًا عنيفًا، وهي حقيقةٌ بذلك، فإنَّها ﴿نَاصِيَةٖ كَٰذِبَةٍ خَاطِئَةٖ﴾ أي: كاذبةٌ في قولها، خاطئةٌ في فعلها.

اگر وہ اپنے حال پر جما رہا تو اس کو وعید سناتے ہوئے فرمایا: ﴿كَلَّا لَئِن لَّمۡ يَنتَهِ﴾ جو کچھ وہ کہتا اور کرتا ہے اگر اس سے باز نہ آیا ﴿لَنَسۡفَعَۢا بِٱلنَّاصِيَةِ﴾ تو ہم اس کی پیشانی کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اور یہ اسی کی مستحق ہے، کیونکہ یہ ﴿نَاصِيَةٖ كَٰذِبَةٍ خَاطِئَةٖ﴾ پیشانی اپنے قول میں جھوٹی اور اپنے فعل میں خطاکار ہے۔

(١٧-١٩) ﴿فَلۡيَدۡعُ﴾ هذا الَّذي حقَّ عليه العقاب ﴿نَادِيَهُۥ﴾ أي: أهلَ مجلسه وأصحابَه ومن حوله ليعينوه على ما نزل به، ﴿سَنَدۡعُ ٱلزَّبَانِيَةَ﴾ أي: خزنة جهنَّم لأخذه وعقوبته، فلينظر أيُّ الفريقين أقوى وأقدر؟ فهذه حالة النَّاهي وما تُوعِّد به من العقوبة، وأمَّا حالة المَنهيِّ فأمره الله أن لا يصغى إلى هذا النَّاهي ولا ينقاد لنهيه فقال: ﴿كَلَّا لَا تُطِعۡهُ﴾ أي: فإنَّه لا يأمر إلَّا بما فيه خسارة الدَّارين، ﴿وَٱسۡجُدۡ﴾ لربِّك ﴿وَٱقۡتَرِب﴾ منه في السُّجود وغيره من أنواع الطَّاعات والقُرُبات، فإنَّها كلَّها تُدني من رضاه وتُقرِّب منه.

﴿فَلۡيَدۡعُ﴾ یعنی یہ شخص جس پر عذاب واجب ہو چکا ہے ﴿نَادِيَهُۥ﴾ اپنے اہل مجلس اپنے ساتھیوں اور ان لوگوں کو بلالے جو اس کے ارد گرد ہیں تاکہ وہ اس عذاب کے خلاف اس کی مدد کریں جو اس پر نازل ہوا ہے۔ ﴿سَنَدۡعُ ٱلزَّبَانِيَةَ﴾ ہم بھی اس کو پکڑنے اور اس کو سزا دینے کے لیے جہنم کے داروغوں کو بلالیں گے پھر وہ دیکھے گا کہ کونسا فریق زیادہ قدرت والا ہے۔ یہ اس روکنے والے شخص اور اس عقوبت کا حال ہے جس کی وعید سنائی گئی ہے۔ رہا اس شخص کا حال جس کو روکا گیا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس روکنے والے کی طرف دھیان ہی دے اور نہ اس کی نہی پر عمل ہی کرے چنانچہ فرمایا: ﴿كَلَّا لَا تُطِعۡهُ﴾ دیکھ! اس کی اطاعت نہ کرنا یعنی وہ صرف اسی چیز کا حکم دیتا ہے جس میں دارین کا خسارہ ہوتا ہے ﴿وَٱسۡجُدۡ﴾ اور اپنے رب کے لیے سجدہ کیجیے ﴿وَٱقۡتَرِب﴾ سجدوں وغیرہ اور دیگر نیکیوں اور عبادات سے

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیجیے کیونکہ یہ تمام عبادات اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے قریب کرتی ہیں۔

وهذا عامٌّ لكلِّ ناهٍ عن الخير ومَنهيٍّ عنه، وإن كانت نازلةً في شأن أبي جهلٍ حين نهى رسول الله ﷺ عن الصَّلاة وعبث به وآذاه.

تمَّت ولله الحمد.

یہ ہر اس شخص کے لیے عام ہے جو بھلائی سے روکتا ہے اور ہر اس امر کے لیے عام ہے جس سے روکا گیا ہے اگرچہ یہ آیات ابوجہل کے بارے میں اس وقت نازل ہوئیں جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکا آپ کا مذاق اڑایا اور اذیت پہنچائی۔

[تفسير سورة القدر وهي مَكِّيَّةٌ]

[سورہ قدر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ٢ لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ٣ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ٤ سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ٥﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔ تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔

(١) يقول تعالى مُبيِّنًا لفضل القرآن وعلوِّ قدره: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾؛ كما قال تعالى: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍ﴾، وذلك أنَّ الله تعالى ابتدأ بإنزاله في رمضان في ليلة القدر، ورحم الله بها العباد رحمةً عامَّةً لا يقدر العباد لها شكرًا.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کی فضیلت اور اس کی بلند قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ﴾ ”بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا۔“

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے۔“ اس کا شب قدر میں نازل کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نازل کرنے کی ابتدا رمضان المبارک میں اور شب قدر میں کی۔ شب قدر کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے

وسُمِّيت ليلة القدر، لعظم قدرها وفضلها عند الله، ولأنَّه يُقدِّر فيها ما يكون في العام من الأجل والأرزاق والمقادير القدريَّة.

اپنے بندوں پر عام رحمت فرمائی بندے جس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

اس کی عظیم قدر ومنزلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی فضیلت کی بنا پر اس کو لیلۃ القدر کے نام سے موسم کیا گیا نیز اس لیے بھی اس کو کہا گیا کہ سال بھر میں جو کچھ واقع ہوتا ہے یعنی عمر، رزق اور دیگر تقدیریں جو پہلے سے مقدر ہیں۔

(٢) ثمَّ فخَّم شأنها وعظَّم مِقدارها فقال: ﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ﴾ أي: فإنَّ شأنها جليلٌ وخطرها عظيمٌ.

پھر اللہ تعالیٰ نے اس شب کی عظمت شان اور علو مرتبت بیان فرمائی: ﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ﴾ "اور تجھے کس نے خبر دی کہ شب قدر کیا ہے؟" یعنی اس کی شان بہت جلیل اور اس کا رتبہ بہت عظیم ہے۔

(٣) ﴿لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ﴾ أي: تعادل من فضلها ألف شهرٍ، فالعمل الَّذي يقع فيها خيرٌ من العمل في ألف شهرٍ خاليةٍ منها، وهذا ممَّا تتحيَّر فيه الألباب، وتندهش له العقول، حيث منَّ تبارك وتعالى على هذه الأمَّة الضَّعيفة القوَّة والقُوى بليلةٍ يكون العمل فيها يقابل ويزيد على ألف شهرٍ، عمر رجلٍ معمَّرٍ عمرًا طويلا نيِّفًا وثمانين سنةً.

﴿لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ﴾ یعنی قدر کی رات فضیلت میں ایک ہزار مہینے کے برابر ہے وہ عمل جو شب قدر میں واقع ہوتا ہے ایک ہزار مہینے میں جو شب قدر سے خالی ہوں واقع ہونے والے عمل سے بہتر ہے یہ ان امور میں سے ہے جن پر خرد حیران اور عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ضعیف القوی امت کو ایسی رات سے نوازا جس کے اندر عمل ایک ہزار مہینوں کے عمل سے بڑھ کر ہے یہ ایک ایسے معمر شخص کی عمر کے برابر ہے جسے اسی سال سے زیادہ طویل عمر دی گئی ہو۔

(٤) ﴿تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا﴾ أي: يكثر نزولهم فيها ﴿بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ﴾.

﴿تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا﴾ یعنی فرشتے اور جبریل امین اس رات میں اپنے رب کے حکم سے بکثرت سے نازل

ہوتے ہیں﴿بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٍ﴾.”ہر کام کے لیے یہ رات سلامتی ہے۔“

(٥) ﴿سَلَٰمٌ هِيَ﴾ أي: سـلامةٌ من كلِّ آفةٍ وشرٍ، وذلك لكثرة خيرها، ﴿حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ﴾ أي: مُبتدؤها من غروب الشَّمس ومُنتهاها طلوع الفجر.

یعنی: یہ رات ہر آفت وشر سے اپنے کثرت خیر کے باعث محفوظ ہے۔ ”صبح کے طلوع ہونے تک۔“یعنی اس رات کی ابتداغروب آفتاب اوراس کی انتہا طلوع فجر ہے۔

وقد تواترت الأحاديث في فضلها، وأنَّها في رمضان، وفي العشر الأواخر منه، خصوصًا في أوتاره، وهي باقيةٌ في كلِّ سنةٍ إلى قيام السَّاعة، ولهذا كان النَّبيُّ ﷺ يعتكف ويكثر من التَّعبُّد في العشر الأواخر من رمضان رجاء ليلة القدر، والله أعلم.

اس رات کی فضیلت میں تواتر سے احادیث وارد ہوئی ہیں نیز یہ کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں خاص طور پر طاق راتوں میں واقع ہوتی ہے اور یہ رات ہر سال آتی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی اسی لیے نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور لیلۃ القدر کو پانے کی امید میں بکثرت عبادت کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

[تفسير سورة لم يكن وهي مدنيَّةٌ]

[سورہ لم یکن (بینہ) کی تفسیر اور یہ مدنی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

﴿لَمۡ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأۡتِيَهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ ١ رَسُولٞ مِّنَ ٱللَّهِ يَتۡلُواْ صُحُفٗا مُّطَهَّرَةٗ ٢ فِيهَا كُتُبٞ قَيِّمَةٞ ٣ وَمَا تَفَرَّقَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ ٤ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ ٥ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ شَرُّ ٱلۡبَرِيَّةِ ٦ إِنَّ

اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک کہ ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آ جائے باز رہنے والے نہ تھے (وہ دلیل یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھے۔ جن میں صحیح اور درست احکام ہوں۔ اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آ جانے کے بعد ہی (اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے۔ انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ ٱلۡبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدٗاۖ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُواْ عَنۡهُۚ ذَٰلِكَ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهُۥ ۝٨﴾.

نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

(١) يقول تعالى: ﴿لَمۡ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ﴾ أي: من اليهود والنَّصارى ﴿وَٱلۡمُشۡرِكِينَ﴾ من سائر أصناف الأمم ﴿مُنفَكِّينَ﴾ عن كفرهم و ضلالهم الَّذي هم عليه، أي: لا يزالون في غيِّهم وضلالهم، لا يزيدهم مرور السِّنين إلَّا كفرًا، ﴿حَتَّىٰ تَأۡتِيَهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ﴾ الواضحة والبرهان السَّاطع.

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَمۡ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ﴾ "نہیں ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے۔" یعنی یہود و نصاری میں سے ﴿وَٱلۡمُشۡرِكِينَ﴾ اور مشرکین اور دیگر قوموں کی تمام اصناف میں سے ﴿مُنفَكِّينَ﴾ "باز آنے والے" اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ میں سے جن لوگوں نے کفر کیا اور مشرکین کے جملہ اصناف اپنے کفر وضلال سے جس پر وہ قائم ہیں، باز آنے والے نہیں ہیں بلکہ گمراہی پر قائم رہنے والے ہیں، بلکہ مرور ایام واعوام کے ساتھ ان کے کفر میں زیادتی ہی پیدا ہوگی۔ ﴿حَتَّىٰ تَأۡتِيَهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ﴾ یہاں تک کہ ان کے پاس واضح دلیل اور نمایاں برہان آجائے۔

(٢) ثمَّ فسَّر تلك البيِّنة فقال: ﴿رَسُولٞ مِّنَ ٱللَّهِ﴾ أي: أرسله الله يدعو النَّاس إلى الحقِّ، وأنزل عليه كتابًا يتلوه، ليُعلِّم النَّاس الحكمة ويزكِّيهم،

پھر البیِّنة کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿رَسُولٞ مِّنَ ٱللَّهِ﴾ "اللہ کے رسول" یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث کیا جو

ويخرجهم من الظُّلمات إلى النُّور، و لهذا قال: ﴿يَتۡلُواْ صُحُفٗا مُّطَهَّرَةٗ﴾ أي: محفوظة عن قربان الشّياطين، لا يمسُّها إلّا المُطهَّرون؛ لأنّها في أعلى ما يكون من الكلام.

لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور ان پر کتاب اتاری جس کی وہ تلاوت کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیں، ان کا تزکیہ فرمائیں اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال کر لائیں۔ اس لیے فرمایا: ﴿يَتۡلُواْ صُحُفٗا مُّطَهَّرَةٗ﴾ "وہ (رسول) پاک اوراق پڑھتا ہے۔" یعنی وہ صحیفے شیطانوں کے قریب ہونے سے محفوظ ہیں، اور جنہیں صرف پاکباز فرشتے ہی چھوتے ہیں، کیونکہ وہ بلند ترین کلام ہے۔

(٣) و لهذا قال عنها: ﴿فِيهَا﴾ أي: في تلك الصُّحف ﴿كُتُبٞ قَيِّمَةٞ﴾ أي: أخبارٌ صادقةٌ وأوامر عادلةٌ، تهدي إلى الحقّ وإلى صراطٍ مستقيمٍ، فإذا جاءتهم هذه البيِّنة فحينئذٍ يتبيَّن طالب الحقِّ ممَّن ليس له مقصدٌ في طلبه، فيهلك من هلك عن بيِّنةٍ، ويحيا من حيَّ عن بينةٍ.

اس لیے صحیفوں کے بارے میں فرمایا: ﴿فِيهَا﴾ ان صحیفوں میں ﴿كُتُبٞ قَيِّمَةٞ﴾ سچی خبریں اور عدل پر مبنی احکام ہیں جو حق اور راہ راست کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔ تو جب ان کے پاس یہ واضح دلیل آجاتی ہے تب تو یہ بات بلکل صاف ہو جاتی ہے کہ حق کا طالب کون ہے اور کسے اس کی حاجت نہیں ہے تاکہ دلیل آجانے کے بعد جو ہلاک ہونا چاہیے ہلاک ہو جائے اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے وہ بھی حق پر دلیل کے بعد قائم رہے (یعنی حجت تمام ہونے کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوتا ہے تو ملامت اسی پر ہے)۔

(٤-٥) وإذا لم يؤمن أهل الكتاب لهذا الرَّسول وينقادوا له فليس ذلك ببدعٍ من ضلالهم وعنادهم، فإنَّهم ما تفرَّقوا واختلفوا وصاروا أحزابًا ﴿إِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ﴾ الّتي توجب لأهلها الاجتماع والاتِّفاق، ولكنّهم لرداءتهم ونذالتهم لم يزدهم الهدى إلّا ضلالًا ولا البصيرة إلّا عمًى، مع أنَّ الكتب كلَّها جاءت بأصلٍ واحدٍ

اگر اہل کتاب اس رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاتے اور آپ کی اطاعت نہیں کرتے تو یہ ان کی گمراہی اور عناد کی بنا پر کوئی انوکھی چیز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تفرقہ بازی اور باہم اختلاف کیا اور فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ﴿إِلَّا مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ ٱلۡبَيِّنَةُ﴾ اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلیل آگئی جو اپنے ماننے والوں کے لیے اجتماع و اتفاق کی موجب ہے مگر ان کے بگاڑ اور ان کی خساست کی بنا پر ہدایت نے ان کی

ودينٍ واحدٍ، فما أُمروا في سائر الشَّرائع إلَّا أن يعبدوا ﴿ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ أي: قاصدين بجميع عباداتهم الظَّاهرة والباطنة وجه الله وطلب الزلفى لديه، ﴿حُنَفَآءَ﴾ أي: مُعرضين مائلين عن سائر الأديان المُخالفة لدين التَّوحيد.

گمراہی میں اور بصیرت نے ان کے اندھے پن میں اضافے کے سوا کچھ نہیں کیا حالانکہ تمام کتابیں ایک ہی اصل اور ایک ہی دین لے کر آئی ہیں ان کو تمام شریعتوں میں حکم تو یہی ہوا تھا کہ عبادت کریں ﴿ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ "اللہ کی اخلاص کے ساتھ اس کے لیے بندگی۔" یعنی اپنی تمام ظاہری اور باطنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کو پیش نظر رکھیں۔ ﴿حُنَفَآءَ﴾ "یکسو ہو کر" یعنی دین توحید کے مخالف تمام ادیان سے منہ موڑ لیں

وخصَّ الصَّلاة والزَّكاة بالذِّكر مع أنَّهما داخلان في قوله: ﴿لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ﴾ لفضلهما وشرفهما، وكونهما العبادتين اللَّتين من قام بهما قام بجميع شرائع الدِّين، ﴿وَذَٰلِكَ﴾ أي: التَّوحيد والإخلاص في الدِّين هو ﴿دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾ أي: الدِّين المستقيم المُوصل إلى جنَّات النَّعيم، وما سواه فطرقٌ موصلةٌ إلى الجحيم.

"اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں" اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوہ کو ان کے فضل و شرف کی بنا پر خاص طور ذکر کیا حالانکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ﴾ میں داخل ہیں نیز اس لیے بھی انہیں الگ ذکر کیا کہ یہ ایسی عبادتیں ہیں کہ جس نے ان کو قائم کیا اس نے دین کی تمام شرائع کو قائم کیا ﴿وَذَٰلِكَ﴾ "اور یہ" یعنی توحید اور اخلاص فی الدین دونوں ﴿دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾ دین مستقیم ہیں جو نعمتوں بھری جنت میں پہنچاتا ہے اور اس کے سوا دیگر ادیان ایسے راستے ہیں جو جہنم میں لے جاتے ہیں۔

(٦) ثمَّ ذكر جزاء الكافرين بعدما جاءتهم البيِّنة فقال: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ﴾ قد أحاط بهم عذابها، واشتدَّ عليهم عقابها، ﴿خَٰلِدِينَ فِيهَآ﴾ لا يُفتَّر عنهم العذاب وهم فيها مبلسون، ؛ لأنَّهم عرفوا الحق ﴿أُوْلَٰٓئِكَ

پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کافروں کے پاس واضح دلیل آجانے کے بعد ان کی جزا کیا ہوگی چنانچہ فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ﴾ "بے شک وہ لوگ جنہوں نے اہل کتاب اور مشرکین میں سے کفر کیا جہنم کی آگ میں ہوں گے۔" اس کا

﴿هُمۡ شَرُّ ٱلۡبَرِيَّةِ﴾ق و تر كوه، وخسـروا الدُّنيا والآخرة.

عذاب ان کو اپنے گھیرے میں لے لیگا اور اس کی عقوبت ان پر بہت شدید ہو جائے گی۔﴿خَٰلِدِينَ فِيهَآ﴾ یہ عذاب ان سے کبھی منقطع نہیں ہو گا اور وہ جہنم کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس رہیں گے ﴿أُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ شَرُّ ٱلۡبَرِيَّةِ﴾ ”یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں“ کیوں کہ کیوں کہ انہوں نے حق کو پہچانتے ہوئے ترک کر دیا اور دنیا و آخرت کا خسارہ مول لے لیا۔

(٧) ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ ٱلۡبَرِيَّةِ﴾؛ لأنَّهم عبدوا الله وعرفوه، وفازوا بنعيم الدُّنيا والآخرة.

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ ٱلۡبَرِيَّةِ﴾ ”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔“ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس کی معرفت حاصل کی اور وہ دنیا و آخرت کی نعمتوں کو پا کر کامیاب و کامران ہو گئے۔

(٨) ﴿جَزَآؤُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ﴾ أي: جنَّات إقامةٍ لا ظعن فيها ولا رحيل، ولا طلب لغايةٍ فوقها، ﴿تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدٗاۖ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُواْ عَنۡهُ﴾، فرضي عنهم بما قاموا به من مَراضـيه، ورضـوا عنه بما أعدَّ لهم من أنواع الكرا مات وجز يل المَثو بات، ﴿ذَٰلِكَ﴾ الجزاء الحسـن ﴿لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهُۥ﴾ أي: لمن خاف الله فأحجم عن معاصيه وقام بواجباته.

تمَّت بحمد الله.

﴿جَزَآؤُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ جَنَّٰتُ عَدۡنٖ﴾ ”ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ کے باغات ہیں۔“ یعنی دائمی اقامت کے لیے جنتیں جہاں سے کبھی کوچ ہو گا نہ روانگی اور نہ ان جنتوں سے اوپر کسی اور چیز کی طلب رہے گی۔﴿تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدٗاۖ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُواْ عَنۡهُ﴾ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے پس اللہ تعالیٰ ان سے اس سبب سے راضی ہوا کہ انہوں نے اس کی مرضی کو پورا کیا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے جس نے انہیں مختلف قسم کی تکریمات اور بھرپور ثواب سے نوازا۔

﴿ذَٰلِكَ﴾ یہ جزائے حسن ﴿لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهُۥ﴾ اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے اور ان امور کو بجالاتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کئے ہیں۔

[تفسير سورة إذا زلزلت وهي مدنيَّة]

[سورہ زلزال کی تفسیر اور یہ مدنی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِذَا زُلۡزِلَتِ ٱلۡأَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ١ وَأَخۡرَجَتِ ٱلۡأَرۡضُ أَثۡقَالَهَا ٢ وَقَالَ ٱلۡإِنسَٰنُ مَا لَهَا ٣ يَوۡمَئِذٖ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا ٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا ٥ يَوۡمَئِذٖ يَصۡدُرُ ٱلنَّاسُ أَشۡتَاتٗا لِّيُرَوۡاْ أَعۡمَٰلَهُمۡ ٦ فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ ٧ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ ٨﴾.

جب زمین پوری طرح جھنجوڑ دی جائے گی۔اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کردے گی۔اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہوگا۔اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہوکر [واپس]لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھادیئے جائیں۔لہذا جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

(١-٢) يخبر تعالى عمَّا يكون يوم القيامة، وأنَّ الأرض تتزلزل وترجف وترتجُّ حتَّى يسقطَ ما عليها من بناءٍ ومَعْلَمٍ، فتندكُّ جبالها، وتُسوَّى تلالُها، وتكون قاعًا صفصفًا لا عوج فيه ولا أمتًا، ﴿وَأَخۡرَجَتِ ٱلۡأَرۡضُ أَثۡقَالَهَا﴾؛ أي: ما في بطنها من الأموات والكنوز.

اللہ تبارک وتعالیٰ ان واقعات کے بارے میں آگاہ فرمارہا ہے جو قیامت کے دن پیش آئیں گے جیسے کہ زمین میں زلزلہ آئے گا، وہ ہلادی جائے گی اور کانپ اٹھے گی۔یہاں تک کہ اس پر موجود تمام عمارتیں اور تمام نشانات گر کر معدوم ہوجائیں گے۔اس پر موجود تمام پہاڑ ریزہ ریزہ اور ٹیلے برابر کر دئے جائیں گے،زمین ہموار اور چٹیل میدان بن جائے گی جس میں کوئی نشیب وفرازنہ ہوگا۔﴿وَأَخۡرَجَتِ ٱلۡأَرۡضُ أَثۡقَالَهَا﴾ "اور زمین اپنے بوجھ نکال ڈالے گی"۔یعنی زمین کے پیٹ میں جو خزانے اور مردے ہوں گے وہ باہر آجائیں گے۔

(٣) ﴿وَقَالَ ٱلۡإِنسَٰنُ﴾: إذا رأى ما عراها من الأمر العظيم [مستعظمًا لذلك]: ﴿مَا لَهَا﴾؛ أي: أيُّ شيءٍ عرض لها؟!

﴿وَقَالَ ٱلۡإِنسَٰنُ﴾ جب انسان اس عظیم واقعے کو دیکھے گا جو زمین کو پیش آئے گا تو کہے گا: ﴿مَا لَهَا﴾ یعنی اسے کیا ہو گیا ہے؟

(٤-٥) ﴿يَوۡمَئِذٖ تُحَدِّثُ﴾ الأرض ﴿أَخۡبَارَهَا﴾ أي: تشهد على العاملين بما عملوا على ظهرها من خيرٍ وشرٍّ؛ فإنَّ الأرض من جملة الشُّهود الَّذين يشهدون على العباد بأعمالهم، ذلك ﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا﴾ أي: أمرها أن تخبر بما عمل عليها؛ فلا تعصي لأمره.

﴿يَوۡمَئِذٖ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا﴾ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ یعنی عمل کرنے والوں کے اچھے برے اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کئے ہیں۔ کیونکہ زمین بھی ان گواہوں میں شمار ہو گی جو بندوں کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ سب اس لئے ہو گا ﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا﴾ کہ اللہ تعالی اس کو حکم دے گا کہ وہ ان تمام اعمال کے بارے میں خبر دے جو اس کی سطح پر کئے گئے ہیں۔ لہذا زمین اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی نہیں کرے گی۔

(٦) ﴿يَوۡمَئِذٖ يَصۡدُرُ ٱلنَّاسُ﴾ من موقف القيامة [حين يقضي الله بينهم] ﴿أَشۡتَاتٗا﴾ أي: فرقًا متفاوتين، ﴿لِّيُرَوۡاْ أَعۡمَٰلَهُمۡ﴾؛ أي: ليريهم الله ما عملوا من السَّيِّئات والحسنات، ويريهم جزاءه موفرًا.

﴿يَوۡمَئِذٖ يَصۡدُرُ ٱلنَّاسُ﴾ "اس دن لوگ آئیں گے"۔ یعنی قیامت کے میدان سے جب اللہ تعالی ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ﴿أَشۡتَاتٗا﴾ مختلف گروہوں کی صورت میں ﴿لِّيُرَوۡاْ أَعۡمَٰلَهُمۡ﴾ تاکہ اللہ تعالی ان کو ان کی برائیاں اور نیکیاں دکھائے جو ان سے صادر ہوئی ہیں اور انہیں ان کے پورے پورے بدلے کا مشاہدہ کرائے۔

(٧-٨) ﴿فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ﴾، وهذا شاملٌ عامٌّ للخير والشَّرِّ كلِّه؛ لأنَّه إذا رأى مثقال الذَّرَّة الَّتي هي أحقر الأشياء وجوزي عليها فما فوق ذلك من باب أولى وأحرى؛ كما قال تعالى: ﴿يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٖ

﴿فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ﴾ "لہذا جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی، وہ اسے دیکھ لے گا"۔ یہ خیر و شر کے تمام اعمال کو شامل ہے؛ کیونکہ جب وہ ذرہ برابر وزن کو دیکھ سکے گا جو حقیر ترین چیز ہے، تب وہ اعمال جو وزن میں اس سے زیادہ ہوں گے ان کا دکھا دینا تو زیادہ ممکن ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَوۡمَ تَجِدُ

مُّحۡضَرٗا وَمَا عَمِلَتۡ مِن سُوٓءٖ تَوَدُّ لَوۡ أَنَّ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَهُۥٓ أَمَدَۢا بَعِيدٗاۗ﴾، ﴿وَوَجَدُواْ مَا عَمِلُواْ حَاضِرٗاۗ﴾، و هذا فيه التَّرغيب في فعل الخير ولو قليلًا، والتَّرهيب من فعل الشَّرِّ ولو حقيرًا.

كُلُّ نَفۡسٖ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٖ مُّحۡضَرٗا وَمَا عَمِلَتۡ مِن سُوٓءٖ تَوَدُّ لَوۡ أَنَّ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَهُۥٓ أَمَدَۢا بَعِيدٗا﴾ (آل عمران:۳۰)"جس دن ہر شخص اپنے بھلائی کے عمل اور برائی کے عمل کو موجود پائے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش! برائیوں اور اس کے درمیان بہت دوری ہوتی۔" ﴿وَوَجَدُواْ مَا عَمِلُواْ حَاضِرٗا﴾ (الکھف:۴۹)"اور انہوں نے جو عمل کئے تھے ان کو موجود پائیں گے"۔

ان آیات میں اچھے کاموں کی ترغیب ہے، خواہ وہ بہت ہی کم ہو اور برے کاموں پر ترہیب ہے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

[تفسير سورة العاديات و هي مكِّيَّة]

[سورہ عادیات کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَٱلۡعَٰدِيَٰتِ ضَبۡحٗا ١ فَٱلۡمُورِيَٰتِ قَدۡحٗا ٢ فَٱلۡمُغِيرَٰتِ صُبۡحٗا ٣ فَأَثَرۡنَ بِهِۦ نَقۡعٗا ٤ فَوَسَطۡنَ بِهِۦ جَمۡعًا ٥ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٞ ٦ وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٞ ٧ وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ ٨ ۞ أَفَلَا يَعۡلَمُ إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي ٱلۡقُبُورِ ٩ وَحُصِّلَ مَا فِي ٱلصُّدُورِ ١٠ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ ١١﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم۔ پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم۔ پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم۔ پس اس وقت گرد وغبار اڑاتے ہیں۔ پھر اسی کے ساتھ فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں۔ یقینا انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور یقیناوہ خود بھی اس پر گواہ ہے۔ یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو [کچھ] ہے نکال لیا جائے گا۔ اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کردی جائیں گی۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا۔

(١) أقسم الله تبارك وتعالى بالخيل لما فيها من آياتِه الباهرة ونعَمِه الظَّاهرة ما هو معلومٌ للخلق،

اللہ تبارک وتعالی نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، کیونکہ ان کے اندر اللہ تعالی کی روشن اور نمایاں نشانیاں اور ظاہری نعمتیں ہیں

وأقسم تعالى بها في الحال الَّتي لا يشاركُها فيه غيرها من أنواع الحيوانات، فقال: ﴿وَٱلۡعَٰدِيَٰتِ ضَبۡحٗا﴾ أي: العاديات عدوًا بليغًا قويًّا يصدر عنه الضَّبحُ، وهو صوت نَفَسها في صدرها عند اشتداد عَدْوها.

جو تمام خلائق کو معلوم ہیں اور اللہ تعالی نے گھوڑوں کی ان کے اس وصف میں قسم کھائی جس وصف میں کوئی دوسرا حیوان اس کا شریک نہیں ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿وَٱلۡعَٰدِيَٰتِ ضَبۡحٗا﴾ یعنی بہت قوت کے ساتھ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جبکہ ان سے ہانپنے کی آواز آرہی ہو۔ ﴿ ضَبۡحٗا﴾ گھوڑوں کے سانس کی آواز جو تیز دوڑتے وقت ان کے سینوں سے نکلتی ہے۔

(٢) ﴿ فَٱلۡمُورِيَٰتِ ﴾ بحوافرهنَّ ما يطأنَ عليه من الأحجار ﴿قَدۡحٗا﴾ أي: تنقدح النَّار من صلابة حوافرهنَّ وقوَّتهنَّ إذا عَدَوْنَ.

﴿فَٱلۡمُورِيَٰتِ﴾ " پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم"۔ ﴿ قَدۡحٗا ﴾ "ٹاپ مار کر"۔ یعنی جب وہ گھوڑے دوڑتے ہیں تو ان کے کھروں کی سختی اور ان کی قوت کی وجہ سے آگ نکلتی ہے۔

(٣) ﴿ فَٱلۡمُغِيرَٰتِ ﴾ على الأعداء ﴿صُبۡحٗا﴾، و هذا أمرٌ أغلبيٌّ أنَّ الغارة تكون صباحًا.

﴿فَٱلۡمُغِيرَٰتِ﴾ دشمن پر شب خون مارنے والے گھوڑوں کی ﴿صُبۡحٗا﴾ "صبح کے وقت"۔ اور یہ ﴿صُبۡحٗا﴾ امر غالب کی بنیاد پر کہا گیا ہے کیونکہ عام طور پر دشمنوں پر شب خون صبح تڑکے مارا جاتا ہے۔

(٤-٥) ﴿ فَأَثَرۡنَ بِهِۦ ﴾ أي: بعدوهنَّ و غارتهنَّ، ﴿نَقۡعٗا﴾ أي: غبارًا، ﴿فَوَسَطۡنَ بِهِۦ﴾ أي: براكبهنَّ ﴿جَمۡعًا﴾ أي: توسَّطن به جموع الأعداء الَّذين أغار عليهم.

﴿فَأَثَرۡنَ بِهِۦ﴾ یعنی اپنے دوڑنے اور شب خون مارنے کے باعث ﴿ نَقۡعٗا﴾ غبار اڑاتے ہیں۔ ﴿ فَوَسَطۡنَ بِهِۦ﴾ "پھر جا گھستے ہیں"۔ یعنی اپنے سواروں کے ساتھ ﴿جَمۡعًا﴾ دشمن کے جتھوں کے درمیان جن پر دھاوا کیا ہے۔

(٦) والمُقسَم عليه قوله: ﴿ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٞ﴾ أي: مَنوعٌ للخير الَّذي لله عليه، فطبيعة الإنسان وجِبلَّته أنَّ نفسه لا تسمح بما عليه من

جواب قسم، اللہ تبارک وتعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٞ ﴾ "بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے"۔ یعنی وہ اس بھلائی سے روکنے والا ہے جس سے اللہ تعالی

الحقوق فتؤدِّيها كاملةً موفرةً، بل طبيعتها الكسل والمنع لما عليها من الحقوق الماليَّة والبدنيَّة؛ إلَّا مَن هداه الله وخرج عن هذا الوصف إلى وصف السَّماح بأداء الحقوق.

نے اس کو نوازا ہے۔ انسان کی فطرت اور جبلت یہ ہے کہ اس کا نفس ان حقوق کے بارے میں جو اس کے ذمّے عائد ہوتے ہیں، ان کو کامل طور پر اور پورے پورے ادا کرنے میں فیاضی نہیں کرتا بلکہ اس کے ذمّے جو مالی یا بدنی حقوق عائد ہوتے ہیں، ان کے بارے میں اس کی فطرت میں سستی اور حقوق سے پہلو تہی کرنا داخل ہے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالی نے ہدایت سے بہرہ مند کیا، اور اس نے اس وصف سے باہر نکل کر حقوق کی ادائیگی میں فیاضی کے وصف کو اختیار کر لیا۔

(٧) ﴿وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ أي: إنَّ الإنسانَ على ما يعرفُ من نفسه من المنع والكَنَد لشاهدٌ بذلك لا يجحده ولا ينكره؛ لأنَّ ذلك أمرٌ بيِّنٌ واضحٌ، ويحتمل أنَّ الضمير عائدٌ إلى الله تعالى، أي: إنَّ العبد لربِّه لكنودٌ، والله شهيدٌ على ذلك؛ ففيه الوعيد والتَّهديد الشَّديد لـمَن هو لربِّه كنودٌ بأنَّ الله عليه شهيدٌ.

﴿وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ "اور وہ اس پر گواہ ہے"۔ یعنی انسان اپنے نفس کی تنگی و بخالت اور ناشکرے پن کی معروف صفت کا گواہ ہے، نہ اس کو جھٹلا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا انکار کر سکتا ہے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ ضمیر اللہ تعالی کی طرف لوٹتی ہو، یعنی بے شک بندہ اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اللہ تعالی اس پر شاہد ہے۔ اس آیت کریمہ میں اس شخص کیلیے جو اپنے رب کا ناشکرا ہے، سخت وعید اور تہدید (وارننگ) ہے کہ اللہ تعالی اس پر شاہد ہے۔

(٨) ﴿وَإِنَّهُۥ﴾ أي: الإنسان ﴿لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ﴾ أي: المال ﴿لَشَدِيدٌ﴾ أي: كثير الحبِّ للمال، وحبُّه لذلك هو الَّذي أوجب له ترك الحقوق الواجبة عليه، قدَّمَ شهوة نفسه على رضا ربِّه، وكلُّ هذا لأنَّه قصر نظره على هذه الدَّار، وغفل عن الآخرة.

﴿وَإِنَّهُۥ﴾ اور بلاشبہ انسان ﴿لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ﴾ مال کی محبت میں ﴿لَشَدِيدٌ﴾ "بہت سخت ہے"۔ یعنی مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اور مال کی محبت ہی اس کے لئے حقوق واجبہ کو ترک کرنے کی موجب بنی اور یوں اس نے اپنی شہوت نفس کو اپنے رب کی رضا پر ترجیح دی۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اس نے اپنی نظر کو صرف اسی دنیا پر مرکوز رکھا اور آخرت سے غافل رہا۔

(٩-١٠) ولهذا قال حاثًّا له على خوف يوم الوعيد: ﴿أَفَلَا يَعۡلَمُ﴾ أي: هلَّا يعلم هذا المُغترُّ ﴿إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي ٱلۡقُبُورِ﴾ أي: أخرج الله الأموات من قبورهم لحشرهم ونشورهم، ﴿وَحُصِّلَ مَا فِي ٱلصُّدُورِ﴾ أي: ظهر وبان ما فيها وما استتر في

اس لئے اللہ تعالی نے یوم وعید کا خوف دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿أَفَلَا يَعۡلَمُ﴾ یعنی اپنے آپ کو دھوکے میں رکھنے والا یہ شخص کیا نہیں جانتا؟ ﴿إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي ٱلۡقُبُورِ﴾ جب اللہ تعالی قبروں میں سے مردوں کو، ان کے حشر و نشر کے لئے نکالے گا ﴿وَحُصِّلَ مَا فِي ٱلصُّدُورِ﴾ اور جو کچھ سینوں میں ہے وہ ظاہر اور واضح ہو جائے گا، سینوں کے اندر جو

الصُّــدور من كمائن الخير والشَّرِّ، فصــار السِّرُّ علانيةً والباطن ظاهرًا، و بان على وجوه الخلق نتيجة أعمالهم.

بھلائی یا برائی ہے وہ چھپی نہ رہے گی، ہر بھید کھل جائے گا اور ان کے اعمال کا نتیجہ تمام مخلوق کے سامنے آ جائے گا۔

(١١) ﴿إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ﴾ أي: مطَّلعٌ على أعمالهم الظَّاهرة والباطنة، الخفيَّة والجليَّة، و مجازيهم عليها، وخصَّ خبرهم بذلك اليوم مع أنَّه خبيرٌ بهم كلَّ وقتٍ؛ لأنَّ المراد بهذا الجزاء على الأعمال النَّاشئ عن علم الله واطِّلاعه.

﴿إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ﴾ بے شک ان کا رب ان کے ظاہری اور باطنی، کھلے اور پوشیدہ اعمال سے خبر دار ہے اور وہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اللہ تعالی نے اپنے علم کو اس دن کے ساتھ خاص طور پر ذکر کیا ہے، جب کہ وہ ان کے بارے میں ہر وقت خبر رکھنے والا ہے، کیونکہ اس سے مراد اعمال کا وہ بدلہ ہے جس کا سبب اللہ تعالی کا علم اور اس کی اطلاع ہے۔

[تفسير سورة القارعة وهي مكِّيَّة]

[سورہ قارعہ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

﴿ٱلۡقَارِعَةُ ١ مَا ٱلۡقَارِعَةُ ٢ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡقَارِعَةُ ٣ يَوۡمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ كَٱلۡفَرَاشِ ٱلۡمَبۡثُوثِ ٤ وَتَكُونُ ٱلۡجِبَالُ كَٱلۡعِهۡنِ ٱلۡمَنفُوشِ ٥ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتۡ مَوَٰزِينُهُۥ ٦ فَهُوَ فِي عِيشَةٖ رَّاضِيَةٖ ٧ وَأَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَٰزِينُهُۥ ٨ فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٞ ٩ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا هِيَهۡ ١٠ نَارٌ حَامِيَةُۢ ١١﴾.

کھڑ کھڑا دینے والی۔ کیا ہے وہ کھڑ کھڑا دینے والی۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے۔ جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہو گا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ [ہے]۔

(١-٣) ﴿ٱلۡقَارِعَةُ﴾ من أسماء يوم القيامة، سُمِّيت بذلك لأنَّها تقرع النَّاس وتزعجهم بأهوالها، و لهذا عظَّم أمرها وفخَّمه بقوله:

﴿ٱلۡقَارِعَةُ﴾ قیامت کے دن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑے گی اور اپنی ہولناکیوں سے ان کو دہشت زدہ کر دے گی۔ اسی لئے اللہ تعالی نے اس کی ہولناکی اور سنگینی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ٱلۡقَارِعَةُ ١ مَا ٱلۡقَارِعَةُ ٢ وَمَآ

﴿ٱلْقَارِعَةُ ۝١ مَا ٱلْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْقَارِعَةُ﴾.

أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْقَارِعَةُ﴾ "کھڑکھڑا دینے والی۔ کیاہے کھڑکھڑا دینے والی؟ تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیاہے؟

(٤) ﴿يَوْمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ﴾ من شدَّة الفزع والهول ﴿كَٱلْفَرَاشِ ٱلْمَبْثُوثِ﴾ أي: كالجراد المنتشر الَّذي يموج بعضه في بعضٍ، والفراش هي الحيوانات الَّتي تكون في اللَّيل يموج بعضها ببعضٍ لا تدري أين توجَّه، فإذا أوقد لها نارٌ تهافتت إليها لضعف إدراكها، فهذه حال النَّاس أهل العقول.

﴿يَوْمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ﴾ جس دن ہو جائیں گے لوگ۔ سخت گھبراہٹ اور ہولناکی کی وجہ سے ﴿كَٱلْفَرَاشِ ٱلْمَبْثُوثِ﴾ "بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح"۔ یعنی بکھرے ہوئے ٹڈی دل کی طرح ہوں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو۔ (الفراش) یہ وہ حیوانات (پتنگے) جو رات کے وقت (روشنی میں) ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کی ساتھ مل کر موج بن کر آتے ہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں کارخ کریں، جب ان کے سامنے آگ روشن کی جائے تو اپنے ضعف ادراک کی بنا پر ہجوم کرکے اس میں آگرتے ہیں۔ یہ تو حال ہوگا عقلمند لوگوں گا۔

(٥) وأمَّا الجبال الصُّمُّ الصِّلابُ فتكون ﴿كَٱلْعِهْنِ ٱلْمَنفُوشِ﴾ أي: كالصُّوف المنفوش الَّذي بقي ضعيفًا جدًّا تطير به أدنى ريحٍ، قال تعالى: ﴿وَتَرَى ٱلْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِىَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ﴾، ثمَّ بعد ذلك تكون هباءً منثورًا، فتضمحلُّ ولا يبقى منها شيءٌ يشاهَد، فحينئذٍ تُنْصَبُ الموازينُ وينقسم النَّاس قسمين: سعداء وأشقياء.

﴿وَتَكُونُ ٱلْجِبَالُ﴾ بڑے ٹھوس اور سخت پہاڑ تو وہ ﴿كَٱلْعِهْنِ ٱلْمَنفُوشِ﴾ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے جو نہایت کمزور ہوگئی ہو جسے معمولی سی ہوا بھی اڑائے پھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتَرَى ٱلْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِىَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ﴾ (النمل:٨٨/٢٧)۔ "اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا اور سمجھے گا کہ یہ جامد ہیں، حالانکہ وہ بادلوں کی چال چل رہے ہوں گے"۔ پھر اس کے بعد بکھرا ہوا غبار بن کر ختم ہو جائیں گے اور ان میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا جو دیکھا جائے۔
اس وقت ترازو نصب کر دیے جائیں گے اور لوگ دو قسموں میں منقسم ہو جائیں گے خوش بخت لوگ اور بدبخت لوگ۔

(٦-٧) ﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ﴾ أي: رجحت حسناتُه على سيِّئاته، ﴿فَهُوَ فِى عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ في جنَّات النَّعيم.

﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ﴾ "لہذا جس کا اعمال وزنی نکلے گا"۔ یعنی جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور برائیوں کا پلڑا اٹھ جائے گا ﴿فَهُوَ فِى عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔

(٨-١١) ﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ﴾ بأن لم تكنْ له حسناتٌ تقاوم سيِّئاته، ﴿فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ﴾ أي: مأواهُ ومسكنُه النَّارُ الَّتي من أسمائها الهاوية، تكون له بمنزلة الأمِّ الملازمة؛ كما قال تعالى: ﴿إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾، وقيل: إنَّ معنى ذلك: فأمُّ دماغه هاويةٌ في النَّار، أي: يُلقى في النَّار على رأسه، ﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ﴾ وهذا تعظيمٌ لأمرها، ثمَّ فسَّرها بقوله: ﴿نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ أي: شديدةُ الحرارة، قد زادت حرارتها على حرارة نار الدُّنيا بسبعين ضعفًا، نستجير بالله منها.

﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ﴾ "اور جس کا اعمال نامہ ہلکا نکلے گا"۔یعنی اس کی نیکیاں اتنی نہ ہوں گی جو اس کی برائیوں کے مقابلے میں آسکیں۔﴿فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٌ﴾ تو اس کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم ہوگا جس کے ناموں میں سے ایک نام (هَاوِيَةٌ) ہے، جہنم اس کے لئے بمنزلہ ماں کے ہوگا جو اپنے بیٹے کو ساتھ رکھتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾ (الفرقان:٦٥)"بے شک جہنم کا عذاب تو چمٹ جانے والا ہے"۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا دماغ جہنم میں گرے گا یعنی اس کو سر کے بل جہنم میں گرایا جائے گا۔

﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا هِيَهْ﴾ "اور تم کیا سمجھو کہ وہ ﴿هَاوِيَةٌ﴾ کیا ہے"۔یہ سوال اس کے معاملے کو بڑا ہولناک کرکے دکھاتا ہے۔پھر اللہ تعالی نے اپنے ارشاد سے اس کی تفسیر فرمائی: ﴿نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ سخت حرارت والی آگ۔اس کی حرارت دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔ ہم اس آگ سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں۔

[تفسير سورة ألهاكم التَّكاثر وهي مكِّيَّة]

[سورہ تکاثر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿أَلْهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ۝١ حَتَّىٰ زُرْتُمُ ٱلْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ ٱلْيَقِينِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ ٱلْجَحِيمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ ٱلْيَقِينِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ۝٨﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا۔یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔ہرگز نہیں تم عنقریب معلوم کرلوگے۔ ہرگز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو۔تو بے شک تم جہنم دیکھ لوگے۔پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔

(١) يقول تعالى موبِّخًا عباده عن اشتغالهم عمَّا خُلِقوا له من عبادته وحده لا شريك له ومعرفته والإنابة إليه وتقديم محبَّته على كلِّ شيءٍ: ﴿أَلۡهَىٰكُمُ﴾ عن ذلك المذكور ﴿ٱلتَّكَاثُرُ﴾ ولم يذكر المُتكاثَرَ به؛ ليشمل ذلك كلَّ ما يَتكاثَرُ به المتكاثرون ويفتخر به المفتخرون من التَّكاثر في الأموال والأولاد والأنصار والجُنود والخدم والجاه وغير ذلك ممَّا يُقصد منه مكاثرة كلِّ واحدٍ للآخر، وليس المقصود منه وجه الله.

اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں کو ان امور، جن کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے، یعنی اکیلے اللہ، جس کا کوئی شریک نہیں ہے کی عبادت کرنا، اس کی معرفت، اس کی طرف انابت اور اس کی محبت کو ہر چیز پر مقدم رکھنا، کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں مشغول ہونے پر زجر وتوبیخ کر رہا ہے۔﴿ أَلۡهَىٰكُمُ ﴾ "تمہیں غافل کر دیا"۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں سے ﴿ ٱلتَّكَاثُرُ ﴾ "زیادہ طلب کرنے کی خواہش نے"۔ اور جس چیز کی کثرت سے طلب کی جاتی ہے اللہ تعالی نے اس کا ذکر نہیں کیا تاکہ یہ ہر چیز کو شامل ہو جس کے ذریعے کثرت میں مقابلہ کرنے والے مقابلہ کرتے ہیں اور باہم فخر کرنے والے فخر کرتے ہیں، مثلا: مال، اولاد، مددگاران، فوجیں، خدمت گزاران اور جاہ وحشمت وغیرہ جس میں لوگ ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کا عزم کرتے ہیں اور اس میں اللہ تعالی کی رضا ان کا مطلوب ومقصود نہیں ہوتا۔

(٢) فاستمرَّت غفلتكم ولهوكم وتشاغلكم ﴿حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ﴾ فانكشف حينئذٍ لكم الغطاءُ، ولكنْ بعدَما تعذَّر عليكم استئنافه، ودلَّ قولُه: ﴿حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ﴾ أنَّ البرزخ دارٌ المقصود منها النُّفوذ إلى الدَّار الآخرة؛ لأنَّ الله سمَّاهم زائرين ولم يسمِّهم مقيمين، فدلَّ ذلك على البعث والجزاء على الأعمال في دارٍ باقيةٍ غير فانيةٍ.

تمہاری غفلت، تمہارا لہو ولعب اور تمہاری مشغولیت دائمی ہو گئی ﴿ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ﴾ "یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے"۔ تب تمہارے سامنے سے پردہ ہٹ گیا مگر اس وقت جب تمہارا دنیا میں دوبارہ آنا ممکن نہیں رہا۔ اللہ تعالی کا ارشاد: ﴿ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ ﴾ دلالت کرتا ہے کہ برزخ ایسا گھر ہے جس سے مقصود آخرت کے گھر کو جانا ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو "زائرین" کے نام سے موسوم کیا ہے "قیام کرنے والوں" سے موسوم نہیں کیا۔ اور یہ چیز حیات بعد الموت اور ہمیشہ باقی رہنے والے کبھی نہ فنا ہونے والے گھر میں اعمال کی جزا وسزا پر دلالت کرتی ہے۔

(٣-٦) ولهذا توعَّدهم: ﴿كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ٣ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ٤ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ﴾ أي: لو تعلمون ما أمامكم علمًا يصلُ إلى القلوب لما ألهاكم التَّكاثر، ولبادرتم إلى

اس لئے اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد کے ذریعے سے ان کو وعید سنائی: ﴿ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ٣ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ٤ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ ﴾ "ہرگز نہیں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو"۔ یعنی جو کچھ تمہارے سامنے ہے، اگر تم اس کو جانتے ہوتے، ایسا جاننا جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ

الأعمال الصَّـــالحة، ولكن عدم العلم الحقيقيِّ صيَّركم إلى ما ترون، ﴿ لَتَرَوُنَّ ٱلْجَحِيمَ ﴾ أي: لَتَرَاوُنَّ القيامة، فلَتَرَوُنَّ الجحيم الَّتي أعدَّها الله للكافرين.

جاتا ہے تو تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ مال ومتاع حاصل کرنے کی خواہش غافل نہ کرتی اور تم جلدی سے اعمال صالحہ کی طرف بڑھتے مگر حقیقی علم کے نہ ہونے نے تمہیں اس مقام پر پہنچادیا جہاں تم اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔﴿ لَتَرَوُنَّ ٱلْجَحِيمَ ﴾ یعنی تم ضرور قیامت کے دن لوٹائے جاؤگے، لہذا تم یقیناً اس جہنم کو دیکھ لوگے جسے اللہ تعالی نے کافروں کے لئے تیار کررکھا ہے

(٧) ﴿ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ ٱلْيَقِينِ ﴾ أي: رؤيةً بصريَّةً؛ كما قال تعالى: ﴿ وَرَءَا ٱلْمُجْرِمُونَ ٱلنَّارَ فَظَنُّوٓاْ أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُواْ عَنْهَا مَصْرِفًا ۝٥٣ ﴾.

﴿ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ ٱلْيَقِينِ ﴾ "پھر تم اس کو یقینی طور پر دیکھوگے"۔یعنی آنکھوں کی نظر سے دیکھوگے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ وَرَءَا ٱلْمُجْرِمُونَ ٱلنَّارَ فَظَنُّوٓاْ أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُواْ عَنْهَا مَصْرِفًا ﴾(الکھف:٥٣) اور مجرم جہنم کو دیکھ کر یقین کرلیں گے کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

(٨) ﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ﴾ الَّذي تنعَّمتم به في دار الدُّنيا؛ هل قمتم بشكره، وأدَّيتم حقَّ الله فيه، ولم تستعينوا به على معاصيه؛ فينعِّمكم نعيمًا أعلى منه وأفضل؟ أم اغتررتُم به، ولم تقوموا بشكره، بل ربَّما استعنتم به على المعاصي؛ فيعاقبكم على ذلك؟ قال تعالى:

﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ عَلَى ٱلنَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ ٱلدُّنْيَا وَٱسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ...﴾ الآية.

﴿ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ ﴾ پھر تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا جن سے تم دنیا کی زندگی میں لطف اندوز ہوتے رہے ہو کہ آیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا اور ان نعمتوں میں سے اللہ تعالی کے حق کو ادا کیا اور تم نے اللہ تعالی کی نافرمانیوں میں ان نعمتوں سے مدد نہیں لی تاکہ وہ تمہیں ان نعمتوں سے اعلی وافضل نعمتیں عطا کرے؟۔یا تم ان نعمتوں کی وجہ سے فریب خوردہ رہے اور تم نے ان کا شکر ادا نہ کیا؟ بلکہ تم نے اللہ تعالی کی نافرمانیوں میں ان نعمتوں سے مدد لی تو اس پر اللہ تعالی تمہیں سزا دیگا۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ وَيَوْمَ يُعْرَضُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ عَلَى ٱلنَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ ٱلدُّنْيَا وَٱسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴾ (الاحقاف:٢٠)"جس دن ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا جہنم کے سامنے پیش کیا جائے گا (تو ان سے کہا

جائے گا) تم اپنی لذتیں اپنی دنیا کی زندگی ہی میں ختم کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے، لہذا دنیا میں جو تم ناحق اکڑتے (تکبر کرتے) تھے اور نافرمانیاں کرتے تھے اس کے بدلے آج تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائیگا۔

[تفسير سورة والعصر وهي مكِّيَّة]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾﴾.

[سورہ عصر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

زمانے کی قسم ۔بے شک [بالیقین] انسان سر تا سر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور [جنہوں نے] آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

(١-٣) أقسم تعالى بالعصر ـ الَّذي هو اللَّيل والنَّهار، محلُّ أفعال العباد وأعمالهم؛ أنَّ كلَّ إنسانٍ خاسرٌ، والخاسر ضدُّ الرَّابح، والخسار مراتبُ متعدِّدةٌ متفاوتةٌ: قد يكون خسارًا مطلقًا كحال من خسر ـ الدُّنيا والآخرة وفاته النعيم واستحقَّ الجحيم، و قد يكون خاسرًا من بعض الوجوه دون بعضٍ، ولهذا عمَّم اللهُ الخسار لكلِّ إنسانٍ إلَّا مَن اتَّصف بأربع صفاتٍ:

– الإيمان بما أمر اللهّ بالإيمان به، ولا يكون الإيمان بدون العلم؛ فهو فرعٌ عنه لا يتمُّ إلَّا به.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمانے کی قسم کھائی ہے جو گردش شب وروز کا نام ہے جو بندوں کے اعمال اور ان کے افعال کا موقع و محل ہے کہ بے شک انسان خسارے میں ہے۔ (خاسر) نفع اٹھانے والے کی ضد ہے۔

خسارے کے متعدد اور متفاوت مراتب ہیں۔ کبھی خسارہ مطلق ہوتا ہے، جیسے اس شخص کا حال جس نے دنیا وآخرت میں خسارہ اٹھایا، جنت سے محروم ہوا اور جہنم کا مستحق ہوا۔ کبھی خسارہ اٹھانے والا کسی ایک پہلو سے خسارے میں رہتا ہے، کسی دوسرے پہلو سے خسارے میں نہیں رہتا، بنابریں اللہ تعالیٰ نے خسارے کو ہر انسان کے لئے عام قرار دیا ہے سوائے اس شخص کے جو ان چار صفات سے متصف ہے:

١- ان امور پر ایمان لانا جن پر ایمان لانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ایمان علم کے بغیر نہیں ہوتا، چنانچہ ایمان، علم کی فرع ہے، علم کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

– والعمل الصَّالح، وهذا شاملٌ لأفعال الخير كلِّها الظَّاهرة والباطنة، المتعلِّقة بحقوق الله وحقوق عباده، الواجبة والمستحبَّة.

– والتَّواصي بالحقِّ الَّذي هو الإيمان والعمل الصَّالح؛ أي: يوصي بعضُهم بعضًا بذلك ويحثُّه عليه ويرغِّبه فيه.

– والتَّواصي بالصَّبر على طاعة الله، وعن معصية الله، وعلى أقدار الله المؤلمة، فبالأمرين الأوَّلين يكمِّل العبد نفسه، وبالأمرين الأخيرين يكمِّل غيره، وبتكميل الأمور الأربعة يكون العبد قد سلم من الخسار وفاز بالرِّبح العظيم.

۲-نیک عمل: یہ تمام ظاہری اور باطنی بھلائی کے کاموں کو شامل ہے جو اللہ تعالی اور بندوں کے حقوق واجبہ ومستحبہ سے متعلق ہیں۔

۳- ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا، حق ایمان اور عمل صالح کا نام ہے، یعنی اہل ایمان ایک دوسرے کو ان امور کی وصیت کرتے ہیں، ان پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہیں اور ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہیں۔

۴- اللہ تعالی کی اطاعت کرنے، اس کی نافرمانی سے باز رہنے اور اس کی تکلیف دہ تقدیر پر صبر کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا۔

اس طرح ایمان اور عمل صالح کے ذریعے بندہ مومن اپنے آپ کی تکمیل کرتا ہے اور حق کی وصیت اور صبر کی وصیت کے ذریعے وہ دوسروں کی تکمیل کرتا ہے۔ ان چاروں امور کی تکمیل سے بندہ خسارے سے محفوظ رہتا ہے اور عظیم نفع حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

[تفسير سورة الهمزة وهي مكِّيَّة]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿وَيۡلٞ لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ ١ ٱلَّذِي جَمَعَ مَالٗا وَعَدَّدَهُۥ ٢ يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ ٣ كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ فِي ٱلۡحُطَمَةِ ٤ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ ٥ نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ ٦ ٱلَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ ٧ إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ ٨ فِي عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ ٩﴾.

[سورہ ہمزہ کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ ہر گز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالی کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔ جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔ وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔ بڑے بڑے ستونوں میں۔

(١) ﴿وَيۡلٞ﴾ أي: وعيدٌ ووبالٌ وشـدَّة عذابٍ، ﴿لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ﴾ أي: الَّذي يهمز النَّاس بفعله ويلمزهم بقوله؛ فالهمَّاز: الَّذي يَعيبُ النَّاس ويطعَنُ عليهم بالإشـارة والفعل، واللَّمَّاز: الَّذي يعيبهم بقوله.

﴿وَيۡلٞ﴾ یعنی وعید، وبال اور سخت عذاب ﴿لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ﴾ "ہر اس شخص کے لئے جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو"۔ یعنی جو اپنے فعل سے لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے اور اپنے قول سے چغل خوری کرتا ہے۔ ﴿همّاز﴾ اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں میں عیب نکالتا ہے، اپنے فعل اور اشاروں سے طعنہ زنی کرتا ہے۔ ﴿لمّاز﴾ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے قول سے لوگوں میں عیب نکالتا ہے۔

(٢) ومن صفة هذا الهمَّازِ اللَّمَّازِ أنَّه لا همَّ له سوى جمع المال وتعديده والغبطة به، وليس له رغبةٌ في إنفاقه في طرق الخيرات وصـلة الأرحام ونحو ذلك.

اس طعن کرنے والے اور عیب جو کی صفت یہ ہے کہ مال جمع کرنے، اس کو گننے اور اس پر خوش ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں، بھلائی کے راستوں میں اور صلہ رحمی کے لئے اس مال کو خرچ کرنے میں اسے کوئی رغبت نہیں۔

(٣) ﴿يَحۡسَبُ﴾ بجهله ﴿أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ﴾ في الدُّنيا، فلذلك كان كدُّه و سعيه كلُّه في تنمية ماله، الَّذي يظنُّ أنَّه ينمِّي عمره، ولم يدر أنَّ البخل يقصـف الأعمار ويخرِّب الدِّيار، وأنَّ البرَّ يزيد في العمر.

﴿يَحۡسَبُ﴾ اپنی جہالت کی وجہ سے سمجھتا ہے ﴿أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخۡلَدَهُۥ﴾ کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھے گا، اسی لئے اس کی تمام کد وکاوش اپنا مال بڑھانے میں صرف ہوتی ہے جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کے یہ اس کی عمر کو بڑھاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ بخل عمروں کو ختم اور شہروں کو برباد کر دیتا ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔

(٤-٧) ﴿كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ﴾ أي: ليطرحنَّ ﴿فِي ٱلۡحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ﴾: تعظيمٌ لها وتهويلٌ لشـأنها، ثمَّ فسَّرـها بقوله: ﴿نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ﴾ الَّتي وقودها النَّاس والحجارة، ﴿ٱلَّتِي﴾ من شدَّتها ﴿تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ﴾ أي: تنفذ من الأجسام إلى القلوب.

﴿كَلَّاۖ لَيُنۢبَذَنَّ﴾ یعنی اسے ضرور پھینکا جائے گا ﴿فِي ٱلۡحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحُطَمَةُ﴾ " حطمہ میں، اور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے"؟ یہ اس کی خطورت اور اس کی ہولناکی کا بیان ہے پھر اپنے اس ارشاد سے اس کی تفسیر فرمائی: ﴿نَارُ ٱللَّهِ ٱلۡمُوقَدَةُ﴾ "وہ اللہ تعالی کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی"۔ (جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔) ﴿ٱلَّتِي﴾ جو اپنی شدت کے باعث ﴿تَطَّلِعُ عَلَى ٱلۡأَفۡـِٔدَةِ﴾ جسموں کو چھیدتی ہوئی دلوں تک جا پہنچے گی۔

(٨) ومع هذه الحرارة البليغة، هم محبوسون فيها، قد أيسوا من الخروج منها، و لهذا قال: ﴿إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ﴾ أي: مغلقة، ﴿فِي عَمَدٖ﴾ من خلف الأبواب، ﴿مُّمَدَّدَةِۭ﴾ لئلَّا يخرجوا منها؛ ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡرُجُواْ مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ أُعِيدُواْ فِيهَا﴾، نعوذ بالله من ذلك، ونسأله العفو والعافية.

اتنی سخت حرارت کے باوجود، وہ اس آگ میں قید ہوں گے، اس سے باہر نکلنے سے مایوس ہوں گے۔ اس لئے فرمایا ﴿إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٞ﴾ یعنی وہ آگ ان پر (ہر طرف سے) بند کر دی جائی گی ﴿فِي عَمَدٖ مُّمَدَّدَةِۭ﴾ دروازوں کے پیچھے بڑے بڑے ستونوں میں تاکہ وہ اس سے باہر نہ نکل سکیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخۡرُجُواْ مِنۡهَآ أُعِيدُواْ فِيهَا﴾ (السجدۃ:٢٠) "جب بھی وہ اس آگ سے باہر نکلنا چاہیں گے، اسی میں لوٹا دیے جائیں گے"۔ ہم اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ تعالی سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

[تفسير سورة الفيل وهي مكِّيَّة]

[سورہ فیل کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿أَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصۡحَٰبِ ٱلۡفِيلِ ١ أَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِي تَضۡلِيلٖ ٢ وَأَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا أَبَابِيلَ ٣ تَرۡمِيهِم بِحِجَارَةٖ مِّن سِجِّيلٖ ٤ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٖ مَّأۡكُولِۭ ٥﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

کیا تونے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے۔ جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے۔ لہذا انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

(١-٥) أي: أما رأيتَ من قدرة الله وعظيم شأنه ورحمته بعباده وأدلَّة توحيده و صدق ر سوله محمَّد ﷺ ما فعله الله بأ صحاب الفيل، الَّذين كادوا بيتَه الحرام، وأرادوا إخرابه؛ فتجهَّزوا لأجل ذلك، واستصحبوا معهم الفِيَلَة

کیا آپ نے اللہ تعالی کی قدرت، اس کی عظمت شان، اپنے بندوں پر اس کی رحمت، اس کی توحید کے دلائل اور اس کے رسول محمد ﷺ کی صداقت کو نہیں دیکھا (جانا)، کہ اللہ تعالی نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ جنہوں نے اس کے حرمت والے گھر کے خلاف سازش کی اور اس کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کے لیے انہوں نے خوب تیاری کی اور اللہ کے گھر کو منہدم کرنے کے لیے اپنے ساتھ ہاتھی بھی لے لیے تھے۔

لهد مه، و جاؤوا بجمعٍ لا قِبَلَ للعرب به من الحبشة واليمن، فلمَّا انتهَوْا إلى قربِ مكَّة -ولم يكن بالعرب مدافعةٌ، وخرج أهل مكَّة من مكَّة خوفًا على أنفسهم منهم- أرسل الله عليهم طيرًا أبابيلَ أي: متفرِّقةً، تحمل أحجارًا محمَّاةً من سِجِّيلٍ، فرمتْهم بها، وتتبَّعَتْ قاصِيَهم ودانِيَهم، فخمدوا و همدوا، وصاروا كعصفٍ مأكولٍ، وكفى الله شرَّهم، وردَّ كيدهم في نحورهم، وقصَّتُهم معروفةٌ مشهورةٌ، وكانت تلك السَّنة الَّتي وُلِدَ فيها رسول الله ﷺ، فصارت من جملة إرهاصات دعوته وأدلَّة رسالته، فلله الحمد والشُّكر.

وہ حبشہ اور یمن سے ایک ایسی فوج لے کر آئے جس کا مقابلہ کرنا عربوں کے بس میں نہ تھا۔جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو عربوں میں مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اہل مکہ ان کے خوف سے مکہ سے نکل گئے تھے۔ اللہ تعالی نے ان پر پرندوں کے جوق در جوق غول بھیجے جو مٹی اور پتھر کی گرم کنکریاں اٹھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ پرندوں نے یہ کنکریاں ان پر پھینکیں اور دور اور نزدیک سب کو نشانہ بنایا اور وہ سب موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور وہ یوں ہو گئے جیسے کھایا ہوا بھوسا۔ اللہ تعالی ان کے شر کے لیے کافی ہو گیا اور اس نے ان کی چال کو انہی پر لوٹا دیا۔

ان کا یہ واقعہ بہت مشہور اور معروف ہے۔ یہ واقعہ رسول ﷺ کی پیدائش کے سال پیش آیا۔ لہذا یہ واقعہ آپ کی دعوت کی تمہید اور آپ کی رسالت کی دلیل بن گیا۔ تمام طرح کی حمد وثنا اور شکر وسپاس اللہ ہی کے لئے ہے۔

[تفسير سورة لإيلاف قريشٍ وهي مكِّيَّة]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿لِإِيلَٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ إِۦلَٰفِهِمْ رِحْلَةَ ٱلشِّتَآءِ وَٱلصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوا۟ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ ۝٣ ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ ۝٤﴾.

[سورہ قریش کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

قریش کے مانوس کرنے کے لیے[یعنی]انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔[اس کے شکریہ میں]۔ لہذا انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں ۔جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر[اور خوف] میں امن[وامان] دیا۔

(١-٤) قال كثيرٌ من المفسِّرين: إنَّ الجارَّ والمجرور متعلِّقٌ بالسُّورة الَّتي قبلها؛ أي: فعلنا ما فعلنا بأصحاب الفيل لأجل قريشٍ وأمنهم واستقامة

بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ جار اور مجرور کا تعلق ماقبل سورت سے ہے، یعنی ہم نے اصحاب فیل کے ساتھ جو کچھ کیا وہ قریش، ان کے لیے امن، ان کے مصالح کی درستی، تجارت اور کسب معاش کے لیے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے سفر کی خاطر کیا، اور اللہ

مصالحهم وانتظام رحلتهم في الشِّتاء لليمن وفي الصَّيف للشَّام لأجل التِّجارة والمكاسب، فأهلك الله من أرادهم بسوءٍ، وعظَّم أمر الحرم وأهله في قلوب العرب، حتَّى احترموهم، ولم يعترضوا لهم في أيِّ سفرٍ أرادوا، ولهذا أمرهم الله بالشُّكر، فقال: ﴿فَلْيَعْبُدُوا۟ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ﴾ أي: ليوحِّدوه ويُخْلِصوا له العبادة، ﴿ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ﴾ فرغدُ الرِّزق والأمن من الخوف من أكبر النِّعم الدُّنيويَّة الموجبة لشكر الله تعالى، فلك اللَّهمَّ الحمد والشُّكر على نعمك الظَّاهرة والباطنة، وخصَّ الله الرُّبوبيَّة بالبيت لفضله وشرفه، وإلاَّ فهو ربُّ كلِّ شيءٍ.

تعالی نے ان تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا جنھوں نے ان کے بارے میں کسی برائی کا ارادہ کیا۔ عربوں کے دلوں میں حرم اور اہل حرم کے معاملے کو عظمت بخشی، یہاں تک کہ تمام عرب قریش کا احترام کرنے لگے، قریش جہاں بھی سفر کا ارادہ کرتے تو عرب راہ میں حائل نہ ہوتے، اس لیے اللہ تعالی نے ان کو شکر ادا کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا: ﴿فَلْيَعْبُدُوا۟ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ﴾ "لہذا وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں"۔ یعنی اس کی توحید بیان کریں اور اس کے لیے عبادت کو خالص کریں۔ ﴿ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ﴾ "جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا، اور خوف سے امن وامان بخشا"۔ رزق میں کشادگی اور خوف کے حالات میں امن کا حصول سب سے بڑی دنیاوی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالی کے شکر کی موجب ہیں، اے اللہ! اپنی ظاہری اور اپنی باطنی نعمتوں پر تو ہی ہر قسم کی حمد وثنا اور شکر کا مستحق ہے۔ اللہ تعالی نے بیت اللہ کے ساتھ اپنی ربوبیت کو اس کے فضل وشرف کی وجہ سے مخصوص کیا ہے ورنہ تو وہ ہر چیز کا رب ہے۔

[تفسير سورة الماعون وهي مكِّيَّة]

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴿١﴾ فَذَٰلِكَ ٱلَّذِى يَدُعُّ ٱلْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلْمِسْكِينِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ ٱلَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ ٱلْمَاعُونَ ﴿٧﴾﴾.

[سورہ ماعون کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

کیا تونے [اسے بھی] دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ ان نمازیوں کے لیے افسوس [اور ویل نامی جہنم کی جگہ] ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔

(١) يقول تعالى ذامًّا لمن ترك حقوقه وحقوق عباده: ﴿أَرَءَيۡتَ ٱلَّذِي يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴾ أي: بالبعث والجزاء، فلا يؤمن بما جاءت به الرُّسل.

اللہ تعالیٰ اس شخص کی مذمت کرتے ہوئے جس نے اس کے اوراس کے بندوں کے حقوق کو ترک کر دیا، فرماتا ہے:﴿أَرَءَيۡتَ ٱلَّذِي يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴾ کیا تونے اس شخص کو دیکھا جو موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور جزا(وسزا) کو جھٹلاتا ہے، اور جو کچھ انبیاء ومرسلین لے کر آئے ہیں ان پر ایمان نہیں لاتا؟

(٢) ﴿فَذَٰلِكَ ٱلَّذِي يَدُعُّ ٱلۡيَتِيمَ ﴾ أي: يدفعه بعنفٍ وشدَّةٍ ولا يرحمه؛ لقساوة قلبه، ولأنَّه لا يرجو ثوابًا ولا يخاف عقابًا.

﴿فَذَٰلِكَ ٱلَّذِي يَدُعُّ ٱلۡيَتِيمَ ﴾ لہٰذا یہی وہ شخص ہے جو سخت دلی اور تندخوئی سے یتیم کو دھکے دیتا ہے اور اپنی سنگ دلی کی بناپر اس پر رحم نہیں کرتا، نیز اس کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ ثواب کی امید رکھتا ہے نہ عذاب سے ڈرتا ہے۔

(٣) ﴿ وَلَا يَحُضُّ ﴾ غيره ﴿عَلَىٰ طَعَامِ ٱلۡمِسۡكِينِ﴾، ومن باب أولى أنَّه بنفسه لا يطعم المسكين.

﴿وَلَا يَحُضُّ﴾ اور دوسروں کو ترغیب نہیں دیتا﴿ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلۡمِسۡكِينِ ﴾ "مسکین کے کھانے پر"۔ اور وہ خود بھی مسکین کو کھانا نہیں کھلاتا۔

(٤-٥) ﴿فَوَيۡلٞ لِّلۡمُصَلِّينَ ﴾ أي: الملتزمين لإقامة الصَّلاة ولكنَّهم ﴿عَن صَلَاتِهِمۡ سَاهُونَ﴾ أي: مضيِّعون لها، تاركون لوقتها، مُخِلُّون بأركانها، وهذا لعدم اهتمامهم بأمر الله، حيث ضيَّعوا الصَّلاة الَّتي هي أهمُّ الطَّاعات، والسَّهو عن الصَّلاة هو الَّذي يستحقُّ صاحبه الذَّمَّ واللَّوم، وأمَّا السَّهو في الصَّلاة فهذا يقع من كلِّ أحدٍ، حتَّى من النَّبيِّ ﷺ.

﴿ فَوَيۡلٞ لِّلۡمُصَلِّينَ ﴾ ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے ﴿ٱلَّذِينَ هُمۡ عَن صَلَاتِهِمۡ سَاهُونَ﴾" جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں"،یعنی وہ اپنی نماز ضائع کرتے ہیں،اس کے مسنون وقت کو ترک کرتے ہیں، اور اس کے ارکان کو اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتے،اس کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے اعتنائی ہے کہ انہوں نے نماز کو ترک کر دیا جو سب سے اہم عبادت ہے۔نماز سے غفلت ہی ہے جو نمازی کو مذمت اور ملامت کا مستحق بناتی ہے۔اور رہا نماز کے اندر سہو تو یہ ہر ایک سے واقع ہو جاتا ہے حتی کہ نبی اکرم ﷺ سے بھی واقع ہوا ہے۔

(٦-٧) ولهذا وصف الله هؤلاء بالرِّياء والقسوة وعدم الرَّحمة، فقال: ﴿ٱلَّذِينَ هُمۡ يُرَآءُونَ ﴾ أي:

بنابریں اللہ تعالیٰ نے نماز سے غافل لوگوں کو ریاکاری، سنگ دلی اور بے رحمی جیسی صفتوں سے متصف کیا ہے۔ فرمایا:

يعملون الأعمال لأجل رئاء النَّاس، ﴿ وَيَمْنَعُونَ ٱلْمَاعُونَ ﴾ أي: يمنعون إعطاء الشَّيء الَّذي لا يضرُّ إعطاؤه على وجه العارية أو الهبة؛ كالإناء والدَّلو والفأس ونحو ذلك ممَّا جرت العادة ببذله والسَّماح به، فهؤلاء لشدَّة حرصهم يمنعون الماعون، فكيف بما هو أكثر منه؟!

﴿ ٱلَّذِينَ هُمۡ يُرَآءُونَ ﴾ یعنی وہ لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرتے ہیں۔﴿ وَيَمۡنَعُونَ ٱلۡمَاعُونَ ﴾ کسی چیز کو عاریتا یاہبہ کے طور پر عطا کرنے سے جس کے عطا کرنے پر ان کو نقصان نہیں پہنچتا،روکتے ہیں،مثلا: برتن ،ڈول،کلہاڑی وغیرہ جن کو استعمال کے لیے دینے اوران کے بارے میں فیاضی کرنے کی عام عادت جاری ہے۔تو جب یہ لوگوں کو اپنی شدید حرص کے باعث استعال کی معمولی اشیاء کو دینے سے منع کرتے ہیں، تب ان سے زیادہ بڑی چیزیں (لوگوں کو استعمال کے لیے) دینے میں ان کا کیا حال ہو گا؟

وفي هذه السُّورة الحثُّ على إطعام اليتيم والمساكين، والتَّحضيض على ذلك، ومراعاة الصَّلاة، والمحافظة عليها، وعلى الإخلاص فيها، وفي سائر الأعمال، والحثُّ على فعل المعروف، وبذل الأمور الخفيفة كعارية الإناء والدَّلو والكتاب ونحو ذلك؛ لأنَّ الله ذمَّ من لم يفعل ذلك، والله سبحانه أعلم.

اس سورۂ مبارکہ میں یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے، نیز نماز کا خیال رکھنے، اس کی حفاظت کرنے اور نمازاور دیگر تمام اعمال میں اخلاص کو مد نظر رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز نیکی پر عمل کرنے، معمولی چیزوں کو استعمال کے لیے عطا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، مثلاً برتن ،ڈول اور کتاب وغیرہ ،کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی ہے جو ایسا نہیں کرتا۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

[تفسير سورة الكوثر وهي مكِّيَّة]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ٣﴾.

[سورہ کوثر کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یقیناً ہم نے تجھے [حوض] کوثر [اور بہت کچھ] دیا ہے۔لہٰذا تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

(١) يقول الله تعالى لنبيِّه محمَّدٍ ﷺ ممتنًّا عليه: ﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾ أي: الخير الكثير والفضل الغزير، الَّذي من جملته ما يعطيه اللهُ لنبيِّه ﷺ يوم القيامة من النَّهر الَّذي يُقال له: الكوثر، ومن الحوض طولُه شهرٌ وعرضُه شهرٌ، ماؤه أشدُّ بياضًا من اللَّبن، وأحلى من العسل، آنيته عدد نجوم السَّماء في كثرتها واستنارتها، من شرب منه شربةً لم يظمأ بعدها أبدًا.

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ پر احسان کرتے ہوئے خطاب فرماتا ہے:﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾ یعنی ہم نے آپ کو خیر کثیر اور فضل بے پایاں عطا کیا۔ مجملہ اس خیر کثیر میں سے وہ نہر بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو عطا فرمائے گا، یعنی: (ٱلۡكَوۡثَرَ)، حوض کوثر کا طول ایک ماہ کی مسافت اور اس کا عرض بھی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر میٹھا ہے، اس کے پینے کے برتن، اپنی کثرت اور چمک میں، آسمان کے ستاروں کے مانند ہوں گے۔ جو کوئی حوض کوثر سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا، اس کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

(٢) ولـمَّا ذكر مِنَّته عليه أَمَرَهُ بشكرها، فقال: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ﴾ خصَّ هاتين العبادتين بالذِّكر لأنَّهما أفضل العبادات وأجلُّ القربات، ولأنَّ الصلاة تتضمَّن الخضوع في القلب والجوارح لله، وتنقله في أنواع العبوديَّة، وفي النَّحر تقرُّبٌ إلى الله بأفضل ما عند العبد من النَّحائر، وإخراجٌ للمال الَّذي جُبِلَت النُّفوس على محبَّته والشُّحِّ به.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر اپنے احسان وعنایت کے سبب آپ کو شکر گزاری کا حکم فرمایا، چنانچہ فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ﴾ "لہذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو عبادتوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا، کیوں کہ یہ دونوں افضل ترین عبادات اور تقرب الٰہی کا اہم ترین ذریعہ ہیں، نیز ان دونوں کا بطور خاص ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نماز قلب اور جوارح میں خشوع کو شامل ہے، جو بندے کو عبادت کی دیگر اقسام کی طرف راغب کرتی ہے۔ جانور ذبح کرنے میں یہ حکمت ہے کہ بندے کے پاس جو کچھ ہے اس میں سے افضل ترین چیز قربانی کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا اور مال خرچ کرنا ہے، جس سے محبت کرنا اور اس میں بخل کرنا نفس انسانی کا جبلی وصف ہے۔

(٣) ﴿إِنَّ شَانِئَكَ﴾ أي: مبغضك وذامَّك ومتنقِّصك ﴿هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ﴾ أي: المقطوع من كلِّ خيرٍ، مقطوعُ العمل مقطوعُ الذِّكر، وأمَّا محمَّدٌ ﷺ فهو الكامل حقًّا، الَّذي له الكمال الممكن

﴿إِنَّ شَانِئَكَ﴾ آپ سے بغض رکھنے والا، آپ کی مذمت اور تنقیص کرنے والا ﴿هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ﴾ یعنی وہ ہر بھلائی سے محروم ہے، اس کا عمل منقطع ہے اور اس کا ذکر منقطع ہے۔ رہے رسول مصطفی محمد ﷺ تو حقیقت میں وہی

للمخلوق من رفع الذِّكر وكثرة الأنصار والأتباع ﷺ.

كامل ہیں، آپ کمال کے اس بلند ترین مرتبے پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں تک پہنچنا مخلوق میں سے کسی کے لیے ممکن نہیں، مثلا: بلندیٔ ذکر، کثرت انصار اور کثرت متبعین۔

[تفسير سورة قل يا أيُّها الكافرون وهي مكيَّة]

[سورہ کافرون کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ ١ لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ٢ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٞ مَّا عَبَدتُّمۡ ٤ وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ ٥ لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ ٦﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

(١-٦) أي: قلْ للكافرين معلنًا ومصرِّحًا: ﴿لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ﴾ أي: تبرَّأ ممَّا كانوا يعبدون من دون الله ظاهرًا وباطنًا، ﴿وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ﴾ لعدم إخلاصكم في عبادتكم لله، فعبادتُكم له المقترنةُ بالشِّرك لا تُسمَّى عبادةً، وكرَّر ذلك ليدلَّ الأوَّل على عدم وجود الفعل والثَّاني على أنَّ ذلك قد صار وصفًا لازمًا، ولهذا ميَّز بين الفريقين، وفصل بين الطَّائفتين، فقال: ﴿لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ﴾ كما قال تعالى: ﴿قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ﴾، أنتم بريئون ممَّا أعمل وأنا بريءٌ ممَّا تعملون.

﴿قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ﴾ یعنی کفار کو نہایت صراحت کے ساتھ، آگاہ کرتے ہوئے کہہ دیجیے: ﴿لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ﴾ "نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو"۔ یعنی آپ کفار کے ان خود ساختہ معبودوں سے براءت کا اظہار کریں جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ظاہر اور باطن میں عبادت کرتے ہیں۔ ﴿وَلَآ أَنتُمۡ عَٰبِدُونَ مَآ أَعۡبُدُ﴾ "نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں"۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تمہاری عبادت میں اخلاص نہیں پایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تمہاری عبادت جو شرک سے آلودہ ہے، عبادت نہیں کہی جاسکتی۔

اس جملے کو بار بار بیان کیا تاکہ پہلا فعل کے نہ پائے جانے پر دلالت کرے اور دوسرا اس امر پر دلالت کرے کہ یہ ان کی لازمی صفت بن گئی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں

کے درمیان امتیاز اور تفریق کی ہے۔فرمایا: ﴿ لَكُمۡ دِينُكُمۡ وَلِيَ دِينِ ﴾ "تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے"۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ ﴾ (اسراء:۸۴)کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے اپنے طریقے کے مطابق ہی کرتا ہے"۔فرمایا: ﴿ أَنتُم بَرِيٓـُٔونَ مِمَّآ أَعۡمَلُ وَأَنَا۠ بَرِيٓءٞ مِّمَّا تَعۡمَلُونَ ﴾ (یونس:۴۱)"جو کچھ میں کرتا ہوں تم اس سے بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو، میں اس سے بری ہوں"۔

[تفسير سورة النَّصر وهي مدنيَّة]

[سورہ نصر کی تفسیر اور یہ مدنی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿إِذَا جَآءَ نَصۡرُ ٱللَّهِ وَٱلۡفَتۡحُ ١ وَرَأَيۡتَ ٱلنَّاسَ يَدۡخُلُونَ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجٗا ٢ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَٱسۡتَغۡفِرۡهُۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابَۢا ٣﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان،نہایت رحم کرنے والا ہے۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے۔اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا ہوا دیکھ لیں۔تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگیں حمد کے ساتھ، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(١-٣) في هذه السُّورة الكريمة بشارةٌ، وأمرٌ لرسوله عند حصولها، وإشارةٌ وتنبيهٌ على ما يترتَّب على ذلك، فالبشارةُ هي البشارة بنصر الله لرسوله، وفتحه مكَّة، ودخول النَّاس ﴿فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجٗا ﴾ بحيث يكون كثيرٌ منهم من أهله وأنصاره بعد أن كانوا من أعدائه، وقد وقع هذا المبشَّر به.

اس سورۂ کریمہ میں ایک خوشخبری ہے،اس خوشخبری کے حاصل ہو جانے پر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے ایک حکم ہے،نیز اس میں اس خوشخبری پر مترتب ہونے والے احوال کی طرف اشارہ اور تنبیہ ہے۔خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نصرت،فتح مکہ اور لوگوں کے﴿ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجٗا ﴾ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے کی ہے، ان میں سے بہت لوگ آپ کے دشمن تھے۔اس کے بعد وہی لوگ آپ کے اعوان و انصار ہوں گے

اور جس چیز کے بارے میں خوشخبری دی گئی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

وأمَّا الأمر بعد حصول النَّصر والفتح؛ فأمر اللهُ رسوله أن يشكره على ذلك ويسبِّح بحمده ويستغفره.

رہا فتح ونصرت کے بعد حکم تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اس فتح ونصرت پر اس کا شکر کریں، اس کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔

وأمَّا الإشارة فإنَّ في ذلك إشارتين: إشارة أنَّ النَّصر يستمرُّ للدِّين ويزداد عند حصول التَّسبيح بحمد الله واستغفاره من رسوله، فإنَّ هذا من الشُّكر، والله يقول: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾، وقد وُجِدَ ذلك في زمن الخلفاء الرَّاشدين وبعدهم في هذه الأمَّة، لم يزل نصر الله مستمرًّا حتَّى وصل الإسلام إلى ما لم يصل إليه دينٌ من الأديان، ودخل فيه من لم يدخل في غيره، حتَّى حدث من الأمَّة من مخالفة أمر الله ما حدث، فابتُلوا بتفرُّق الكلمة وتشتُّت الأمر، فحصل ما حصل، ومع هذا فلهذه الأمَّة وهذا الدِّين من رحمة الله ولطفه ما لا يخطر بالبال أو يدور في الخيال.

اس میں دو اشارے ہیں: اول: دین اسلام دائمی فتح ونصرت سے بہرہ مند رہے گا، اس کے رسول کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور استغفار پر اس نصرت میں اضافہ ہوگا، کیوں کہ تسبیح استغفار، شکر ہی شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم:۷) "اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا" اور یہ چیز خلفائے راشدین کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی امت کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ ہم رکاب رہی، یہاں تک کہ اسلام اس مقام پر پہنچ گیا جہاں تمام ادیان میں سے کوئی دین نہیں پہنچ سکا، حتی کہ امت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفتیں سرزد ہونے لگیں۔ چنانچہ وہ تفرقہ واختلاف کی مصیبت میں مبتلا کر دی گئی، پھر جو ہونا تھا ہوا۔ بایں ہمہ اس امت پر اور اس دین پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور اس کا لطف وکرم ہے، جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی خیال کی وہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔

وأمَّا الإشارة الثَّانية فهي الإشارة إلى أنَّ أجلَ رسول الله ﷺ قد قرب ودنا، ووجه ذلك أنَّ عمره عمرٌ فاضلٌ، أقسم الله به، وقد عُهِدَ أنَّ الأمور الفاضلة تُختَم بالاستغفار كالصَّلاة

دوم: رسول ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی موت قریب آگئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی عمر مبارک، فضیلت والی عمر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اس نے مقرر فرمادیا ہے کہ فضیلت والے امور کا اختتام، استغفار کے ساتھ ہو، مثلاً: نماز اور حج وغیرہ

والحجِّ وغير ذلك، فأمر الله لرسوله بالحمد والاستغفار في هذه الحال إشارةٌ إلى أنَّ أجله قد انتهى، فلْيستعدَّ ويتهيَّأ للقاء ربِّه ويختم عمره بأفضل ما يجده صلوات الله و سلامه عليه، فكان ﷺ يتأوَّل القرآن ويقول ذلك في صلاته، يكثر أن يقول في ركوعه و سجوده: «**سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي**».

۔لہذا اللہ تعالیٰ کا اس حال میں آپ کو حمد واستغفار کا حکم دینا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔اب آپ کو اپنے رب کی ملاقات کے لیے مستعد اور تیار رہنا چاہیے اور آپ کو اپنی عمر کا اختتام اسی افضل طریقہ پر کرنا چاہئے۔صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔ چنانچہ آپ ﷺ قرآن کی (اس آیت کی) عملی تفسیر کرتے ہوئے،اپنی نماز کے اندر رکوع وسجود میں بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. "اے اللہ! ہم تیری حمد وثنا کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں،اے اللہ! مجھے بخش دے"۔

[تفسير سورة تبَّت وهي مكِّيَّة]

[سورہ لہب کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ١ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ٢ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ٣ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ٤ فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍۭ ٥﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان،نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ [خود] ہلاک ہو گیا۔نہ تو اس کا مال اسے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔اور اس کی بیوی بھی [جائے گی]،جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔

أبو لهبٍ هو عمُّ النَّبيِّ ﷺ، وكان شديد العداوة والأذيَّة له، فلا فيه دينٌ له، ولا حميَّةٌ للقرابة، قبَّحه الله، فذمَّه الله بهذا الذَّمِّ العظيم الَّذي هو خزيٌ عليه إلى يوم القيامة، فقال:

ابولہب، نبی کریم ﷺ کا چچا تھا، آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا اور آپ کو سخت اذیت پہنچاتا تھا، چنانچہ اس کے اندر آپ ﷺ کے لئے تابعداری کا کوئی جذبہ نہ تھا اور نہ ہی قرابتی حمیت۔اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ذم عظیم کے ذریعے اس کی مذمت بیان فرمائی جو قیامت کے دن تک اس کے لیے رسوائی ہے۔چنانچہ فرمایا:

(١) ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ﴾ أي: خسرت يداه وشقي، ﴿وَتَبَّ﴾ فلم يربح.

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ یعنی اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ بد بختی میں پڑ گیا۔اس نے نفع حاصل نہ کیا۔

(٢) ﴿مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ﴾ الَّذي كان عنده فأطغاه، ولا ما ﴿كَسَبَ﴾ فلم يردَّ عنه شيئًا من عذاب الله إذ نزل به.

﴿مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ﴾ وہ مال اس کے کسی کام نہ آیا جو اس کے پاس تھا بلکہ اس مال نے اسے سرکش بنادیا تھا اور جو مال اس نے کمایا تھا، جب اللہ کا عذاب نازل ہوا تو وہ اس عذاب کو اس سے دور نہ کر سکا۔

(٣-٥) ﴿سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ أي: ستحيط به النَّار من كلِّ جانبٍ، هو ﴿وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ﴾ وكانت أيضًا شديدة الأذيَّة لرسول الله ﷺ، تتعاون هي وزوجها على الإثم والعدوان، وتلقي الشَّرَّ، وتسعى غاية ما تقدر عليه في أذيَّة الرَّسول ﷺ، وتجمع على ظهرها الأوزار بمنزلة من يجمع حطبًا، قد أعدَّ له في عنقه حبلًا ﴿مِّن مَّسَدٍ﴾ أي: من ليفٍ، أو أنَّها تحمل في النَّار الحطب على زوجها متقلِّدةً في عنقها حبلًا من مسدٍ.

﴿سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ "جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا"۔یعنی آگ اسے ہر جانب سے گھیر لے گی۔ ﴿وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ﴾ "اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے"۔اس کی بیوی بھی رسول ﷺ کو سخت اذیت پہنچاتی تھی، میاں بیوی دونوں گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے اور اذیت دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد دیا جائے گا اس شخص کے مانند جو ایندھن اکٹھا کرتا ہے۔﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ﴾ اس کی گردن میں ڈالنے کے لیے ایک رسی تیار کی گئی ہے ﴿مِّن مَّسَدٍ﴾ یعنی کھجور کی چھال سے تیار کی گئی ہے۔یا اس کے معنی یہ ہیں کہ (جہنم میں) وہ ایندھن اٹھا اٹھا کر اپنے شوہر پر ڈالے گی اور اس کے گلے میں چھال کی رسی ہوگی۔

وعلى كلٍّ؛ ففي هذه السُّورة آيةٌ باهرةٌ من آيات الله، فإنَّ الله أنزل هذه السُّورة وأبو لهبٍ وامرأته لم يهلكا، وأخبر أنَّهما سيعذَّبان في النَّار ولا بدَّ، ومن

دونوں معنوں کے مطابق اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے، کیوں کہ یہ سورۂ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب ابولہب اور اس کی بیوی کی ہلاکت نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تبارک وتعالی نے خبر دی کہ عنقریب انہیں جہنم میں

لازم ذلك أنَّهما لا يُسلمان، فوقع كما أخبر عالم الغيب والشَّهادة.

عذاب دیا جائے گا۔اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ دونوں ایمان نہیں لائیں گے۔ چنانچہ یہ اسی طرح واقع ہوا جس طرح عالم الغیب والشہادۃ نے خبر دی تھی۔

[تفسير سورة الإخلاص وهي مكِّيَّة]

[سورہ اخلاص کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝٣ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ۝٤﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

آپ کہہ دیجیے: وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اس نے (کسی کو) اور نہیں وہ (خود) جنا گیا۔ اور اس کا ہمسر کوئی بھی نہیں۔

(١) أي: ﴿قُلۡ﴾ قولًا جازمًا به معتقدًا له عارفًا بمعناه: ﴿هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ أي: قد انحصرت فيه الأحديَّة، فهو الأحد المنفرد بالكمال، الَّذي له الأسماء الحسنى والصِّفات الكاملة العليا والأفعال المقدَّسة، الَّذي لا نظير له ولا مثيل.

﴿قُلۡ﴾ یعنی: اس حقیقت پر اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس کے معنی کو جانتے ہوئے، حتمی طور پر کہہ دیجیے ﴿هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ یعنی وحدانیت اسی کی ذات میں منحصر ہے۔ وہ ہر قسم کے کمال میں واحد اور منفرد ہے، اسمائے حسنیٰ، صفات کاملہ وعالیہ اور افعال مقدسہ کا مالک ہے۔ اس کا کوئی نظیر ہے نہ ہم مثل۔

(٢) ﴿ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ﴾ أي: المقصود في جميع الحوائج، فأهل العالم العلويِّ والسُّفليِّ مفتقرون إليه غاية الافتقار، يسألونه حوائجَهم، ويرغَبون إليه في مهمَّاتهم؛ لأنَّه الكامل في أوصافه، العليم الَّذي قد كمل في علمه، الحليم الَّذي قد كمل في حلمه، الرَّحيم الَّذي كمل في رحمته، الَّذي وسعت رحمتُه كلَّ شيءٍ... وهكذا سائر أوصافه.

﴿ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ﴾ "اللہ بے نیاز ہے"۔ یعنی تمام حوائج میں لوگ اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عالم بالا اور عالم زیریں کے رہنے والے سب اس کے انتہائی محتاج ہیں، اسی سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتے ہیں، اپنے اہم امور میں اسی کی طرف راغب ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ اپنے اوصاف میں کامل ہے۔ وہ علیم ہے جو اپنے علم میں کامل ہے، حلیم ہے جو اپنے حلم میں کامل ہے، اور رحیم ہے جس کی رحمت ہر چیز پر سایہ فگن ہے۔ اسی طرح وہ اپنے تمام اوصاف میں کامل ہے۔

(٣) ومن كما له أنَّه ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ لكمال غناه.

یہ اس کا کمال ہے کہ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے، نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے کیوں کہ وہ کامل طور پر بے نیاز ہے۔

(٤) ﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ﴾ لا في أسمائه، ولا في صفاته، ولا في أفعاله، تبارك وتعالى.

﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ﴾ اس کے اسماء میں نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں کوئی اس کا ہمسر ہے۔ اس کی ذات عظیم البرکت اور بہت بلند ہے۔

فهذه السُّورة مشتملةٌ على توحيد الأسماء والصِّفات.

یہ سورۂ کریمہ توحید اسماء وصفات پر مشتمل ہے۔

[تفسير سورة الفلق وهي مكِّيَّةٌ]

[سورہ فلق کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥﴾.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ [لگا کر ان] میں پھونکنے والیوں کے شر سے [بھی]۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

(١) أي: ﴿قُلْ﴾ متعوِّذًا: ﴿أَعُوذُ﴾ أي: ألجأ وألوذُ وأعتصمُ، ﴿بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ أي: فالق الحبِّ والنَّوى، وفالق الإصباح.

﴿قُلْ﴾ یعنی آپ اللہ کی پناہ مانگنے کے لیے کہیے: ﴿أَعُوذُ﴾ میں پناہ ڈھونڈتا ہوں اور اپنا بچاؤ تلاش کرتا ہوں، ﴿بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ "رب فلق کے ذریعے"۔ یعنی جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اور صبح کو نمودار کرتا ہے۔

(٢) ﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ وهذا يشمل جميع ما خلق الله من إنسٍ وجنٍّ وحيوا ناتٍ؛ فيُستعاذ بخالقها من الشَّرِّ الَّذي فيها.

﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ "ہر چیز کے شر سے جو اس نے بنائی"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات، انسان، جنات اور حیوانات سب کو شامل ہے۔ لہٰذا ان کے اندر موجود شر سے، ان کے پیدا کرنے والے کی پناہ مانگی جاتی ہے۔

(٣) ثمَّ خصَّ بعدما عمَّ فقال: ﴿ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴾ أي: من شرِّ مايكون في اللَّيل حين يغشى النَّاسَ، وتنتشر فيه كثيرٌ من الأرواح الشِّرِّيرة والحيوانات المؤذية.

پھر اللہ تعالیٰ نے عام چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد خاص چیزوں کا ذکر کیا، فرمایا:﴿ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴾ "اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھاجائے"۔یعنی میں اس شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو رات کے اندر ہوتا ہے، جب وہ لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے (یعنی اندھیرا پھیل جاتا ہے)۔اور اس میں بہت سی شریر ارواح اور موذی حیوانات پھیل جاتے ہیں۔

(٤) ﴿ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِي ٱلۡعُقَدِ ﴾ أي: ومن شرِّ السَّواحر اللَّاتي يَسْتَعِنَّ على سحرهنَّ بالنَّفْثِ في العقد الَّتي يَعْقِدْنَها على السِّحر.

﴿ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِي ٱلۡعُقَدِ ﴾ یعنی جادو کرنے والی عورتوں کے شر سے جو اپنے جادو کے ذریعہ گرہوں میں پھونکوں سے کام لیتی ہیں جن کو وہ جادو کے لیے باندھتی ہیں۔

(٥) ﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾ والحاسدُ هو الَّذي يحبُّ زوال النِّعمة عن المحسود، فيسعى في زوالها بما يقدر عليه من الأسباب، فاحتيج إلى الاستعاذة بالله من شرِّه وإبطال كيده، ويدخل في الحاسد العائنُ؛ لأنَّه لا تصدر العين إلَّا من حاسدٍ شرِّيرِ الطَّبع خبيث النَّفس.

﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾ "اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے"۔حاسد وہ ہے جو محسود کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور ان تمام اسباب کے ذریعے جن پر وہ قادر ہے، اس کی نعمت کے زوال کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ نظر لگانے والا بھی حاسد ہی شمار ہوتا ہے، کیوں کہ نظر بد صرف حاسد، شریر الطبع اور خبیث النفس شخص ہی سے صادر ہوتی ہے۔

فهذه السُّورة تضمَّنت الاستعاذة من جميع أنواع الشُّرور عمومًا وخصوصًا، ودلَّت على أنَّ السِّحر له حقيقةٌ يُخشى من ضرره ويُستعاذ بالله منه ومن أهله.

یہ سورۂ کریمہ، عام طور پر اور خاص طور پر شر کی تمام قسموں سے پناہ چاہنے کو شامل ہے، اور جادو کی حقیقت اور اس سے پناہ مانگنے پر دلالت کرتی ہے۔ جیساکہ اس میں جادو کی حقیقت پر دلیل موجود ہے، چنانچہ اس کے ضرر سے خوف محسوس کیا جاتا ہے اور اس سے اور ساحر کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔

[تفسير سورة النَّاس وهي مدنيَّة]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝٤ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦﴾.

(١-٦) وهذه السُّورة مشتملةٌ على الاستعاذة بربِّ النَّاس ومالكهم وإلهِهم من الشَّيطان، الَّذي هو أصل الشُّرور كلِّها ومادَّتها، الَّذي من فتنته وشرِّه أنَّه ﴿يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ﴾؛ فيحسِّن لهم الشَّرَّ، ويريهم إيَّاه في صورةٍ حسنةٍ، وينشِّط إرادتهم لفعله، ويثبِّطهم عن الخير، ويريهم إيَّاه في صورةٍ غير صورته، وهو دائمًا بهذه الحال، يوسوس ثمَّ يخنِسُ، أي: يتأخَّر عن الوسوسة إذا ذكر العبد ربَّه واستعان به على دفعه، فينبغي له أن يستعين ويستعيذ ويعتصم بربوبيَّة الله للنَّاس كلِّهم، وأنَّ الخلق كلَّهم داخلون تحت الرُّبوبيَّة والملك، فكلُّ دابَّةٍ هو آخذٌ بناصيتها، وبألوهيَّته الَّتي خلقهم لأجلها، فلا تتمُّ لهم إلَّا بدفع شرِّ عدوِّهم الَّذي يريد أن يقتَطِعَهم عنها ويحول بينهم وبينها، ويريد أن يجعلهم من حزبه؛ لِيكونوا من أصحاب السَّعير، والوسواس كما

[سورہ ناس کی تفسیر اور یہ مکی سورت ہے]

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی، [اور] لوگوں کے معبود کی [پناہ میں] وسوسہ ڈالنے والے اور پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ [خواہ] وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔

یہ سورۂ مبارکہ لوگوں کے رب، ان کے مالک اور ان کے معبود کے ذریعہ شیطان سے پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہے، جو تمام برائیوں کی جڑ اور ان کا مادہ ہے، جس کا ایک فتنہ اور شر، یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، برائی کو انتہائی خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور اس کے ارتکاب کے لیے ان میں نشاط پیدا کرتا ہے۔ وہ انہیں بھلائی سے باز رکھتا ہے، وہ ہمیشہ اسی حال میں رہتا ہے۔ وہ وسوسہ ڈالتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے، یعنی جب بندہ مومن اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کو دفع کرنے کے لیے اپنے رب کی مدد چاہتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

بندے کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذریعے جو تمام لوگوں میں عام ہے، مدد طلب کرے اور اسی کی پناہ میں آکر اپنا بچاؤ کرے۔ تمام مخلوقات اس کی ربوبیت اور بادشاہی کے تحت ہیں، اور تمام جاندار اس کی قدرت و اختیار کے دائرے میں ہیں۔ نیز بندہ اللہ کی الوہیت کے ذریعہ پناہ حاصل کرے جس کے لئے اس نے ان سب کی تخلیق فرمائی، اور ان کے لیے یہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ان کے دشمن کے شر کو دفع نہ کیا جائے جو انہیں الوہیت وعبادت سے دور کرنا اور ان کے اور رب تعالیٰ کی عبادت کے درمیان حائل ہونا چاہتا ہے، مردود چاہتا ہے کہ لوگ اس کے گروہ میں شامل ہو کر جہنمی بن جائیں۔

يكون من الجنِّ يكون من الإنس، و لهذا قال: ﴿ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ﴾.

وسوسہ جس طرح جنات کی طرف سے ہوتا ہے، اسی طرح انسانوں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ﴾ وسوسہ ڈالنے والا خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

والحمد لله ربِّ العالمين أوَّلًا وآخرًا و ظاهرًا وباطنًا، ونسأله تعالى أن يتمَّ نعمته، وأن يعفو عنَّا ذنوبنا الَّتي حالت بيننا وبين كثيرٍ من بركاته، وخطايا وشهواتٍ ذهبت بقلوبنا عن تدبُّر آياته، ونرجوه ونأمل منه أن لا يحرمنا خير ما عنده بشرِّ ما عندنا؛ فإنَّه لا ييأس من روح الله إلَّا القوم الكافرون، ولا يقنط من رحمته إلَّا الضَّالُّون، وصلَّى الله وسلَّم على رسوله محمَّدٍ وعلى آله وصحبه أجمعين، صلاةً وسلامًا دائمين متواصلين أبد الأوقات، والحمد لله الَّذي بنعمته تتمُّ الصَّالحات.

والحمدللہ رب العالمین اولاوآخرا، ظاھرا وباطنا۔ اول وآخر اور ظاہر وباطن تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہاں کا رب ہے اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنی نعمت پوری کردے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے جو ہمارے اور اس کی بہت سی برکتوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں، اور ان خطاؤں اور خواہشات نفسانی کو بھی دور کردے جو اس کی آیتوں میں تدبر کرنے سے ہمارے دلوں کو غافل کر دیتی ہیں، اور ہم اس سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے شر کی وجہ سے اپنے خیر سے محروم نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ اور دائمی وپیہم درود وسلام نازل ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام آل واصحاب پر اور تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی نعمتوں سے تمام نیک کام پورے ہوتے ہیں۔

الكتاب الثَّاني:

«الأربعون في مباني الإسلام وقواعد الأحكام»

المشهور بـ: «الأربعون النَّوويَّة»

للعلَّامة:

أبي زكريَّا يحي بن شرفٍ الحزاميِّ النَّوويِّ رحمه الله

اسم المترجم:	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	مترجم:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المقدّمة	مقدمه
الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، قَيُّومِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِينَ، مُدَبِّرِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ، بَاعِثِ الرُّسُلِ -صَلَوَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ- إِلَى الْمُكَلَّفِينَ؛ لِهِدَايَتِهِمْ وَبَيَانِ شَرَائِعِ الدِّينِ، بِالدَّلَائِلِ الْقَطْعِيَّةِ وَوَاضِحَاتِ الْبَرَاهِينِ، أَحْمَدُهُ عَلَى جَمِيعِ نِعَمِهِ، وَأَسْأَلُهُ الْمَزِيدَ مِنْ فَضْلِهِ وَكَرَمِهِ.	ہر قسم کی حمد وثنا اللہ رب العالمین کے لئے جو آسمانوں اور زمینوں کا سنبھالنے والا، تمام مخلوقات کی تدبیر کرنے والا، قطعی دلائل اور واضح براہین کے ساتھ بندوں کی ہدایت اور دین وشریعت کی وضاحت کے لئے رسولوں کا بھیجنے والا ہے۔ میں اس کی تمام نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے مزید فضل وکرم کا طالب ہوں۔
وَأَشْهَدُ أَلَّا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، الْكَرِيمُ الْغَفَّارُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَحَبِيبُهُ وَخَلِيلُهُ، أَفْضَلُ الْمَخْلُوقِينَ، الْمُكَرَّمُ بِالْقُرْآنِ الْعَزِيزِ، الْمُعْجِزَةِ الْمُسْتَمِرَّةِ عَلَى تَعَاقُبِ السِّنِينَ، وَبِالسُّنَنِ الْمُسْتَنِيرَةِ لِلْمُسْتَرْشِدِينَ، الْمَخْصُوصُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَسَمَاحَةِ الدِّينِ، صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، وَآلِ كُلٍّ وَسَائِرِ الصَّالِحِينَ.	اور شہادت دیتا ہوں کہ واحد قہار اور کریم وغفار اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندوے اور رسول ہیں، اس کے حبیب اور خلیل ہیں، مخلوقات میں افضل ہیں۔ قرآن مجید کے ذریعہ آپ کو عزت بخشی گئی، جو صدیاں گذرنے کے باوجود ایک باقی رہنے والا معجزہ ہے، اور آپ کی سنتوں کے ذریعہ تکریم فرمائی جو رشد وہدایت کے متلاشیوں کے لئے مینارۂ نور ہیں۔ آپ کو جامع کلمات اور آسان دین سے سرفراز فرمایا گیا۔ آپ پر اور تمام نبیوں اور رسولوں پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمتیں نازل ہوں، اور ہر ایک کے آل پر اور سارے نیک بندووں پر۔
أَمَّا بَعْدُ؛ فَقَدْ رُوِّينَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ،	امابعد: طرق کثیرہ اور روایات متنوعہ کے ذریعہ علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، ابن

وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ڤ أَجْمَعِينَ= مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَاتٍ بِرِوَايَاتٍ مُتَنَوِّعَاتٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «**مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ**»، وَفِي رِوَايَةٍ: «**بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا عَالِمًا**»، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الدَّرْدَاءِ: «**وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا**»، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ: «**قِيلَ لَهُ: ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ**»، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ: «**كُتِبَ فِي زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ، وَحُشِرَ فِي زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ**».

عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میری امت کے لئے اس کے دین کے بارے میں چالیس احادیث محفوظ کردی، اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت علماء اور فقہاء کی جماعت میں اٹھائے گا“۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”اسے عالم اور فقیہ بنا کر اٹھائے گا“۔ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: ”میں بروز قیامت اس کا سفارشی اور گواہ رہوں گا“۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہتے ہو داخل ہو جاؤ“۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”اس کا نام علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور شہداء کی جماعت میں اس کا حشر ہو گا“۔

وَاتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلَى أَنَّهُ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ؛ وَإِنْ كَثُرَتْ طُرُقُهُ.

مذکورہ حدیث کی بہت سی سندیں ہونے کے باوصف حفاظ حدیث اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ ڤ فِي هَذَا الْبَابِ مَا لَا يُحْصَى مِنَ الْمُصَنَّفَاتِ، فَأَوَّلُ مَنْ عَلِمْتُهُ صَنَّفَ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارِكِ، ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ أَسْلَمَ الطُّوسِيُّ الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ، ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ الْآجُرِّيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَصْفَهَانِيُّ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ، وَالْحَاكِمُ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَأَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ، وَأَبُو عُثْمَانَ

لیکن علماء نے اس باب میں بے شمار تصنیفات کی ہیں۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلی تصنیف عبد اللہ بن مبارک کی ہے، پھر عالم ربانی محمد بن اسلم طوسی کی، پھر حسن بن سفیان النسوی، ابو بکر آجُرّی، ابو بکر محمد بن ابراہیم اصفہانی، دار قطنی، حاکم، ابونعیم، ابو عبد الرحمن السلمی، ابوسعد المالینی، ابو عثمان الصابونی، محمد بن عبد اللہ

الصَّابُونِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ..، وَخَلَائِقُ لَا يُحْصَوْنَ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَأَخِّرِينَ.

الأنصاری، ابو بکر بیہقی، اور ان کے سوا متقدمین ومتاخرین میں سے بے شمار لوگوں کی تصانیف ہیں۔

وَقَدْ اسْتَخَرْتُ اللهَ تَعَالَى فِي جَمْعِ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا اقْتِدَاءً بِهَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ وَحُفَّاظِ الْإِسْلَامِ.

ان ائمۂ اعلام اور حفاظ اسلام کی اقتدا کرتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث جمع کرنے کے لئے اللہ تعالی سے استخارہ کیا۔

وَقَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، وَمَعَ هَذَا فَلَيْسَ اعْتِمَادِي عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ؛ بَلْ عَلَى قَوْلِهِ ﷺ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ: «**لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ**»، وَقَوْلُهُ ﷺ: «**نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا**».

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اس کے باوجود میرا اعتماد اس حدیث پر نہیں ہے بلکہ صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال پر ہے: "تم میں سے حاضر لوگ غائب لوگوں تک پہنچادیں"۔ (متفق علیہ)، اور "اللہ تعالی اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد رکھا پھر جس طرح سنا تھا اسے پہنچادیا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح قرار دیا ہے)۔

ثُمَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ جَمَعَ الْأَرْبَعِينَ فِي أُصُولِ الدِّينِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْفُرُوعِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْجِهَادِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الزُّهْدِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْآدَابِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْخُطَبِ، وَكُلُّهَا مَقَاصِدُ صَالِحَةٌ رَضِيَ اللهُ عَنْ قَاصِدِيهَا.

کچھ علماء نے اصول دین کی چالیس حدیثیں جمع کی ہیں اور بعض نے فروع دین کی، کسی نے جہاد کے موضوع پر جمع کی ہیں اور کسی نے آداب کے، اور کسی نے خطبات جمع کئے ہیں، یہ سب نیک مقاصد ہیں، اللہ ان کی کاوشیں قبول فرمائے۔

وَقَدْ رَأَيْتُ جَمْعَ أَرْبَعِينَ أَهَمَّ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ، وَهِيَ أَرْبَعُونَ حَدِيثًا مُشْتَمِلَةٌ عَلَى جَمِيعِ ذَلِكَ، وَكُلُّ حَدِيثٍ مِنْهَا قَاعِدَةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الدِّينِ، قَدْ وَصَفَهُ الْعُلَمَاءُ بِأَنَّ مَدَارَ الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ، أَوْ هُوَ نِصْفُ الْإِسْلَامِ أَوْ ثُلُثُهُ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ.

میں نے ان سب سے زیادہ اہم ایسی چالیس احادیث جمع کرنے کا خیال کیا جو ان تمام موضوعات پر مشتمل ہوں، اور ہر حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہو، جس کے بارے میں علماء نے یہ فرمایا ہو کہ اس پر دین کا مدار ہے، یا وہ نصف اسلام یا ایک تہائی اسلام ہے، یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہی گئی ہو۔

ثُمَّ أَلْتَزِمُ فِي هٰذِهِ «الْأَرْبَعِينَ» أَنْ تَكُونَ صَحِيحَةً، وَمُعْظَمُهَا فِي صَحِيحَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، وَأَذْكُرُهَا مَحْذُوفَةَ الْأَسَانِيدِ؛ لِيَسْهُلَ حِفْظُهَا وَيَعُمَّ الِانْتِفَاعُ بِهَا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ أُتْبِعُهَا بِبَابٍ فِي ضَبْطِ خَفِيِّ أَلْفَاظِهَا.

میں ان چالیس احادیث کی صحت کا التزام کروں گا، جن میں اکثریت صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ہو گی جسے میں نے بحذف سند بیان کیا ہے ہیں تاکہ انھیں یاد کرنے اور ان سے نفع اٹھانے میں ان شاء اللہ سہولت ہو گی۔ پھر اخیر میں ایک مستقل باب، مشکل و مخفی الفاظ کے ضبط (حرکات) اور معنی کو بیان کرنے کے لئے ذکر کروں گا۔

وَيَنْبَغِي لِكُلِّ رَاغِبٍ فِي الْآخِرَةِ أَنْ يَعْرِفَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ؛ لِمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْمُهِمَّاتِ، وَاحْتَوَتْ عَلَيْهِ مِنَ التَّنْبِيهِ عَلَى جَمِيعِ الطَّاعَاتِ، وَذَلِكَ ظَاهِرٌ لِمَنْ تَدَبَّرَهُ.

آخرت کی رغبت رکھنے والے ہر شخص کو ان احایث کا علم حاصل کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بہت اہم امور پر مشتمل ہیں۔ جملہ اطاعت کے کاموں پر متنبہ کرنے والی ہیں۔ ذرا سا غور کرنے سے یہ بات ہر شخص پر ظاہر ہے۔

وَعَلَى اللهِ الْكَرِيمِ اعْتِمَادِي، وَإِلَيْهِ تَفْوِيضِي وَاسْتِنَادِي، وَلَهُ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ، وَبِهِ التَّوْفِيقُ وَالْعِصْمَةُ.

اللہ ہی پر میرا اعتماد ہے۔ میں اسی کو اپنے امور سونپتا ہوں۔ اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے۔ تمام نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں۔ توفیق وحفاظت اسی کی طرف سے ہے۔

الحديث الأوَّل

عَنْ أَمِيرِ الْـمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْـخَطَّابِ ڤ؛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «**إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الله وَرَسُولِهِ؛ فَهِجرَتُهُ إِلَى الله وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا؛ فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ**».

رَوَاهُ إِمَامَا الْـمُحَدِّثِينَ أَبُو عَبْدِ الله مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بنِ الْـمُغِيرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْبُخَارِيُّ الْـجُعْفِيّ، وَأَبُو الْـحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْـحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ فِي «صَحِيحَيْهِمَا» اللَّذَيْنِ هُمَا أَصَحّ الْكُتُبِ الْـمُصَنَّفَةِ.

پہلی حدیث

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیّت کی۔ چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف صحیح اور حقیقی ہجرت ہوگی، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔“

اسے محدثین کے دو اماموں: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن مغیرۃ بن بردزبہ البخاری الجعفی (حدیث نمبر: ۱) اور امام ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیساپوری (حدیث نمبر: ۱۹۰۷) -اللہ ان دونوں سے راضی ہو- نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی ہے، جو (حدیث کی) تمام تصنیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

الحديث الثَّاني

عَنْ عُمَرَ ڤ أَيْضًا؛ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلوسٌ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ؛ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى

دوسری حدیث

عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر نہ سفر کے کوئی آثار دکھائی دے رہے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے

النَّبِيِّ ﷺ؛ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ.

پہچانتا تھا۔ (وہ آیا) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اس طرح بیٹھا کہ اس نے اپنے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملادیے اور اپنی ہتھیلیوں کو آپ کے دونوں رانوں پر رکھ دئے۔

وَقَالَ: يا مُحَمَّدُ؛ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**الْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا**»، قَالَ: صَدَقْتَ؛ فَعَجِبْنَا لَهُ: يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ!

اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتلایئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو بشرطیکہ وہاں وہاں تک پہونچنے کی استطاعت ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ (عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کررہا ہے اور خود ہی آپ کی تصدیق کررہا ہے۔

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «**أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ**»، قَالَ: صَدَقْتَ.

اس نے پھر سوال کیا: مجھے ایمان کے بارے میں بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نیز اچھی اور بری تقدیر (کے اللہ کی طرف سے ہونے) پر ایمان لاؤ۔
اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «**أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ**».

پھر پوچھا: مجھے احسان کے بارے میں بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ خیال نہیں کرسکتے کہ تم

اسے دیکھ رہے ہو تو (کم از کم یہ خیال رہے کہ) یقیناً وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ: «مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ».

اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔"

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ».

اس نے کہا: تو مجھے اس کی علامتوں کے بارے میں بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن، غریب ومحتاج بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بناکر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

ثُمّ انْطَلَقَ. فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ، أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پھر وہ شخص چلا گیا اور میں کچھ عرصہ تک ٹھہرا رہا۔ پھر (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔ اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۸) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّالث

تیسری حدیث

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰـــن عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ [بْنِ الخَطَّابِ] ﵄؛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بُنِيَ الإِسْـــلامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور

وَأَنَّ مُحَمَّدًا عبدُه ورسُـوله، وَإِقَامِ الصَّـلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، خانہ کعبہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر:۸) اور امام مسلم (حدیث نمبر:۱٦) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الرَّابع	چوتھی حدیث

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَـٰـنِ عَبْدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ ﵁، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْـمَـصْدُوق: «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْـغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَـلُ الْـمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَو الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ؛ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْـجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْـبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْـجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کے مادۂ تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے، پھر اتنے ہی دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اور اسے چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کا رزق، مدتِ عمر، عمل اور (وہ) نیک بخت ہے یا بد بخت۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تم میں سے کوئی جنت والوں کا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے بیچ صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، تو اس پر نوشتۂ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ جہنم والوں کا عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی جہنم والوں کا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے بیچ صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا

غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر:۳۲۰۸) اور امام مسلم (حدیث نمبر:۲۶۴۳) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الخامس

عَنْ أمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ الله عَائِشَةَ ف؛ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «**مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هـٰذا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ**».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: «**مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ**»، وَقَدْ عَلَّقَهَا الْبُخَارِيُّ.

پانچویں حدیث

ام المؤمنین ام عبداللہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود (ناقابلِ قبول) ہے۔"

اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۲۶۹۷) اور امام مسلم (حدیث نمبر:۱۷۱۸) نے روایت کیا ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ نامقبول ہے۔"

الحديث السَّادس

عَنْ أَبِي عَبْدِ الله النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ﭭ؛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «**إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ؛ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ**

چھٹی حدیث

ابو عبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "یقیناً حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص شبہہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا، اور جو شبہ والی چیزوں

يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو کسی محفوظ چراہ گاہ کے ارد گرد چراتا ہے، تو قریب ہے کہ جانور اس چراگاہ میں سے بھی چر لے۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراہ گاہ ہوتی ہے (جس میں کسی رعیت کو جانور چرانے کی اجازت نہیں ہوتی) آگاہ رہو! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ آگاہ رہو! جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، جان لو! وہ دل ہے۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۵۲) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۵۹۹) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّابع

عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ تَمِيمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ ﭬ؛ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ»، قُلْنَا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «للهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ساتویں حدیث

ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا: کس کی خیر خواہی کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے حاکموں کی اور ان کے عام لوگوں کی۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۵۵) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّامن

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﭭ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ،

آٹھویں حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

فإذا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ تَعَالَى». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.	نہیں اور یہ کہ محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اللہ کے (سچے) رسول ہیں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرلیں گے تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ تعالی پر ہے۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۲۵) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۲) نے روایت کیا ہے۔
الحديث التَّاسع	**نویں حدیث**
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ الدَّوْسِيِّ ؓ؛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ [فَأْتُوا] مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ، وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.	ابو هریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا: "میں تمہیں جس چیز سے روک دوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ، یقیناً تم سے اگلے لوگوں کو کثرت سوال اور اپنے نبیوں سے اختلاف نے ہلاک کردیا۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۷۲۸۸) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۳۳۷) نے روایت کیا ہے۔
الحديث العاشر	**دسویں حدیث**
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا﴾	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے۔ اور اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا، چنانچہ ارشاد فرمایا: "(اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔) نیز ارشاد فرمایا: (اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم

[المؤمنون:٥١]، وقال: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَـٰتِ مَا رَزَقْنَـٰكُمْ﴾[البقرة:١٧٢].

ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ؛ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ۔) پھر آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلود ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے کہتا ہے: ”اے میرے رب! اے میرے رب!“ حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام ہے، اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو؟“ اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ١٠١٥) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الحادي عشر

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سِبْطِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَيْحَانَتِهِ ؓ؛ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ».

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

گیارہویں حدیث

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور آپ کی خوشبو ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ (سے سن کر) یہ بات یاد کر رکھی ہے: ”جس چیز میں تمہیں شک ہو، اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرلو جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو۔“ اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ٢٥٢٠) اور امام نسائی (حدیث نمبر: ٥٧١١) نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

الحديث الثَّاني عشر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ؛ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ: تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ».

حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَغَيْرُهُ هَكَذَا.

بارہویں حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اسے کوئی سروکار نہیں۔“ یہ حدیث حسن ہے اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ٢٣١٨) اور امام ابن ماجہ (حدیث نمبر: ٣٩٧٦) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّالث عشر

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﵁ -خَادِمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «**لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ**».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

تیرھویں حدیث

رسول اللہ ﷺ کے خادم ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۱۳) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۴۵) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الرَّابع عشر

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﵁؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبِ الزَّانِي، وَالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكِ لِدِينِهِ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ**».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

چودھویں حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان آدمی کا خون بہائے (قتل کرے)، مگر جب تین صورتوں میں سے کوئی صورت پائی جائے: شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان اور اپنے دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہونے والا (یعنی مرتد)۔“ اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۶۸۷۸) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۶۷۶) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الخامس عشر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «**مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ: فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ:**

پندرھویں حدیث

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے، یا پھر خاموش رہے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت

فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ: فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيّ وَمُسْلِمٌ.

کرے۔"اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ٦٠١٨) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ٤٧) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّادس عشر	سولھویں حدیث
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﭬ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ»، فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے درخواست کی: مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو۔" اس شخص نے اپنی (وہی) درخواست کئی بار دہرائی۔ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ٦١١٦) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّابع عشر	سترھویں حدیث
عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ ﭬ؛ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ ﻷ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ؛ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ؛ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	ابو یعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تمہیں چاہیے کہ اپنی چھری تیز کر لو اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچاؤ۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ١٩٥٥) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّامن عشر	اٹھارھویں حدیث
عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﭭ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؛ قَالَ: «اتَّقِ	ابو ذر جندب بن جنادۃ اور ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم جہاں کہیں بھی رہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اور (اگر) بدی (صادر ہو جائے

اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ».

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: (حَدِيثٌ حَسَنٌ)، وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ: (حَسَنٌ صَحِيحٌ).

تو اس) کے بعد نیکی کر لیا کرو تاکہ یہ بُرائی کو مٹا دے، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آو۔"

اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ۱۹۸۷) نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اور بعض نسخوں میں "حسن صحیح" ہے۔

الحديث التَّاسع عشر

انیسویں حدیث

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «يَا غُلَامُ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ».

رَوَاهُ التِّرْمِذِي، وَقَالَ: (حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ).

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں ایک دن (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لڑکے! میں تجھے چند (اہم) باتیں بتلاتا ہوں (انھیں یاد رکھ): تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر! وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو مانگے تو صرف اللہ سے مانگ، اور جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ سے مدد طلب کر۔ اور یہ بات جان لے کہ اگر ساری امت بھی اکٹھا ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو اس سے زیادہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھا ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔"

اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ۲۵۱۶) نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِي: «احْفَظِ الله تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى الله فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا».

سنن ترمذی کے علاوہ ایک دوسری روایت میں ہے: "تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ تو خوش حالی میں اللہ کو پہچان اور اس کی طرف توجہ رکھ، وہ تجھے سختی اور مصیبت میں پہچانے گا، اور جان لے جو کچھ تجھ سے چوک گیا وہ تجھے پہنچنے والا نہ تھا، اور جو کچھ تجھے پہنچ گیا وہ تجھ سے چوکنے والا نہیں تھا۔ نیز جان لے کہ (اللہ کی) مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے اور دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔"

الحديث العشرون

بیسویں حدیث

وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلے انبیا علیہم السلام کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے حاصل کیں، ان میں سے یہ بھی ہے کہ جب تو شرم وحیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۳۴۸۳) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الحادي والعشرون

اکیسویں حدیث

عَنْ أَبِي عَمْرٍو -وَقِيلَ: أَبِي عَمْرَةَ- سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الله ؓ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله، قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا، لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ. قَالَ: «قُلْ آمَنْتُ بِالله ثُمَّ اسْتَقِمْ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ابو عمرو (بعض کے نزدیک ابو عمرہ) سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتا دیں کہ مجھے اس کے بارے میں آپ کے بعد کسی اور سے سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کہو: "میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔"

اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۳۸) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّاني والعشرون

عَنْ أَبِي عَبْدِ الله جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله الْأَنْصَارِي ؓ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ، وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا: أَأَدْخُلُ الجَنَّةَ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَمَعْنَى (حَرَّمْتُ الْحَرَامَ) اجْتَنَبْتُهُ.

وَمَعْنَى (أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ) فَعَلْتُهُ مُعْتَقِدًا حِلَّهُ.

بائیسویں حدیث

ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے بتلائیے اگر میں فرض نمازیں ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے زیادہ کوئی عمل نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“۔ اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۵) نے روایت کیا ہے۔

حرام کو حرام سمجھنے کا مطلب اس سے اجتناب کرنا ہے۔

اور حلال کو حلال سمجھنا، یعنی اس کی حلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اسے استعمال کرنا۔

الحديث الثَّالث والعشرون

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الأَشْعَرِيِّ ؓ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «**الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لله تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله تَمْلَآنِ - أَوْ: تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ. كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو؛ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ، فَمُعْتِقُهَا، أَوْ مُوبِقُهَا**».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تئیسویں حدیث

ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پاکیزگی نصف ایمان ہے اور الحمد اللہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا، یہ آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے۔ نماز نور ہے اور صدقہ واضح دلیل ہے اور صبر روشنی ہے، اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے۔ ہر شخص صبح کے وقت نکلتا ہے اور اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اسے یا تو آزاد کرنے والا ہے یا اسے ہلاک کرنے والا ہے۔“

اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۲۳) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الرَّابع والعشرون	چوبیسویں حدیث
وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ الغِفَارِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا رَوَى عَنْ رَبِّهِ ؕ؛ أَنَّهُ قَالَ: «يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا؛ فَلَا تَظَالَمُوا.	ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: "اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔
يَا عِبَادِي؛ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ؛ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ.	اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت سے نواز دوں، پس تم مجھ ہی سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔
يَا عِبَادِي؛ كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ؛ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ.	اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، پس تم مجھ ہی سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا دوں گا۔
يَا عِبَادِي؛ كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ؛ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ.	اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس تم مجھ ہی سے لباس مانگو میں تمہیں لباس دوں گا۔
يَا عِبَادِي؛ إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا؛ فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ.	اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخش دیتا ہوں پس تم مجھ ہی سے بخشش مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا۔
يَا عِبَادِي؛ إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي.	اے میرے بندو! تم سب کی رسائی مجھے نقصان پہنچانے تک نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہاری رسائی مجھے نفع پہنچانے تک ہو سکتی ہے کہ تم مجھے نفع پہنچاؤ۔
يَا عِبَادِي؛ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ، وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ؛ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا.	اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے لوگ اور تمہارے انس و جن، تم میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ کرے گا۔

يَا عِبَادِي؛ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ، وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا.

اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے کے لوگ اور تمھارے آخر کے لوگ اور تمھارے انسان اور تمھارے جنّات، تم میں سب سے زیادہ فاجر شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ کمی نہ کرے گا۔

يَا عِبَادِي؛ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ، وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ؛ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي، إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ.

اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے کے لوگ اور تمھارے آخر کے لوگ، اور تمھارے انسان اور تمھارے جنّات، ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کی طلب کردہ چیز دے دوں تو اس سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے بعد (پانی میں) کمی کرتی ہے۔

يَا عِبَادِي؛ إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا؛ فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا؛ فَلْيَحْمَدِ اللهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ؛ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اے میرے بندو! یہ تمھارے اعمال ہیں جنھیں میں شمار کر رہا ہوں پھر میں تمھیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۵۷۷) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الخامس والعشرون

پچیسویں حدیث

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ‌ؓ -أَيْضًا-: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ؛ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ! قَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ؟! إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ

ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دولت مند لوگ کہیں (زیادہ) اجر لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، (اس پر مزید) وہ اپنے فاضل مالوں میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اللہ نے تمھارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بے شک ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ اکبر

صَـدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالمعْرُوفِ صَـدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ».

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ؛ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ، وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟! قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَـعَهَا فِي حَرَامٍ؛ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَـعَهَا فِي الْـحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور تم میں سے کسی کا اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے"۔

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے، کیا اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بھلا بتلاؤ! اگر وہ اسے حرام جگہ سے پوری کرے تو اسے گناہ ہوگا؟ اسی طرح جب وہ اسے حلال طریقے سے پوری کرے گا تو اسے اجر ملے گا۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۰۰۶) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّادس والعشرون

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَومٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ؛ تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَـدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَـدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِـيهَا إِلَى الصَّـلَاةِ صَـدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

چھبیسویں حدیث

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ تمہارا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، اور کسی آدمی کو اس کی سواری پر بٹھانے یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، اور ہر اس قدم میں، جس سے چل کر تو نماز کی طرف جائے صدقہ ہے۔ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔" اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ۲۹۸۹) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۰۰۹) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّابع والعشرون

عَنِ النَّوَاسِ بنِ سَمْعَانَ ﵁، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ قَالَ: «البِرُّ: حُسْنُ الْـخُلُقِ، وَالْإِثْمُ: مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ستائیسویں حدیث

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تمھارے دل میں کھٹکے اور اس پر لوگوں کا مطلع ہونا تمھیں ناگوار ہو۔“ اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۵۵۳) نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ ﵁؛ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: «اسْتَفْتِ قَلْبَكَ؛ الْبِرُّ: مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالإِثْمُ: مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ».

حَدِيثٌ حَسَنٌ، رُوِّينَاهُ فِي مُسْنَدَيْ الإِمَامَيْنِ أَحْمَدَ ابنِ حَنْبَلٍ وَالدَّارِمِي، بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟“ میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے دل سے پوچھو، نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہو اور دل راضی ہو جائے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور اس کی بابت سینے میں تردد ہو، اگرچہ لوگ تجھے (اس کے جواز کا) فتویٰ دیں اور تجھے فتویٰ دیں۔“ یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث امام احمد کی مسند (۴/۲۲۷) اور امام دارمی کی مسند (۲/۲۴۶) میں حسن اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

الحديث الثَّامن والعشرون

وَعَنْ أَبِي نَجِيحٍ العِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ﵁؛ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً، وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ؛ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا، فَقَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ ﷻ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْـخُلَفَاءِ

اٹھائیسویں حدیث

ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک موثر وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو گویا کسی الوداع کہنے والے کے وعظ کی طرح ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور (امیر کی بات) سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر بن جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے

الرَّاشِدِينَ الْـــمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ».

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: (حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ).

جو (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ یقیناً بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، انہیں دانتوں سے خوب جکڑ لینا اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اسے امام ابو داود (حدیث نمبر: ۴۶۰۷) اور امام ترمذی (حدیث نمبر: ۲۶۶) نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

الحديث التَّاسع والعشرون	انتیسویں حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ؛ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ؛ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے

قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ».

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ایک عظیم چیز کا سوال کیا ہے لیکن یہ اس کے لیے آسان ہے جس پر اللہ آسان فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْـــخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْـــخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْـــمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ».

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور آدمی کا رات کے درمیان نماز پڑھنا۔

ثُمَّ تَلَا: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُونَ﴾ [السَّجدة:١٦-١٧].

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" (ترجمہ: ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں) یہاں تک کہ آپ "يَعْمَلُونَ" (جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے) تک پہنچ گئے۔

ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ، وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ الله.

پھر فرمایا: کیا میں تمھیں دین کا سر، اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول (ضرور بتلائیں)

قَالَ: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ».

آپ ﷺ نے فرمایا: دین کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔

ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ الله.

پھر فرمایا: کیا میں تمھیں ان سب کے اصل کی خبر نہ دوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول!

فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، وَقَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا».

آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے قابو میں رکھو۔

قُلْتُ: يَا نَبِيَّ الله؛ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ -أَوْ قَالَ: عَلَى مَنَاخِرِهِمْ- إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ».

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم زبان کے ذریعہ جو گفتگو کرتے ہیں اس پر بھی ہماری پکڑ ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے تیری ماں گم پائے، لوگوں کو (جہنم میں) ان کے چہرے کے بل- یا پھر فرمایا ان کے نتھنوں کے بل- ان کی زبان کی کمائی (غلط استعمال) ہی کی وجہ سے پھینکا جائے گا۔ اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ۲۶۱۶) نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: (حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ).

الحديث الثَّلاثون

تیسویں حدیث

وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُومِ بْنِ نَاشِرٍ ؓ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ؛ قَالَ: «إِنَّ اللهَ ﷻ فَرَضَ فَرَائِضَ، فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ، فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ، فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا».

حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ.

ابو ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں انھیں ضائع نہ کرو۔ اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں، ان کا ارتکاب کر کے ان کی حرمت پامال نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں سے اس نے تم پر شفقت کرتے ہوئے، بغیر بھول کے، خاموشی اختیار کی ہے، چنانچہ ان کے متعلق بحث کرید نہ کرو۔“ یہ حدیث حسن ہے۔اسے امام

دار قطنی نے اپنی سنن (۴/۱۸۴) میں، اور دیگر نے روایت کیا ہے۔

الحديث الحادي و الثَّلاثون	اکتیسویں حدیث
وعَنْ أَبِي العَبَّاس سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السّاعِدِيّ ؓ قال: جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله؛ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنا عَمِلْتُهُ، أَحَبَّنِيَ اللهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا، يُحِبَّكَ اللهُ. وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ، يُحِبَّكَ النَّاسُ». حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيدَ حَسَنَةٍ.	ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جسے میں کرلوں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ، اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ، لوگ تم سے محبت کریں گے۔" یہ حدیث حسن ہے۔ اسے امام ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۴۱۰۲) وغیرہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

الحديث الثَّاني و الثَّلاثون	بتیسویں حدیث
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانَ الخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ؛ قَالَ: «لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ». حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُمَا مُسْنَدًا.	ابو سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ (ابتداءً) کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا جائز ہے (حدیث کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ "اسلام میں ضرر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو ضرر پہنچائے" یا "نہ خود کو ضرر پہنچائے اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچائے")۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے امام ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۲۳۴۱) اور امام دار قطنی (۴/۲۲۸) وغیرہ نے با سند روایت کیا ہے،

وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي «الْمُوَطَّأ» مُرْسَلًا، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسْقَطَ أَبَا سَعِيدٍ، وَلَهُ طُرُقٌ يُقَوِّي بَعْضُهَا بَعْضًا.

البتہ امام مالک نے اس حدیث کو مؤطا(۲/۷۴۶) میں بطریق عمرو بن یحیی عن ابیہ عن النبی ﷺ مرسلاً روایت کیا ہے۔ چنانچہ درمیان میں ابو سعید کا واسطہ حذف کر دیا ہے۔اس حدیث کی دیگر سندیں بھی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت بخشتی ہیں۔

الحديث الثَّالث و الثَّلاثون

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ t أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «**لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُم؛ لَكِنِ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ**».

حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ هَكَذَا، وَأَصْلُهُ فِي «الصَّحِيحَيْنِ».

تینتیسویں حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ کرنے سے حق دے دیا جائے تو لوگ دوسروں کے اموال اور خون کا دعویٰ کرنے لگیں گے۔لہذا اصول یہ ہے کہ مدعی کے ذمہ ثبوت پیش کرنا ہے اور مدعا علیہ اگر انکاری ہو تو قسم اٹھائے۔" یہ حدیث حسن ہے۔اسے امام بیہقی(سنن میں:۱۰/۲۵۲)وغیرہ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس حدیث کا کچھ حصہ صحیحین میں بھی مروی ہے۔

الحديث الرَّابع و الثَّلاثون

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ t؛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «**مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ**».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چونتیسویں حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"تم میں سے جو شخص کوئی برائی(ہوتے) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل(روک) دے۔اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے(اس کی برائی واضح کرے)اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے(برا جانے) یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر:۴۹) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الخامس و الثَّلاثون

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۏ قَالَ: قَالَ رَسُــولُ الله ﷺ: «لَا تَحَاسَــدُوا، وَلَا تَنَاجَشُــوا، وَلَا تَبَاغَضُــوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِـعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ. وَكُونُوا عِبَادَ الله إِخْوَانًا؛ الْـــمُـسْلِمُ أَخُو الْـــمُـسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ. التَّقْوَى هَاهُنَا – وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ – بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّــرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْــمُـسْلِم، كُلُّ الْـــمُسْلِمِ عَلَى الْـــمُسْلِمِ حَرَامٌ؛ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پینتیسویں حدیث

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید و فروخت کی بولی میں قیمت بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکا نہ دو۔ آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ تم میں سے ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہ کرے، اس کو بے سہارا نہ چھوڑے، اس سے جھوٹ نہ بولے اور اس کو حقیر نہ سمجھے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ الفاظ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمائے۔ کسی بھی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔۔ ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔"اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۵۶۴) نے روایت کیا ہے۔

الحديث السَّادس و الثَّلاثون

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۏ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ قَالَ: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. وَمَنْ سَــلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْـجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ

چھتیسویں حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جس نے کسی مومن کی دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کر دی، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کر دے گا۔۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کی راہ آسان

كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَـٰذَا اللَّفْظِ.

کر دیتا ہے۔ جب کوئی قوم اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور اسے آپس میں پڑھتی پڑھاتی ہے، تو ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے، (اللہ تعالی کی) رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ اور جس کا عمل اسے پیچھے کر دے، اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جاسکتا۔" اسے امام مسلم (حدیث نمبر: ۲۶۹۹) نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

الحديث السَّابع و الثَّلاثون

سینتیسویں حدیث

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قَالَ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ. ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ. وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا، كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي « صَحِيحَيْهِمَا» بِهَـٰذِهِ الْحُرُوفِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب تبارک وتعالی سے روایت کرتے ہیں کہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں۔ پھر اس کی وضاحت فرمائی: چنانچہ جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے۔ اور اگر اس نے اس کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ تک لکھ دیتا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی برائی کا اردہ کیا اور پھر اسے نہیں کیا، تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے، اور اگر اس کا ارادہ کیا اور پھر اس کا ارتکاب کر لیا تو اسے اللہ تعالیٰ صرف ایک برائی لکھتا ہے۔ اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ٦٤٩١) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۳۱) نے اپنی اپنی صحیح میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے

فَانْظُرْ يَا أَخِي وَفَّقَنِي اللهُ وَإِيَّاكَ إِلَى عَظِيمِ لُطْفِ اللهِ تَعَالَى، وَتَأَمَّلْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ.

تو دیکھیں میرے بھائی، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے عظیم لطف ومہربانی کی توفیق ارزانی فرمائے، ذرا ان الفاظ میں غور کریں۔

وَقَوْلُهُ: «**عِنْدَهُ**» إِشَارَةٌ إِلَى الِاعْتِنَاءِ بِهَا.

اللہ کا قول: «**عِنْدَهُ**» عمل کے خصوصی اہتمام کی طرف اشارہ ہے۔

وَقَوْلُهُ: «**كَامِلَةً**» لِلتَّأْكِيدِ وَشِدَّةِ الاعْتِنَاءِ بِهَا. وَقَالَ فِي السَّـيِّئَةِ الَّتِي هَمَّ بِهَا ثُمَّ تَرَكَهَا «**كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً**» فَأَكَّدَهَا بِـ«**كَامِلَةً**» وَإِنْ عَمِلَهَا، كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، فَأَكَّدَ تَقْلِيلَهَا بِـ«**وَاحِدَةً**» وَلَـمْ يُؤَكِّدْهَا بِـ(كَامِلَةً)، فَلِلَّهِ الْـحَمْدُ وَالْـمِنَّةُ، سُبْحَانَهُ لَا نُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْهِ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقِ.

اور: «**كَامِلَةً**» کہنا، تاکید اور شدت اہتمام کو بتانے کے لئے ہے، اور اس برائی کے بارے میں فرمایا جس کا ارادہ کر کے اسے چھوڑ دے ”**اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک مکمل نیکی لکھتا ہے**“، چنانچہ اس کی تاکید ”**كاملة**“ کے ذریعہ کی، اور اگر اس پر عمل کر لے تو ایک برائی لکھی جاتی ہے، اور اس کو کم بتانے کے لئے ”**واحدة**“ کا لفظ استعمال کیا، اور اس کو ”**كاملة**“ کے ذریعہ مؤکد نہیں کیا، لہٰذا ہر طرح کی حمد وثنا اور شکر واحسان اللہ ہی کے لئے ہے، وہ پاک ہے، ہم اس کی ثنا وتعریف کا شمار نہیں کر سکتے، اور تمام طرح کی توفیق اللہ کی ہی کی جانب سے ہے۔

الحديث الثَّامن و الثَّلاثون

اڑتیسویں حدیث

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﭬ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْـحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ. وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا ہے، میرا بندہ جن چیزوں سے مجھ سے قریب ہوتا ہے ان**

أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَلَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں سب سے محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اس پر فرض قرار دی ہیں، پھر نوافل کے ذریعے میرا بندہ مجھ سے برابر قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو ضرور اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں“۔

اسے بخاری (حدیث نمبر: ٦٥٠٢) نے روایت کیا ہے۔

الحديث التَّاسع والثَّلاثون

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ؛ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمَا.

انتالیسویں حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت سے غلطی، بھول چوک اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو، معاف کر دیا ہے۔“ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے امام ابن ماجہ (حدیث نمبر: ٢٠٤٥) اور امام بیہقی (سنن: ٧) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الأربعون	چالیسویں حدیث
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﭬ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ».	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے سے پکڑ کر فرمایا: "تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک پردیسی یا راہ گیر ہو۔"
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ ﭬ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: "جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو، اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو۔ اور اپنی صحت میں اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے کچھ (عمل) کرلو۔"
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	اسے امام بخاری (حدیث نمبر: ٦٤١٦) نے روایت کیا ہے۔

الحديث الحادي والأربعون	اکتالیسویں حدیث
عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الله بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﭬ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِـمَا جِئْتُ بِهِ».	ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو جائیں۔"
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، رُوِّينَاهُ فِي كِتَابِ الْـحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.	یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث ہمیں کتاب الحُجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

الحديث الثّاني والأربعون	بیالیسویں حدیث
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﭬ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ، يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى:	انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي.

يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ.

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً».

رَوَاهُ التِّرمِذِي، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

"اے آدم کی اولاد! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کیسے بھی ہوں اور میں پروا نہیں کروں گا۔

اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔

اے آدم کی اولاد! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے، پھر تو مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو گا تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کر آؤں گا۔" اسے امام ترمذی (حدیث نمبر: ۳۵۴۰) نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے بارے میں کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

الخاتمة	خاتمہ
فَهٰذَا آخِرُ مَا قَصَدْتُهُ مِنْ بَيَانِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي جَمَعَتْ قَوَاعِدَ الْإِسْلَامِ، وَتَضَمَّنَتْ مَا لَا يُحْصَى مِنْ أَنْوَاعِ الْعُلُومِ؛ فِي الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ وَالْآدَابِ، وَسَائِرِ وُجُوهِ الْأَحْكَامِ.	اسلام کے قواعد واحکام کو جمع کرنے والی جن حدیثوں کے ذکر کرنے کا میں نے قصد کیا تھا ان میں سے یہ آخری حدیث ہے، جو علم کی بے شمار قسموں کو محیط ہے، خواہ ان کا تعلق اصول وبنیاد سے ہو یا فروع سے یا آداب سے یا احکام کے دیگر تمام پہلوؤں سے۔
وَهَا أَنَا أَذْكُرُ بَابًا مُخْتَصَرًا جِدًّا فِي ضَبْطِ خَفِيِّ أَلْفَاظِهَا مُرَتَّبَةً؛ لِئَلَّا يُغْلَطَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا، وَلِيَسْتَغْنِيَ بِهَا حَافِظُهَا عَنْ مُرَاجَعَةِ غَيْرِهِ فِي ضَبْطِهَا.	اس کے جن الفاظ کا ضبط و قرأت مشکل ہے یہاں میں انہیں مرتب انداز میں ایک نہایت مختصر باب میں ذکر کر رہا ہوں، تاکہ ان کو پڑھتے وقت غلطی کا امکان نہ رہے اور

جس نے انہیں حفظ کر لیا ہے اسے ان کے ضبط کے لئے کسی اور کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہ رہے۔

ثُمَّ أَشْرَعُ فِي شَرْحِهَا -إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى- فِي كِتَابٍ مُسْتَقِلٍّ، وَأَرْجُو مِنْ فَضْلِ اللهِ تَعَالَى أَنْ يُوَفِّقَنِي فِيهِ لِبَيَانِ مُهِمَّاتٍ مِنَ اللَّطَائِفِ، وَجُمَلٍ مِنَ الْفَوَائِدِ وَالْمَعَارِفِ، لَا يَسْتَغْنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَعْرِفَةِ مِثْلِهَا، وَيَظْهَرُ لِمُطَالِعِهَا جَزَالَةُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ وَعِظَمُ فَضْلِهَا، وَمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنَ النَّفَائِسِ الَّتِي ذَكَرْتُها، وَالْمُهِمَّاتِ الَّتِي وَصَفْتُها، وَيَعْلَمُ بِهَا الْحِكْمَةَ فِي اخْتِيَارِ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الْأَرْبَعِينَ، وَأَنَّهَا حَقِيقَةٌ بِذَلِكَ عِنْدَ النَّاظِرِينَ.

پھر میں ایک مستقل کتاب میں اس کی شرح کا آغاز کروں گا -ان شاء اللہ تعالیٰ- اور میں اللہ کے فضل سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اس میں ان اہم لطائف اور باریکیوں اور مجملہ فوائد ومعارف کو بیان کرنے کی توفیق دے جن کی معرفت سے ایک مسلم بے نیاز نہیں ہو سکتا، نیز اس کے مطالعہ کرنے والوں پر ان احادیث کی عظمت اور ان کی فضیلت واہمیت، اور جن خوبیوں پر یہ حدیثیں مشتمل ہیں جن کا ذکر میں نے کیا ہے، اور جن اہم چیزوں کو یہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں جن کا وصف میں نے بیان کیا ہے یہ سبھی آشکار ہوں، لہٰذا مذکورہ باتوں کے پیش نظر ان چالیس حدیثوں کے انتخاب کی حکمت وہ جان لے گا، اور دیکھنے والوں کے سامنے ان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

وَإِنَّمَا أَفْرَدْتُهَا عَنْ هٰذَا الْجُزْءِ؛ لِيَسْهُلَ حِفْظُ الْجُزْءِ بِانْفِرَادِهِ، ثُمَّ مَنْ أَرَادَ ضَمَّ الشَّرْحِ إِلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ وَللهِ عَلَيْهِ الْمِنَّةُ بِذَلِكَ، إِذْ يَقِفُ عَلَى نَفَائِسِ اللَّطَائِفِ الْمُسْتَنْبَطَةِ مِنْ كَلَامِ مَنْ قَالَ اللهُ فِي حَقِّهِ: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝٤﴾[النجم]، وَللهِ الْحَمْدُ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَبَاطِنًا وَظَاهِرًا.

میں نے اسے اس ایک مستقل جزء میں الگ سے ذکر کیا ہے تاکہ حفظ کرنے والوں کو آسانی ہو، پھر جس کی خواہش اس کی شرح کرنے کی ہو وہ اس کی شرح کرے، اور اس سلسلے میں اس پر اللہ کا خاص کرم واحسان ہو، کیونکہ وہ اس (نبی) کے کلام سے ماخوذ بیش بہا لطائف اور باریکیوں پر مطلع ہو گا جس شخص (نبی ﷺ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ

يُوحَىٰ ﴿٤﴾ (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)۔ اول وآخر اور ظاہر وباطن ہر حال میں اللہ ہی کے لئے حمد وثناء ہے۔

بَابُ الإِشَارَاتِ إِلَى ضَبْطِ الأَلْفَاظِ الْـمُشْكِلَاتِ

مشکل الفاظ کے ضبط واعراب کی طرف اشارہ ورہنمائی کا باب

فَهٰذَا الْبَابُ وَإِنْ تَرْجَمْتُهُ بِالْـمُشْكِلَاتِ؛ فَقَدْ أُنَبِّهُ فِيهِ عَلَى أَلْفَاظٍ مِنَ الْوَاضِحَاتِ.

اس باب کا عنوان گرچہ میں نے مشکل الفاظ کی شرح رکھا ہے تاہم بعض واضح الفاظ کے معنی ومطلب کی جانب بھی رہنمائی کروں گا۔

فِي الْخُطْبَةِ «**نَضَّرَ اللهُ امْرَأً**»؛ رُوِيَ بِتَشْدِيدِ الضَّادِ وَتَخْفِيفِهَا، وَالتَّشْدِيدُ أَكْثَرُ، وَمَعْنَاهُ: حَسَّنَهُ وَجَمَّلَهُ.

خطبہ میں وارد لفظ «**نَضَّرَ اللهُ امْرَأً**» کی ضادؔ کو تشدید اور تخفیف دونوں طریقوں سے روایت کیا گیا ہے، البتہ اکثر لوگوں نے اسے تشدید کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کا معنی ہے: اسے حسین وجمیل اور خوبصورت بنائے۔

الْحَدِيثُ الأَوَّلُ:

پہلی حدیث:

❁ «أَمِيرِ الْـمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْـخَطَّابِ ﵁»؛ هُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ أَمِيرَ الْـمُؤْمِنِينَ.

«أَمِيرِ الْـمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْـخَطَّابِ ﵁» آپ سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

❁ قَوْلُهُ ﷺ: «**إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ**»؛ الْـمُرَادُ لَا تُحْسَبُ الأَعْمَالُ الشَّرْعِيَّةُ إِلَّا بِالنِّيَّةِ.

نبی ﷺ کے فرمان: «**إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ**» "تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اعمال بلانیت کے شمار نہیں کیے جاتے۔

❁ قَوْلُهُ ﷺ: «فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ»؛ مَعْنَاهُ: مَقْبُولَةٌ.

نبی ﷺ کے فرمان: «فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ» "تو اس کی ہجرت (بہ اعتبار انجام بھی) اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے" کا معنی ہے: مقبول اور کامل (ہجرت)۔

الْحَدِيثُ الثَّانِي:

دوسری حدیث:

❁ «لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ»؛ هُوَ بِضَمِّ الْيَاءِ مِنْ «يُرَى».

«لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ» "اس پر سفر کا کوئی نشان نہ تھا" «لَا يُرَى» یاء کے پیش (ضمہ) کے ساتھ، جو کہ «يُرَى» سے ہے۔

❁ قَوْلُهُ: «تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»؛ مَعْنَاهُ: تَعْتَقِدُ أَنَّ اللهَ قَدَّرَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ، وَأَنَّ جَمِيعَ الْكَائِنَاتِ بِقَضَاءِ اللهِ تَعَالَى وَقَدَرِهِ، وَهُوَ مُرِيدٌ لَهَا.

نبی ﷺ کے فرمان: «تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» "اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ" کا معنی ہے: تم یہ اعتقاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے قبل ہی خیر وشر کو مقدر کر دیا تھا، اور یہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مقدر کردہ تقدیر اور قضاء وفیصلہ کے تابع ہے، اور وہ جو ارادہ فرماتا ہے کرتا ہے۔

❁ قَوْلُهُ: «فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا»؛ هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ؛ أَيْ عَلَامَتِهَا؛ وَيُقَالُ: أَمَارُ بِلَا هَاءٍ؛ لغتان؛ لَكِنَّ الرِّوَايَةَ بِالْهَاءِ.

نبی ﷺ کے فرمان: «فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا» "مجھے اس کی علامات کے بارے میں بتائیے"، یہ ہمزہ (الف) کے زبر کے ساتھ ہے، یعنی: اس کی علامات (بتلائیں)، اور بنا ہاء کے: "امار" بھی کہا جاتا ہے، دونوں طرح کی لغت موجود ہے، لیکن حدیث میں "ہاء" کے ساتھ مروی ہے۔

۞ قَوْلُهُ: «تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا»؛ أَيْ: سَيِّدَتَهَا، وَمَعْنَاهُ: أَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِيُّ حَتَّى تَلِدَ الْأَمَةُ السُّرِّيَّةُ بِنْتًا لِسَيِّدِهَا، وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِي مَعْنَى السَّيِّدِ.

نبی ﷺ کے فرمان: «تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا» یعنی "لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی"، یعنی: اس کا سید اور آقا، اور اس کا معنی یہ ہے کہ: لونڈیوں کی کثرت ہو جائے گی، یہاں تک کہ لونڈی اپنے آقا کی لڑکی جنے گی، اور آقا کی بیٹی آقا کے ہی حکم میں ہوتی ہے۔

وَقِيلَ: يَكْثُرُ بَيْعُ السَّرَارِي، حَتَّى تَشْتَرِيَ الْمَرْأَةُ أُمَّهَا وَتَسْتَعْبِدَهَا جَاهِلَةً بِأَنَّهَا أُمُّهَا.

اور کہا گیا ہے (اس کا ایک مطلب یہ ہے) کہ: لونڈیوں کی بکثرت خرید و فروخت ہوگی، یہاں تک کہ آدمی اپنی ماں کو خریدے گا اور اسے غلامی کی زنجیر پہنادے گا اس بات سے انجان ہونے کی بنا پر کہ وہ اس کی ماں ہے (سب سے بہتر معنی، آخری زمانہ میں اولاد کی طرف سے ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ گویا ماں نے بیٹا اور بیٹی نہیں بلکہ مالک اور مالکن کو جنا ہے، والعیاذ باللہ۔ مترجم)۔

وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ، وَقَدْ أَوْضَحْتُهُ فِي «شَرْحِ صَحِيحِ مُسْلِمٍ» بِدَلَائِلِهِ وَجَمِيعِ طُرُقِهِ.

اس کے علاوہ اس کے دوسرے معانی بھی بیان کیے گئے ہیں، جن کی وضاحت میں نے "شرح صحیح مسلم" میں تمام طرق کو جمع کرنے کے ساتھ مع دلائل واضح کیا ہے۔

۞ قَوْلُهُ: «الْعَالَةَ»؛ أَيْ: الْفُقَرَاءَ، وَمَعْنَاهُ: أَنَّ أَسَافِلَ النَّاسِ يَصِيرُونَ أَصْحَابَ ثَرْوَةٍ ظَاهِرَةٍ.

نبی ﷺ کا فرمان: «الْعَالَةَ»، یعنی: فقراء، اور اس کا معنی یہ ہے کہ: نچلے درجہ کے لوگ خوب مال و دولت کے مالک بن جائیں گے۔

۞ قَوْلُهُ: «لَبِثْتُ مَلِيًّا» هُوَ بِتَشْدِيدِ الْيَاءِ، أَيْ: زَمَانًا كَثِيرًا، وَكَانَ ذَلِكَ ثَلَاثًا، هَكَذَا جَاءَ مُبَيَّنًا فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِمَا.

نبی ﷺ کا فرمان: «لَبِثْتُ مَلِيًّا» "ملیا" یاء کے تشدید کے ساتھ ہے، یعنی: ایک لمبی مدت تک، جو کہ تین دن کی مدت تھی، ابو داود اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس کی وضاحت اسی طور پر آئی ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس سے فوراً اٹھ کر چلے گئے، لہٰذا تین دن کے بعد نبی ﷺ نے انہیں سائل کی حقیقت بتلائی، البتہ جو لوگ موجود رہے انہیں بروقت بتلا دیا تھا۔ مترجم)۔

الْحَدِيثُ الخامس:

پانچویں حدیث:

۞ قَوْلُهُ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَـٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»؛ أَيْ: مَرْدُودٌ، كَالْخَلْقِ بِمَعْنَى الْمَخْلُوقِ.

نبی ﷺ کا فرمان کہ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَـٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود (نا قابل قبول) ہے"، یعنی: حدیث میں وارد لفظ "رد" مردود کے معنی میں ہے جیسے "خلق"، مخلوق کے معنی میں ہوتا ہے۔

الْحَدِيثُ السَّادس:

چھٹی حدیث:

۞ قَوْلُهُ: «فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ»؛ أَيْ: صَانَ دِينَهُ، وَحَمَى عِرْضَهُ مِنْ وُقُوعِ النَّاسِ فِيهِ.

نبی ﷺ کا فرمان: «فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ»، یعنی: اس نے اپنے دین کی حفاظت کی، اور اپنی عزت وناموس کو لوگوں کے اعتراضات اور ان کی چہ میگوئیوں سے بچا لیا۔

﴿ قَوْلُهُ: «يُوشِكُ»؛ هُوَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الشِّينِ؛ أَيْ: يُسْرِعُ وَيَقْرُبُ.

نبی ﷺ کا فرمان: «يُوشِكُ»، یہ "یاء" کے پیش اور "شین" کے زیر کے ساتھ ہے، یعنی جلد اور عنقریب ہی۔

﴿ قَوْلُهُ: «حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ»؛ مَعْنَاهُ: الَّذِي حَمَاهُ اللهُ تَعَالَى وَمَنَعَ دُخُولَهُ؛ هُوَ الْأَشْيَاءُ الَّتِي حَرَّمَهَا.

نبی ﷺ کے فرمان: «حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ» کا معنی ہے: جس چیز کی حمایت وحفاظت اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور اس میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ وہ اشیاء ہیں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

الْحَدِيثُ السَّابِعُ:

ساتویں حدیث:

﴿ قَوْلُهُ: (عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ)؛ هُوَ بِضَمِّ الرَّاءِ وَفَتْحِ الْقَافِ وَتَشْدِيدِ الْيَاءِ.

قول: (عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ)، یہ راء کے پیش، "قاف" کے زبر اور "یاء" کے تشدید کے ساتھ ہے۔

﴿ قَوْلُهُ: (الدَّارِيِّ) مَنْسُوبٌ إِلَى جَدٍّ لَهُ اسْمُهُ الدَّارُ، وَقِيلَ: إِلَى مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ: دَارِينَ، وَيُقَالُ فِيهِ أَيْضًا: الدَّيْرِيُّ، نِسْبَةً إِلَى دَيْرٍ كَانَ يَتَعَبَّدُ فِيهِ، وَقَدْ بَسَطْتُ الْقَوْلَ فِي إِيضَاحِهِ فِي أَوَائِلِ «شَرْحِ صَحِيحِ مُسْلِمٍ».

قول: (الدَّارِيِّ) یہ ان کے ایک جد (دادا) کی طرف نسبت ہے جن کا نام "الدّار" تھا، اور کہا گیا ہے کہ: یہ ایک جگہ کی طرف نسبت ہے، جن کو: "دارِین" کہا جاتا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: "دَیری" نسبت ہے اس "دَیر" کی طرف جس میں وہ عبادت کرتے تھے، میں نے "شرح صحیح مسلم" کے اوائل میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

الْحَدِيثُ التَّاسِعُ:

نویں حدیث:

﴿ قَوْلُهُ: «وَاخْتِلَافُهُمْ»؛ هُوَ بِضَمِّ الْفَاءِ لَا بِكَسْرِهَا.

نبی ﷺ کا فرمان: «وَاخْتِلَافُهُمْ» "ان کا اختلاف"، یہ "فاء" کے پیش کے ساتھ ہے نہ کہ زیر کے ساتھ۔

❁ قَوْلُهُ: «**غُذِيَ بِالْحَرَامِ**» هُوَ بِضَمِّ الْغَينِ وَكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ الْمُخَفَّفَةِ.

نبی ﷺ کا فرمان: «**غُذِيَ بِالْحَرَامِ**» ”حرام سے اس کی پرورش ہوئی ہے“، یہ ”غین“ کے کے پیش اور ”ذال معجمہ مُخفف“ کے زیر کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ الحادي عشر:

گیارہویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ: «**دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ**» بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا لُغَتَانِ، وَالْفَتْحُ أَفْصَحُ وَأَشْهَرُ، وَمَعْنَاهُ: اتْرُكْ مَا شَكَكْتَ فِيهِ، وَاعْدِلْ إِلَى مَا لَا تَشُكُّ فِيهِ.

«**يَرِيبُكَ**» یاء کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ دو لغت وارد ہے، اگرچہ فتحہ زیادہ فصیح اور مشہور ہے۔ اور اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ شک وتردد والی شئے کو چھوڑ دو اور ایسی چیز اختیار کرو جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو۔

الْحَدِيثُ الثَّانِي عشر:

بارہویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ: «**يَعْنِيهِ**» بِفَتْحِ أَوَّلِهِ.

نبی ﷺ کا فرمان: «**يَعْنِيهِ**»، یہ ”یاء“ کے زبر کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ الرَّابع عشر:

چودہویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ: «**الثَّيِّبِ الزَّانِي**»؛ مَعْنَاهُ: الْمُحْصَنُ إِذَا زَنَى، وَلِلْإِحْصَانِ شُرُوطٌ مَعْرُوفَةٌ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ.

نبی ﷺ کا فرمان: «**الثَّيِّبِ الزَّانِي**»، اس کا معنی ہے: شادی شدہ اور آزاد زناکار، اور احصان (شادی شدہ ہونے) کے شروط کتب فقہ میں معروف ہیں۔

الْحَدِيثُ الخامس عشر:

پندرہویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ: «**أَوْ لِيَصْمُتْ**» بِضَمِّ الْمِيمِ.

نبی ﷺ کا فرمان: «**أَوْ لِيَصْمُتْ**» ”یا خاموش رہے“، ”میم“ کے پیش کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ السَّابع عشر:

۞ «الْقِتْلَةُ» وَ«الذِّبْحَةُ» بِكَسْرِ أَوَّلِهِمَا.

۞ قَوْلُهُ: «وَلْيُحِدَّ»؛ وَهُوَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الْحَاءِ وَتَشْدِيدِ الدَّالِ، يُقَالُ: أَحَدَّ السِّكِّينَ وَحَدَّهَا وَاسْتَحَدَّهَا بِمَعْنًى.

سترہویں حدیث:

نبی ﷺ کا فرمان: «الْقِتْلَةُ» اور «الذِّبْحَةُ» دونوں پہلے لفظ کے زیر کے ساتھ ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان: «وَلْيُحِدَّ»، یہ "یاء" کے پیش "حاء" کے زیر اور "دال" کے تشدید کے ساتھ ہے، عربی میں کہا جاتا ہے: "أَحَدَّ السِّكِّينَ وَحَدَّهَا وَاسْتَحَدَّهَا" سبھی کا معنی ایک ہی ہے۔(یعنی: چھری تیز کرنا)۔

الْحَدِيثُ الثَّامن عشر:

۞ (جُنْدُبٌ) بِضَمِّ الْجِيمِ، وَبِضَمِّ الدَّالِ وَفَتْحِهَا.

۞ وَ(جُنَادَةُ) بِضَمِّ الجِيمِ.

اٹھارہویں حدیث:

(جُنْدُبٌ) یہ "جیم" کے پیش اور "دال" کے پیش اور زبر (دونوں) کے ساتھ ہے۔

اور (جُنَادَةُ) "جیم" کے پیش کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ التَّاسع عشر:

۞ «تُجَاهَكَ»: بِضَمِّ التَّاءِ، وَفَتْحِ الْهَاءِ؛ أَيْ: أَمَامَكَ؛ كَمَا فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى.

۞ «تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخاء»؛ أَيْ: تَحَبَّبْ إِلَيْهِ بِلُزُومِ طاعَتِهِ، وَاجْتِنَابِ مُخَالَفَتِهِ.

انیسویں حدیث:

«تُجَاهَكَ»، یہ "تاء" کے پیش اور "هاء" کے زبر کے ساتھ ہے، یعنی: اَمَامَکَ (اپنے آگے)، جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے۔

«تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاء» "اللہ سے خوشحالی میں پہچان بنا کے رکھ"، یعنی: اللہ کی طاعت کو لازم کر کے اور

اس کی مخالفت سے اجتناب کر کے اس کی محبت حاصل کرو۔

الْحَدِيثُ العشرون:

بیسویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ: «إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ»؛ مَعْنَاهُ: إِذَا أَرَدْتَ فِعْلَ شَيْءٍ؛ فَإِنْ كَانَ مِمَّا لَا تَسْتَحِي مِنَ اللهِ وَمِنَ النَّاسِ فِي فِعْلِهِ فَافْعَلْهُ؛ وَإِلَّا فَلَا، وَعَلَى هٰذَا مَدَارُ الْإِسْلَامِ.

نبی ﷺ کے فرمان: «إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ» "جب تجھے شرم نہیں تو جو چاہے کر"، کا معنی یہ ہے کہ: جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو اور وہ کام ایسا ہو کہ جس کے کرنے میں تجھے اللہ اور انسان کے سامنے شرمندگی نہ ہوتی ہو تو اسے کر گزرو، ورنہ نہ کرو، اور اسی پر اسلام کا دارو مدار ہے۔

الْحَدِيثُ الحادي والعشرون:

اکیسویں حدیث:

❁ «قُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ»؛ أَيْ: اسْتَقِمْ؛ كَمَا أُمِرْتَ مُمْتَثِلًا أَمْرَ اللهِ تَعَالَى، مُجْتَنِبًا نَهْيَهُ.

«قُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» "کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو"، یعنی: دین پر استقامت کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے (یعنی) اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب کرتے ہوئے زندگی بسر کرو۔

الْحَدِيثُ الثَّالث والعشرون:

تئیسویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ»؛ الْمُرَادُ بِالطُّهُورِ: الْوُضُوءُ.

قِيلَ: مَعْنَاهُ يَنْتَهِي تَضْعِيفُ ثَوَابِهِ إِلَى نِصْفِ أَجْرِ الْإِيمَانِ.

نبی ﷺ کے فرمان: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» "طہارت نصف ایمان ہے" میں طُہور سے مراد: وضوء ہے۔

کہا گیا ہے کہ: اس کا معنی یہ ہے کہ وضو کے ثواب کی بڑھوتری ایمان کے نصف اجر تک پہنچ جاتی ہے۔

وَقِيلَ: الْإِيمَانُ يَجُبُّ مَا قَبْلَهُ مِنَ الْخَطَايَا، وَكَذَلِكَ الْوُضُوءُ؛ وَلَكِنَّ الْوُضُوءَ تَتَوَقَّفُ صِحَّتُهُ عَلَى الْإِيمَانِ؛ فَصَارَ نِصْفًا.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ایمان سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اسی طرح سے وضو بھی، لیکن وضو کی درستگی چونکہ ایمان پر موقوف ہے لہذا اس طرح یہ نصف ایمان کے برابر ہو گیا۔

وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الصَّلَاةُ، وَالطُّهُورُ شَرْطٌ لِصِحَّتِهَا؛ فَصَارَ كَالشَّطْرِ، وَقِيلَ: غَيْرُ ذَلِكَ.

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ایمان سے مراد نماز ہے، اور طُہور (وضوء) نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، تو اس طرح یہ نصف نماز کے مانند ہو گیا۔ اس کے علاوہ بھی کئی طرح کی باتیں کہی گئی ہیں۔

❁ قَوْلُهُ ﷺ: «الْحَمْدُ لِلهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ» أَيْ: ثَوَابُهَا.

نبی ﷺ کے فرمان: «**الْحَمْدُ لِلهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ**» ”**الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے**“ کا معنی یہ ہے کہ: اس کا ثواب (میزان کو بھر دیتا ہے)۔

❁ «**وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ تَمْلَآنِ**»؛ أَيْ: لَوْ قُدِّرَ ثَوَابُهُمَا جِسْمًا لَـمَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَسَبَبُهُ مَا اشْتَمَلَتَا عَلَيْهِ مِنَ التَّنْزِيهِ وَالتَّفْوِيضِ إِلَى اللهِ تَعَالَى.

«**وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ تَمْلَآنِ**» ”**سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں بھر دیں گے**“، یعنی: اگر ان دونوں کے ثواب کو جسمانی شکل میں مان لیا جائے تو یہ آسمان وزمین کے درمیان (کی وسعتوں) کو بھر دیں گے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں (کلمات) اللہ تعالی کی تقدیس اور جملہ امور کو اس کے سپرد کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

❁ «**وَالصَّلَاةُ نُورٌ**»؛ أَيْ: تَمْنَعُ مِنَ الْمَعَاصِي، وَتَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ، وَتَهْدِي إِلَى الصَّوَابِ، وَقِيلَ: يَكُونُ ثَوَابُهَا نُورًا لِصَاحِبِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقِيلَ: لِأَنَّهَا سَبَبٌ لِاسْتِنَارَةِ الْقَلْبِ.

«**وَالصَّلَاةُ نُورٌ**» ”**نماز نور ہے**“، یعنی: یہ معاصی سے روکتی ہے اور فواحش سے دور رکھتی ہے، نیز درستگی کی جانب رہنمائی کرتی ہے، اور کہا گیا ہے کہ: اس کا ثواب اس کے پڑھنے والے کے لئے قیامت کے دن نور کی شکل میں

❁ «وَالصَّـدَقَةُ بُرهَانٌ»؛ أَيْ: حُجَّةٌ لِصَاحِبِهَا فِي أَدَاءِ حَقِّ الْـمَالِ، وَقِيلَ: حُجَّةٌ فِي إِيمَانِ صَاحِبِهَا؛ لِأَنَّ الْـمُنَافِقَ لَا يَفْعَلُهَا غَالِبًا.

❁ «وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ»؛ أَيْ: الصَّبْرُ الْـمَحْبُوبُ، وَهُوَ الصَّبْرُ عَلَى طَاعَةِ الله تَعَالَى، وَالْبَلَاءِ وَمَكَارِهِ الدُّنْيَا، وَعَنِ الْـمَعَاصِي، وَمَعْنَاهُ: لَا يَزَالُ صَاحِبَهُ مُسْتَضِيئًا مُسْتَمِرًّا عَلَى الصَّوَابِ.

❁ «كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو؛ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ» مَعْنَاهُ: كُلُّ إِنْسَانٍ يَسْعَى بِنَفْسِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَبِيعُهَا لله تَعَالَى بِطَاعَتِهِ؛ فَيُعْتِقُهَا مِنَ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبِيعُهَا لِلشَّيْطَانِ وَالْهَوَى باتِّبَاعِهِمَا.

❁ «فَيُوبِقُهَا» أَيْ: يُهْلِكُهَا.

ہوگا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہ دل کو روشن وتابندہ کرنے کا سبب ہے۔

«وَالصَّدَقَةُ بُرهَانٌ» ”صدقہ برہان اور دلیل ہے“،

یعنی:مال کے حق کی ادائیگی کے سلسلے میں یہ صاحب مال کے لئے دلیل ہے، اور کہا گیا ہے کہ: یہ صدقہ ادا کرنے والے کے ایمان کی دلیل ہے کیونکہ منافق عام طور پر صدقہ ادا نہیں کرتا ہے۔

«وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ» ”صبر ضیاء اور روشنی ہے“، یعنی: محبوب اور پسندیدہ صبر، اور یہ وہ صبر ہے جو اللہ کی طاعت وبندگی پر، دنیا کے مصائب ومشکلات اور معاصی ترک کرنے پر کیا جائے، اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ: صبر کرنے والا شخص مسلسل درستگی کی روشن شاہراہ پر رہتا ہے۔

«كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو؛ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ» ”ہر شخص صبح کرتا ہے، تو اپنے نفس کو بیچ کر“، اس کا معنی یہ ہے کہ: ہر انسان اپنے نفس کے لیے کوشش کرتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ اسے اللہ کی طاعت کے عوض بیچ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ اسے عذاب سے آزاد کردیتا ہے، جبکہ اس کے برعکس کچھ لوگ اسے شیطان اور ہوائے نفس کا اتباع کرتے ہوئے بیچ دیتے ہیں۔

«فَيُوبِقُهَا» یعنی: اسے ہلاک کرلیتا ہے۔

وَقَدْ بَسَطْتُ شَرْحَ هٰذَا الحَدِيثِ فِي أَوَّلِ «شَرْحِ صَحِيحِ مُسْلِمٍ» فَمَنْ أَرَادَ زِيَادَةً فَلْيُرَاجِعْهُ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ.

میں نے ”شرح صحیح مسلم“ کی ابتدا میں اس حدیث کی بالتفصیل شرح کی ہے، لہذا جسے مزید جاننے کی خواہش ہو وہ اس کا مراجعہ ومطالعہ کرے، اور ہر طرح کی توفیق اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

الْحَدِيثُ الرَّابِع والعشرون:

چوبیسویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ تَعَالَى: «حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي»؛ أَيْ: تَقَدَّستُ عَنْهُ، فَالظُّلْمُ مُسْتَحِيلٌ فِي حَقِّ اللهِ تَعَالَى؛ لِأَنَّهُ مُجَاوَزَةُ الحَدِّ أَوْ التَّصَرُّفُ فِي غَيْرِ مُلْكٍ، وَهُمَا جَمِيعًا مُحَالٌ فِي حَقِّ اللهِ تَعَالَى.

اللہ تعالیٰ کے فرمان: «حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي» ”میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے“ کا مطلب یہ ہے کہ: میں (اللہ) اس سے پاک ہوں، کیونکہ اللہ کے حق میں یہ مستحیل ہے کہ وہ کسی پر ظلم کرے، کیونکہ یہ حد سے تجاوز کرنا یا کسی اور کی ملکیت میں تصرف کرنا ہے، اور یہ دونوں ہی چیزیں اللہ کے حق میں محال ہیں۔

❁ قَوْلُهُ تَعَالَى: «فَلَا تَظَالَمُوا»؛ هُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ؛ أَيْ: لَا تَتَظَالَمُوا.

اللہ تعالیٰ کا فرمان: «فَلَا تَظَالَمُوا» ”ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو“ یہ ”تاء“ کے زبر کے ساتھ ہے، یعنی: لَا تَتَظَالَمُوا۔

❁ وَقَوْلُهُ: «إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ»؛ هُوَ بِكَسْرِ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَفَتْحِ الْيَاءِ؛ أَيْ: الْإِبْرَةُ، وَمَعْنَاهُ لَا يَنْقُصُ شَيْئًا.

اللہ تعالیٰ کا فرمان: «إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ» ”سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے بعد کم کر دیا کرتی ہے“، یہ ”میم“ کے زیر، ”خاء معجمہ“ کے سکون (جزم) اور ”یاء“ کے زبر کے ساتھ ہے، یعنی: سوئی، اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ: اللہ کے خزانے میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔

الْحَدِيثُ الخامس و العشرون:

❁ «الدُّثُورِ»: بِضَمِّ الدَّالِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ؛ الْأَمْوَالُ، وَاحِدُهَا دَثْرٌ، كَفَلْسٍ وَفُلُوسٍ.

❁ قَوْلُه: «وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ»؛ هُوَ بِضَمِّ الْبَاءِ، وَإِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الْجِمَاعِ إِذَا نَوَى بِهِ الْعِبَادَةَ، وَهُوَ قَضَاءُ حَقِّ الزَّوْجَةِ، وَطَلَبُ وَلَدٍ صَالِحٍ، وَإِعْفَافُ النَّفْسِ، وَكَفُّهَا عَنِ الْمَحَارِمِ.

پچیسویں حدیث:

«الدُّثُورِ»: یہ ”دال“ اور ”ثاء مثلثہ“ کے پیش کے ساتھ ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے: **مال ودولت**، اس کا واحد: دُثر ہے، جس طرح فُلوس کا واحد فلس ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان: «وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ» ”**تمہاری شرمگاہ کے-حلال استعمال کرنے میں-(صدقہ ہے)**“، یہ ”باء“ کے پیش اور ”ضاد معجمہ“ کے سکون کے ساتھ ہے، اور یہ کنایہ ہے جماع سے جبکہ اس کے ذریعہ عبادت کی نیت کرلے، اور وہ یہ ہے: بیوی کا حق ادا کرنے، صالح اولاد طلب کرنے، نفس کی پاکدامنی اختیار کرنے اور اسے محارم سے بچانے کی غرض سے ہمبستری کرنا۔

الْحَدِيثُ السَّادس و العشرون:

❁ «السُّلَامَى»: بِضَمِّ السِّينِ وَتَخْفِيفِ اللَّامِ، وَفَتْحِ الْمِيمِ، وَجَمْعُهُ سُلَامَيَاتٌ -بِفَتْحِ الْمِيمِ- وَهِيَ الْمَفَاصِلُ وَالْأَعْضَاءُ؛ وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ مِفْصَلًا، ثَبَتَ ذَلِكَ فِي «صَحِيحِ مُسْلِمٍ» عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

چھبیسویں حدیث:

«السُّلَامَى»: یہ ”سین“ کے پیش، ”لام“ کے تخفیف اور ”میم“ کے زبر کے ساتھ ہے، اور اس کی جمع سُلَامَیَات -میم کے زبر کے ساتھ- آتی ہے، جوکہ **مفاصل (جوڑ) اور اعضاء** کو کہتے ہیں، اور جوڑ کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) ہے، جیساکہ ”صحیح مسلم“ میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

الْحَدِيثُ السَّابع و العشرون:

ستائیسویں حدیث:

❁ (النَّوَّاسُ): بِفَتْحِ النُّونِ وَتَشْدِيدِ الْوَاوِ.

(النَّوَّاسُ): یہ "نون" کے زبر اور "واو" کے تشدید کے ساتھ ہے۔

❁ وَ(سِـمْعَان) بِكَسْرِ السِّينِ الْـمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا.

(سِـمْعَان): یہ "سین مہملہ" کے زیر اور زبر، دونوں طریقوں سے منقول ہے۔

❁ قَوْلُهُ: «حَاكَ»: بِالْـحَاءِ الْـمُهْمَلَةِ والكاف؛ أَيْ: تَرَدَّدَ.

«حَاكَ»: یہ "حاء مہملہ" اور "کاف" کے ساتھ ہے، یعنی: جس چیز کے کرنے میں تردد ہو۔

❁ (وَابِصَةَ): بِكَسْرِ الْبَاءِ الْـمُوَحَّدَةِ.

(وَابِصَةَ): یہ "باء موحدہ" کے زیر کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ الثَّامن والعشرون:

اٹھائیسویں حدیث:

❁ (الْعِرْبَاضِ): بِكَسْرِ الْعَيْنِ، وَبِالْـمُوَحَّدَةِ.

(الْعِرْبَاضِ): یہ "عین" کے زیر اور موحدہ (یعنی ضاد کے ساتھ، صاد مہملہ نہیں) کے ساتھ ہے۔

❁ (سَارِيَةَ): بِالسِّينِ الْـمُهْمَلَةِ، وَالْيَاءِ الْـمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ.

(سَارِيَةَ): یہ "سین مہملہ" اور "یاء مثناۃ" یعنی نیچے سے دو نقطے کے ساتھ ہے۔

❁ قَوْلُهُ: (ذَرَفَتْ): بِفَتْحِ الذَّالِ الْـمُعْجَمَةِ، وَالرَّاءِ؛ أَيْ: سَالَتْ.

(ذَرَفَتْ): یہ "ذال معجمہ" اور "راء" کے ساتھ ہے، جس کا معنی ہے: بہہ پڑنا۔

❁ قَوْلُهُ: «بِالنَّوَاجِذِ»؛ هُوَ بِالذَّالِ الْـمُعْجَمَةِ، وَهِيَ الْأَنْيَابُ، وَقِيلَ الْأَضْرَاسُ.

«بِالنَّوَاجِذِ»: یہ "ذال معجمہ" کے ساتھ ہے، جو کہ انیاب (کچلی کے دانت) کو کہتے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس سے مراد: اضراس (ڈاڑھ) ہے۔

* و«**الْبِدْعَةُ**» مَا عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ.

«**الْبِدْعَةُ**» اس عمل کو کہتے ہیں جو بنا کسی سابق مثال کے کیا جائے۔

الْحَدِيثُ التَّاسع والعشرون:

انتیسویں حدیث:

* و(ذِرْوَةُ السَّنَامِ): بِكَسْرِ الذَّالِ وَ ضَمِّهَا؛ أَيْ: أَعْلَاهُ.

(ذِرْوَةُ السَّنَامِ): یہ "ذال" کے زیر اور پیش (دونوں) کے ساتھ ہے، یعنی: اعلی اور بلند حصہ۔

* «**مِلَاكُ الشَّيْءِ**»: بِكَسْرِ الْـمِيمِ؛ أَيْ: مَقْصُودُهُ.

«**مِلَاكُ الشَّيْءِ**»: یہ "میم" کے زیر کے ساتھ ہے، یعنی: کسی شئے کا اصلی مقصود۔

* قَوْلُهُ: «**يَكُبُّ**»؛ هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الْكَافِ.

«**يَكُبُّ**» (گرانا): یہ "یاء" کے زبر اور "کاف" کے پیش کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ الثَّلاثون:

تیسویں حدیث:

* (الْـخُشَنِيِّ) بِضَمِّ الْـخَاءِ وَفَتْحِ الشِّينِ الْـمُعْجَمَتَيْنِ، وَبِالنُّونِ، مَنْسُوبٌ إِلَى خُشَيْنَةَ -قَبِيلَةٌ مَعْرُوفَةٌ.

(الْـخُشَنِيِّ): یہ "خاء معجمہ" کے پیش، "شین معجمہ" کے زبر اور نون کے ساتھ ہے، جو کہ ایک مشہور و معروف قبیلہ خُشَیْنَہ کی طرف منسوب ہے۔

* قَوْلُهُ: (جُرْثُومٌ): بِضَمِّ الْجِيمِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الرَّاءِ بَيْنَهُمَا، وَفِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ.

(جُرْثُومٌ): یہ "جیم معجمہ" کے پیش اور دونوں (جیم و ثاء) کے درمیان "راء" کے سکون کے ساتھ ہے، ان کے نام میں اور ان کے والد کے نام میں بڑا اختلاف ہے۔

۞ قَوْلُهُ ﷺ: «فَلَا تَنْتَهِكُوهَا» انْتِهَاكُ الْحُرْمَةِ تَنَاوُلُهَا بِمَا لَا يَحِلُّ.

نبی ﷺ کے فرمان: «فَلَا تَنْتَهِكُوهَا» "اس کا ارتکاب نہ کرو" انتہاک حرمت کا مطلب یہ ہے کہ اسے ایسے انداز میں برتے جو جائز نہیں ہے۔

الْحَدِيثُ الثَّانِي والثَّلاثون:

بتیسویں حدیث:

۞ «وَلَا ضِرَارَ»؛ هُوَ بِكَسْرِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ.

«وَلَا ضِرَارَ» (کوئی ضرر نہیں): یہ "ضاد معجمہ" کے زیر کے ساتھ ہے۔

الْحَدِيثُ الرَّابع والثَّلاثون:

چوتیسویں حدیث:

۞ «فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ»؛ مَعْنَاهُ: فَلْيُنْكِرْ بِقَلْبِهِ.

«فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ»: "اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے"، اس کا معنی یہ ہے کہ: دل سے اس کا انکار کرے اور اسے برا سمجھے۔

۞ «وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ»؛ أَيْ: أَقَلُّهُ ثَمَرَةً.

«وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ»: "اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے"، یعنی: مذکورہ چیزوں میں سب سے کم ثمرہ والا ہے۔

الْحَدِيثُ الخامس والثَّلاثون:

پینتیسویں حدیث:

۞ «وَلَا يَخْذُلُهُ»: بِفَتْحِ الْيَاءِ وَإِسْكَانِ الخَاءِ وَ ضَمِّ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ.

«وَلَا يَخْذُلُهُ»: "اس کو بے سہارا نہیں چھوڑتا"، یہ "یاء" کے زبر، "خاء" کے سکون اور "ذال معجمہ" کے پیش کے ساتھ ہے۔

❁ «وَلَا يَكْذِبُهُ»؛ هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ وَإِسْكَانِ الْكَافِ.

«وَلَا يَكْذِبُهُ»: ”**اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے**“، یہ ”باء“ کے زبر اور ”کاف“ کے سکون کے ساتھ ہے۔

❁ قَوْلُهُ: «بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ»؛ هُوَ بِإِسْكَانِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ؛ أَيْ: يَكْفِيهِ مِنَ الشَّرِّ.

نبی ﷺ کا فرمان: ”**آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے**“، یہ ”سین مہملہ“ کے سکون کے ساتھ ہے، یعنی: اس کے برا ہونے کے لئے اس کے اندر بس اس بات کا پایا جانا کافی ہے۔

الْحَدِيثُ الثَّامن و الثَّلاثون:

اڑتیسویں حدیث:

❁ قَوْلُهُ تَعَالَى: «فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ»؛ هُوَ بِهَمْزَةٍ مَمْدُودَةٍ؛ أَيْ: أَعْلَمْتُهُ بِأَنَّهُ مُحَارِبٌ لِي.

اللہ تعالیٰ کا فرمان: «فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ»، ”**میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا ہے**“، یہ ہمزہ ممدودہ کے ساتھ ہے، یعنی: میں نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ مجھ سے جنگ کرنے والا ہے۔

❁ قَوْلُهُ تَعَالَى: «اسْتَعَاذَنِي»؛ ضَبَطُوهُ بِالنُّونِ وَبِالبَاءِ، وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

اللہ کے تعالیٰ کے فرمان: «اسْتَعَاذَنِي»: ”**مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے**“، کو ”نون“ اور ”باء“ دونوں طرح سے ضبط کیا گیا ہے، اور دونوں صحیح ہیں۔

الْحَدِيثُ الأربعون:

چالیسویں حدیث:

❁ «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ»؛ أَيْ: لَا تَرْكَنْ إِلَيْهَا، وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُولِ الْبَقَاءِ فِيهَا، وَلَا بِالِاعْتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا إِلَّا بِمَا لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيبُ فِي غَيْرِ

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ»: ”**دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیسی ہو یا راہ پار کرنے والے مسافر ہو**“، یعنی: اس (دنیا) پر اعتماد نہ کرو، نہ اسے اپنا وطن بناؤ اور نہ ہی یہاں بہت لمبی مدت گزارنے کی آرزوئیں کرو، اور اس سے بس اتنا ہی تعلق رکھو جتنا ایک پردیسی

وَطَنِهِ، وَلَا تَشْــتَغِلْ فِيهَا بِمَا لَا يَشْــتَغِلُ بِهِ الْغَرِيبُ الَّذِي يُرِيدُ الذَّهَابَ إِلَى أَهْلِهِ.

اپنے وطن سے باہر پردیس سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کے اندر ایسی چیزوں میں نہ مشغول ہو جاؤ جن میں ایک اجنبی شخص جو گھر لوٹنا چاہتا ہو پردیس میں ان چیزوں سے انشغال وانہماک نہیں رکھتا۔

الْحَدِيثُ الثَّاني والأربعون:

بیالیسویں حدیث:

❁ «عَـنَانَ السَّــمَاءِ»: بِفَتْحِ الْعَيْنِ، قِيلَ: هُوَ السَّــحَابُ، وَقِيلَ: مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا؛ أَيْ: ظَهَرَ إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ.

«عَنَانَ السَّمَاءِ»: یہ ”عین“ کے زبر کے ساتھ ہے، کہا گیا ہے کہ: یہ بادل کو کہتے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: جب آپ اپنے سر کو اوپر کی طرف اٹھائیں اور اس صورت میں جو شے آپ کو دکھائی دے اسے ”عَنان“ کہا جاتا ہے۔

❁ قَوْلُهُ: «بِقُـــرَابِ الْأَرْضِ»: بِضَـمِّ الْقَافِ وَكَسْرِهَا؛ لُغَتَانِ رُوِيَ بِهِمَا، وَالضَّمُّ أَشْهَرُ، مَعْنَاهُ: مَا يُقَارِبُ مِلْءَهَا.

«بِقُرَابِ الْأَرْضِ»: یہ ”قاف“ کے پیش اور زیر دونوں کے ساتھ ہے، یہ لفظ دونوں طرح مروی ہے، البتہ ”پیش“ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے، اور اس کا معنی ہے: جو تقریباً زمین کے برابر ہو۔

فَصْلٌ

فصل

اعْلَمْ أَنَّ الحَدِيثَ الْمَذْكُورَ أَوَّلًا «مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا» مَعْنَى الحِفْظِ هُنَا: أَنْ يَنْقُلَهَا إِلَى الْــمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْفَظْهَا، وَلَمْ يَعْرِفْ مَعْنَاهَا،

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ شروع میں ذکر کی گئی حدیث: «مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا» ”جس نے میری امت کے لیے چالیس احادیث محفوظ کر دی“، یہاں حفظ کا معنی یہ ہے کہ: اسے دیگر مسلمانوں تک منتقل کرے

هٰذَا حَقِيقَةُ مَعْنَاهُ، وَبِهِ يَحْصُلُ انْتِفَاعُ الْــمُسْلِمِينَ، لَا بِحِفْظِ مَا يَنْقُلُهُ إِلَيْهِمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

گرچہ اسے وہ حدیثیں زبانی یاد نہ ہوں اور اس کے معنی کا علم نہ ہو، یہ اس حدیث کا حقیقی معنی ہے، اور اسی کے ذریعہ مسلمانوں کو نفع حاصل ہوگا، نہ کہ صرف حفظ کردہ حدیثوں کو لوگوں تک منتقل کرنا۔ واللہ اعلم بالصواب (اور اللہ ہی درست باتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے)۔

الْحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا، وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ، وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

اللہ کا شکر ہے جس نے اس جانب ہماری رہنمائی فرمائی، اور ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی، اور اس کا صلوٰۃ (فرشتوں کے سامنے نبی ﷺ کا ذکر اور ان کی ثناخوانی) وسلام نازل ہو ہمارے سردار محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل واصحاب پر، اور سلامتی ہو تمام رسولوں پر، اور ہر طرح کی حمد وثنا سارے جہاں کے پروردگار اللہ کے لئے لائق وسزاوار ہے۔

قَالَ مُؤَلِّفُهُ: فَرَغْتُ مِنْهُ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ التَّاسِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَسِتُّمِائَةٍ.

مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں اس کتاب کی تالیف سے انیتس (۲۹) جمادی الاولی جمعرات کی رات ۶۶۸ھ کو فارغ ہوا۔

الكتاب الثَّالث:

«الدُّروس المهمَّة لعامَّة الأمَّة»

لسماحة الشَّيخ:

عبد العزيز بن عبد الله بن بازٍ رحمه الله

اسم المترجم:	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	مترجم:

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدّمة	مقدمہ
الحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِهِ وَرَسُولِهِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.	تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے، اور پرہیز گاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے، اور درود وسلام نازل ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں، امابعد!
أَمَّا بَعْدُ؛ فَهَذِهِ كَلِمَاتٌ مُوجَزَةٌ فِي بَيَانِ بَعْضِ مَا يَجِبُ أَنْ يَعْرِفَهُ الْعَامَّةُ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، سَمَّيْتُهَا: «الدُّرُوسَ الْمُهِمَّةَ لِعَامَّةِ الْأُمَّةِ».	امابعد! یہ مختصر ایسی باتیں ہیں جن کا تعلق دین اسلام سے ہے اور جن کا جاننا عام لوگوں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے، اسی لیے میں نے اس کا نام رکھا ہے "**الدروس المهمة لعامة الأمة**" (**عام مسلمانوں کے لئے اہم اسباق**)۔
وَأَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَنْفَعَ بِهَا الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْ يَتَقَبَّلَهَا مِنِّي، إِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيمٌ.	دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے، اور اس کو میری جانب سے قبول فرمائے، یقیناوہ نہایت سخی اور کرم کرنے والا ہے۔
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ بَازٍ	عبد العزیز بن عبد اللہ ابن باز

الدَّرْسُ الأَوَّلُ: سُورَةُ الْفَاتِحَةِ وَ قِصَارُ السُّوَرِ	پہلا سبق سورہ فاتحہ اور چھوٹی سورتوں کا بیان
سُورَةُ الْفَاتِحَةِ وَمَا أَمْكَنَ مِنْ قِصَارِ السُّوَرِ؛ مِنْ سُورَةِ الزَّلْزَلَةِ إِلَى سُورَةِ النَّاسِ، تَلْقِينًا، وَتَصْحِيحًا لِلْقِرَاءَةِ، وَتَحْفِيظًا، وَشَرْحًا لِمَا يَجِبُ فَهْمُهُ.	سورہ فاتحہ اور چھوٹی سورتوں یعنی سورہ زلزال تا سورہ ناس کو حتی المقدور درست طریقہ پر سیکھنا، سکھلانا، اور قراءت کی تصحیح کرنا، حفظ کرنا نیز ان تمام باتوں کی تشریح کرنا، جن کا سمجھنا ضروری ہے۔

الدَّرْسُ الثَّانِي: أَرْكَانُ الإِسْلَامِ	دوسرا سبق: اسلام کے ارکان

بَيَانُ أَرْكَانِ الْإِسْـلَامِ الْخَمْسَـةِ، وَأَوَّلُهَا وَأَعْظَمُهَا: **شَـهَادَةُ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا الله**، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُـولُ الله، بِشَرْحِ مَعَانِيهَا، مَعَ بَيَانِ شُرُوطِ لَا إِلَهَ إِلَّا الله.

اسلام کے پانچ ارکان ہیں: سب سے پہلا اور عظیم ترین رکن: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّد رَسُولُ اللّٰہِ کی گواہی اس کے معانی اور شروط کے ساتھ دینا ہے۔

وَمَعْنَاهَا: (لَا إِلَهَ) نَافِيًا جَمِيعَ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ الله، (إِلَّا الله) مُثْبِتًا الْعِبَادَةَ لله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

معنی: لَا إِلَهَ میں اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کی نفی ہے اور إِلَّا اللّٰهُ میں تمام عبادات کا اللہ کے لیے اثبات ہے۔

وَأَمَّا **شُرُوطُ (لَا إِلَهَ إِلَّا الله)** فَهِيَ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کے شروط:

١- الْعِلْمُ الْمُنَافِي لِلْجَهْلِ.

٢- وَالْيَقِينُ الْمُنَافِي لِلشَّكِّ.

٣- وَالْإِخْلَاصُ الْمُنَافِي لِلشِّرْكِ.

٤- وَالصِّدْقُ الْمُنَافِي لِلْكَذِبِ.

٥- وَالْمَحَبَّةُ الْمُنَافِيَةُ لِلْبُغْضِ.

٦- وَالِانْقِيَادُ الْمُنَافِي لِلتَّرْكِ.

٧- وَالْقَبُولُ الْمُنَافِي لِلرَّدِّ.

٨- وَالْكُفْرُ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ الله.

١- ایسا علم جو جہل کے منافی ہو۔

٢- ایسا یقین جو شک کے منافی ہو۔

٣- ایسا اخلاص جو شرک کے منافی ہو۔

٤- ایسی سچائی جو جھوٹ کے منافی ہو۔

٥- ایسی محبت جو بغض کے منافی ہو۔

٦- ایسی طاعت جو نافرمانی کے منافی ہو۔

٧- ایسا قبول جو انکار کے منافی ہو۔

٨- اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار۔

وَقَدْ جُمِعَتْ فِي الْبَيْتَيْنِ الْآتِيَيْنِ:

عِلْمٌ يَقِينٌ وَإِخْلَاصٌ وَصِـدْقُكَ مَعْ
مَحَـبَّةٍ وَانْقِيَـادٍ وَالْقَبُـولُ لَـهَا

وَزِيدَ ثَامِنُهَا الْكُفْـرَانُ مِنْكَ بِمَـا
سِـوَى الْإِلَهِ مِنَ الْأَشْيَاءِ قَدْ أُلِهَا

ان تمام شرطوں کو ان دو اشعار میں جمع کر دیا گیا ہے:

علم، یقین، اخلاص اور سچائی، نیز محبت، تابعداری اور اسے قبول کرنا۔ اس کے ساتھ اس میں آٹھویں شرط کا اضافہ کیا گیا ہے کہ: تم اللہ کے سوا پرستش کی جانے والی تمام چیزوں کا انکار کر دو۔

مَعَ بَيَانِ **شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ**، وَمُقْتَضَاهَا: تَصْدِيقُهُ فِيمَا أَخْبَرَ، وَطَاعَتُهُ فِيمَا أَمَرَ، وَاجْتِنَابُ مَا نَهَى عَنْهُ وَزَجَرَ، وَأَلَّا يُعْبَدَ اللهُ إِلَّا بِمَا شَرَعَ اللهُ ٥ وَرَسُولُهُ ﷺ.

محمد رسول اللہ کی گواہی اور اس کے تقاضے کا بیان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبر کی تصدیق کرنا، آپ کے حکم کی تعمیل کرنا، آپ کی منع کردہ چیزوں سے رک جانا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اللہ تعالی کی عبادت کرنا۔

ثُمَّ يُبَيِّنُ لِلطَّالِبِ بَقِيَّةَ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ الْخَمْسَةِ؛ وَهِيَ: **الصَّلَاةُ، وَالزَّكَاةُ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ بَيْتِ اللهِ** الْحَرَامِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا.

پھر مدرس طالب علم کے سامنے اسلام کے بقیہ ارکان خمسہ کو بیان کرے اور وہ یہ ہیں: نماز، زکاۃ، ماہ رمضان کا روزہ اور مستطیع کے لئے بیت اللہ کا حج۔

الدَّرْسُ الثَّالِثُ: أَرْكَانُ الإِيمَانِ

تیسرا سبق: ایمان کے ارکان

أَرْكَانُ الْإِيمَانِ؛ وَهِيَ سِتَّةٌ:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللهِ تَعَالَى.

ایمان کے چھ ارکان ہیں:

اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور تقدیر کے بھلے اور برے پر ایمان۔

الدَّرْسُ الرَّابِعُ: أَقْسَامُ التَّوْحِيدِ، وَأَقْسَامُ الشِّرْكِ

چوتھا سبق: توحید اور شرک کے اقسام کا بیان

بَيَانُ **أَقْسَامِ التَّوْحِيدِ**، وَهِيَ **ثَلَاثَةٌ**: تَوْحِيدُ الرُّبُوبِيَّةِ، وَتَوْحِيدُ الْأُلُوهِيَّةِ، وَتَوْحِيدُ الْأَسْمَاءِ، وَالصِّفَاتِ.

توحید کے اقسام کا بیان۔

توحید کی تین قسمیں ہیں: توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور توحید اسما وصفات۔

أَمَّا **تَوْحِيدُ الرُّبُوبِيَّةِ**: فَهُوَ الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ الْخَالِقُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْمُتَصَرِّفُ فِي كُلِّ شَيْءٍ، لَا شَرِيكَ لَهُ فِي ذَلِكَ.

توحید ربوبیت کا مطلب: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالی ہی ہر چیز کا خالق اور وہی تمام چیزوں میں تصرف کرنے والا ہے، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

وَأَمَّا **تَوْحِيدُ الْأُلُوهِيَّةِ**: فَهُوَ الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ هُوَ الْمَعْبُودُ بِحَقٍّ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي ذَلِكَ، وَهُوَ مَعْنَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؛ فَإِنَّ مَعْنَاهَا: لَا مَعْبُودَ حَقٌّ إِلَّا اللهُ؛ فَجَمِيعُ الْعِبَادَاتِ مِنْ صَلَاةٍ وَصَوْمٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ يَجِبُ إِخْلَاصُهَا للهِ وَحْدَهُ، وَلَا يَجُوزُ صَرْفُ شَيْءٍ مِنْهَا لِغَيْرِهِ.

توحید الوہیت کا مطلب: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اوریہی لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا معنی ہے، کیونکہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ لہذا ہر طرح کی عبادت جیسے نماز، روزہ وغیرہ کو خالص اللہ کے لیے ادا کرنا واجب ہے، اور عبادات میں سے کسی عبادت کا غیر اللہ کے لئے انجام دینا جائز نہیں ہے۔

وَأَمَّا **تَوْحِيدُ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ**: فَهُوَ الْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ، أَوِ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ وَصِفَاتِهِ، وَإِثْبَاتُهَا للهِ وَحْدَهُ عَلَى الْوَجْهِ اللَّائِقِ بِهِ سُبْحَانَهُ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيفٍ، وَلَا تَعْطِيلٍ، وَلَا تَكْيِيفٍ، وَلَا تَمْثِيلٍ، عَمَلًا بِقَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ * ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ * لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ * وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ﴾ وَقَوْلِهِ ٥: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾.

توحید اسما وصفات کا مطلب: قرآن کریم اور صحیح احادیث میں وارد اللہ کے اسماء اور صفات پر ایمان لانا اور ان کو اللہ کے لیے بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے اس طرح ثابت کرنا جو اللہ کے شایان شان ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴿٤﴾﴾ (الاخلاص: ١-٤) آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالی ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ١١) اس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وَقَدْ جَعَلَهَا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ نَوْعَيْنِ، وَأَدْخَلَ تَوْحِيدَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ فِي تَوْحِيدِ الرُّبُوبِيَّةِ، وَلَا مُشَاحَّةَ فِي ذَلِكَ؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ وَاضِحٌ فِي كِلَا التَّقْسِيمَيْنِ.

بعض اہل علم نے توحید کی دو قسمیں بیان کی ہیں اور توحید اسماء وصفات کو توحید ربوبیت میں شامل کیا ہے اور اس میں کوئی حرج اور کوئی قابل اختلاف بات نہیں کیونکہ دونوں تقسیم میں مراد اور مقصود واضح ہے۔

وَأَقْسَامُ الشِّرْكِ ثَلَاثَةٌ: شِرْكٌ أَكْبَرُ، وَشِرْكٌ أَصْغَرُ، وَشِرْكٌ خَفِيٌّ.

شرک کی تین قسمیں ہیں: شرک اکبر، شرک اصغر اور شرک خفی۔

فَالشِّرْكُ الْأَكْبَرُ: يُوجِبُ حُبُوطَ الْعَمَلِ، وَالْخُلُودَ فِي النَّارِ لِمَنْ مَاتَ عَلَيْهِ، كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾، وَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾، وَأَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَيْهِ فَلَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ، كَمَا قَالَ اللهُ ٥: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾، وَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾.

وَمِنْ أَنْوَاعِهِ: دُعَاءُ الْأَمْوَاتِ وَالْأَصْنَامِ، وَالِاسْتِغَاثَةُ بِهِمْ، وَالنَّذْرُ لَهُمْ، وَالذَّبْحُ لَهُمْ، وَنَحْوُ ذَلِكَ.

جس شخص کی شرک اکبر کی حالت میں موت ہو جائے، تو یہ شرک اس شخص کے عمل کی بربادی اور دائمی جہنمی بننے کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝٨٨﴾ (الأنعام:٨٨) (اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے)۔ اور دوسری جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: (لائق نہیں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں، درآں حالیکہ وہ خود اپنے کفر کے آپ گواہ ہیں، ان کے اعمال غارت واکارت ہیں، اور وہ دائمی طور پر جہنمی ہیں) جس شخص کی ایسی حالت میں موت واقع ہو جائے اس کی مغفرت کبھی نہیں ہوگی، اور جنت اس پر (ہمیشہ کے لیے) حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے) اور ایک مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝٧٢﴾ (المائدة:٧٢) (بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا)۔

شرک کی بعض صورتیں: مُردوں اور بتوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا، ان کے لیے نذر ونیاز پیش کرنا اور ذبح کرنا وغیرہ۔

أَمَّا **الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ**: فَهُوَ مَا ثَبَتَ بِالنُّصُوصِ مِنَ الْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ تَسْمِيَتُهُ شِرْكًا، وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ جِنْسِ الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ، كَالرِّيَاءِ فِي بَعْضِ الْأَعْمَالِ، وَالْحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ، وَقَوْلِ: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَنَحْوِ ذَلِكَ.

شرک اصغر کا مطلب: ایسا عمل جس کا ذکر قرآن وسنت میں آیا ہو کہ یہ شرک ہے لیکن شرک اکبر کے جنس سے نہ ہو، جیسے کسی بھی عبادت وعمل میں ریاکاری، غیر اللہ کی قسم کھانا اور (ماشاء اللہ وشاء فلان) یعنی: اللہ جو چاہے اور فلاں چاہے جیسے کلمات کہنا۔

لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «**أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ**»، فَسُئِلَ عَنْهُ، فَقَالَ: «**الرِّيَاءُ**»، رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ، وَالطَّبَرَانِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ؓ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيدَ جَيِّدَةٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ارشاد نبوی ﷺ ہے: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ " قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " الرِّيَاءُ. رواه أحمد، یعنی مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے، اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "ریاکاری"۔

وَقَوْلُهُ ﷺ: «**مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ**» رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «**مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ**».

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللهِ تَعَالَى فَقَدْ أَشْرَكَ ". جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس حدیث کو امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے محمود بن لبید انصاری سے بسند جید روایت کیا ہے، اور طبرانی نے اسے جید سندوں سے محمود بن لبید سے اور انہوں نے رافع بن خدیج ؓ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

وَقَوْلُهُ ﷺ: «**لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ**» أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ؓ.

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ، وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رواہ ابوداودیہ نہ کہو کہ اللہ جو چاہے اور فلاں جو چاہے بلکہ یہ کہو کہ اللہ جو چاہے پھر فلاں چاہے۔

وَهَذَا النَّوْعُ لَا يُوجِبُ الرِّدَّةَ، وَلَا يُوجِبُ الْخُلُودَ فِي النَّارِ، وَلَكِنَّهُ يُنَافِي كَمَالَ التَّوْحِيدِ الْوَاجِبِ.

شرک اصغر سے انسان نہ تو مرتد ہوتا ہے اور نہ ہی دائمی جہنمی، البتہ یہ واجب توحید کمال کے منافی ہے۔

أَمَّا النَّوْعُ الثَّالِثُ: وَهُوَ **الشِّرْكُ الْخَفِيُّ**، فَدَلِيلُهُ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «**أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟**» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «**الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، يَقُومُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ الرَّجُلِ إِلَيْهِ**» رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه.

شرک کی تیسری قسم شرک خفی ہے، جس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ " قَالَ: قُلْنَا: بَلَى. فَقَالَ: "الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ. رواه ابن ماجه- کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتادوں جس کا تمہارے بارے میں مجھے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، تو فرمایا: "شرک خفی" یعنی پوشیدہ شرک، آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی کی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ پاکر اپنی نماز کو خوبصورت بنانے لگے۔
اسے امام احمد نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

وَيَجُوزُ أَنْ يُقَسَّمَ الشِّرْكُ إِلَى نَوْعَيْنِ فَقَطْ: أَكْبَرَ وَأَصْغَرَ، أَمَّا الشِّرْكُ الْخَفِيُّ فَإِنَّهُ يَعُمُّهُمَا.

اور شرک کو دو قسموں میں تقسیم کرنا بھی درست ہے، شرک اکبر اور شرک اصغر، کیونکہ شرک خفی دونوں قسموں کو شامل ہے۔

فَيَقَعُ فِي الْأَكْبَرِ، كَشِرْكِ الْمُنَافِقِينَ؛ لِأَنَّهُمْ يُخْفُونَ عَقَائِدَهُمُ الْبَاطِلَةَ، وَيَتَظَاهَرُونَ بِالْإِسْلَامِ رِيَاءً، وَخَوْفًا عَلَى أَنْفُسِهِمْ.

شرک اکبر میں شرک خفی کی مثال منافقوں کا شرک ہے، کیونکہ وہ اپنے باطل عقیدے کو چھپاتے ہیں اور ریاکاری اور ڈر کی وجہ سے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔

وَيَكُونُ فِي الشِّرْكِ الْأَصْغَرِ؛ كَالرِّيَاءِ، كَمَا فِي حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ الْمُتَقَدِّمِ، وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَذْكُورِ. وَاللهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ.

اور شرک اصغر میں شرک خفی کی مثال ریاکاری ہے جیسا کہ محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایتوں سے ظاہر ہے۔

الدَّرْسُ الخامس: الإِحْسَانُ

پانچواں سبق
احسان

رُكْنُ الْإِحْسَانِ، وَهُوَ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.

احسان یہ ہے کہ آپ اللہ کی عبادت ایسے بجالائیں گویا آپ اسے دیکھ رہے ہوں، اگر ایسی کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو یہ تصور کریں کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

الدَّرْسُ السَّادِسُ: شُرُوطُ الصَّلَاةِ	چھٹا سبق: نماز کی شرطیں

شُرُوطُ الصَّلَاةِ؛ وَهِيَ تِسْعَةٌ:

١- الْإِسْلَامُ.

٢- وَالْعَقْلُ.

٣- وَالتَّمْيِيزُ.

٤- وَرَفْعُ الْحَدَثِ.

٥- وَإِزَالَةُ النَّجَاسَةِ.

٦- وَسِتْرُ الْعَوْرَةِ.

٧- وَدُخُولُ الْوَقْتِ.

٨- وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ.

٩- وَالنِّيَّةُ.

نماز کی ۹ شرطیں ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔

۲۔ عاقل ہونا۔

۳۔ سن تمیز کو پہنچنا۔

۴۔ حدث سے پاک ہونا۔

۵۔ نجاست سے پاک ہونا۔

۶۔ ستر پوشی کرنا۔

۷۔ نماز کے وقت کا داخل ہونا۔

۸۔ قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

۹۔ نیت کرنا۔

الدَّرْسُ السَّابِعُ: أَرْكَانُ الصَّلَاةِ	ساتواں سبق: نماز کے ارکان

أَرْكَانُ الصَّلَاةِ، وَهِيَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ:

١- الْقِيَامُ مَعَ الْقُدْرَةِ.

٢- وَتَكْبِيرَةُ الْإِحْرَامِ.

نماز کے چودہ ارکان ہیں:

۱۔ قیام کرنا اگر اس کی طاقت ہو۔

۲۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔

٣- وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ.

٤- وَالرُّكُوعُ.

٥ - وَالِاعْتِدَالُ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

٦- وَالسُّجُودُ عَلَى الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ.

٧- وَالرَّفْعُ مِنْهُ.

٨- وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

٩- وَالطُّمَأْنِينَةُ فِي جَمِيعِ الْأَفْعَالِ.

١٠ - وَالتَّرْتِيبُ بَيْنَ الْأَرْكَانِ.

١١- وَالتَّشَهُّدُ الْأَخِيرُ.

١٢- وَالْجُلُوسُ لَهُ.

١٣- وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

١٤- وَالتَّسْلِيمَتَانِ.

۳۔ سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

۶۔ سات اعضا پر سجدہ کرنا۔

۷۔ سجدے سے سر اٹھانا۔

۸۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۹۔ نماز کے تمام افعال میں اطمینان کو ملحوظ رکھنا۔

۱۰۔ سارے ارکان کو ترتیب سے انجام دینا۔

۱۱۔ آخری تشہد کا پڑھنا۔

۱۲۔ آخری تشہد کے لیے بیٹھنا۔

۱۳۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنا۔

۱۴۔ دونوں طرف سلام پھیرنا۔

الدَّرسُ الثَّامن:
وَاجِبَاتُ الصَّلَاةِ

وَاجِبَاتُ الصَّلَاةِ، وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ:

١- جَمِيعُ التَّكْبِيرَاتِ غَيْرَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ.

٢- وَقَوْلُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» لِلْإِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ.

٣- وَقَوْلُ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» لِلْكُلِّ.

آٹھواں سبق:
نماز کے واجبات کا ذکر

نماز کے آٹھ واجبات ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کی ساری تکبیریں۔

۲۔ امام اور منفرد کے لئے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کا کہنا۔

٤- وقَوْلُ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» فِي الرُّكُوعِ.

٥- وقَوْلُ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» فِي السُّجُودِ.

٦- وقَوْلُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي» بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

٧- وَالتَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ.

٨- وَالْجُلُوسُ لَهُ.

٣۔امام، مقتدی اور منفرد ہر ایک کے لیے رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ کہنا۔

٤۔رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا۔

٥۔سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا۔

٦۔دونوں سجدوں کے درمیان رب اغفرلي کہنا۔

٧۔پہلا تشہد پڑھنا۔

٨۔پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا۔

الدَّرسُ التَّاسع: بَيَانُ التَّشَـهُّدِ	نواں سبق: تشہد کا بیان
بَيَانُ التَّشَـــهُّدِ، وَهُوَ: «التَّحِيَّاتُ للهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّـلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْـهَدُ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْـهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».	عظمت واحترام کے تمام کلمات، تمام نمازیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لئے لائق ہیں۔اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں آپ کے لئے ہوں۔ہم پر اور اللہ کے دیگر بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود [برحق] نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔
ثُمَّ يُصَـلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَيُبَارِكُ عَلَيهِ؛ فَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».	پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اس طرح: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيم و عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيم و عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اے اللہ! محمد ﷺ پر صلاۃ(فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر اور

تعریف فرما) بھیج اور آل صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابل تعریف بڑی شان والا ہے، اے اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آل محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابل تعریف بڑی شان والا ہے۔

ثُمَّ يَسْتَعِيذُ بِاللَّهِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ مَا شَاءَ، وَلَا سِيَّمَا الْمَأْثُورُ مِنْ ذَلِكَ، وَمِنْهُ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

آخری تشہد میں یہ دعاء پڑھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اے اللہ بے شک میں عذاب قبر، عذاب جہنم سے، اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

پھر جو چاہے دعا کرے خاص طور سے ماثور دعائیں جیسے یہ دعا: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». اے اللہ اپنی یاد، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، لہذا مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

أَمَّا فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ فَيَقُومُ بَعْدَ الشَّهَادَتَيْنِ إِلَى الثَّالِثَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَإِنْ

ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں پہلے تشہد میں شہادتین پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور اگر تشہد میں درود پڑھے تو یہ زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اس بارے میں حدیثیں

صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ أَفْضَلُ؛ لِعُمُومِ الْأَحَادِيثِ فِي ذَلِك، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الثَّالِثَة.

عام ہیں۔پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔

الدَّرسُ العاشر: سُنَنُ الصَّلاة

دسواں سبق: نماز کی سنتیں

سُنَنُ الصَّلَاةِ، وَمِنْهَا:

١- الِاسْتِفْتَاحُ.

٢- جَعْلُ كَفِّ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الصَّدْرِ حِينَ الْقِيَامِ، قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ.

٣- رَفْعُ الْيَدَيْنِ مَضْمُومَتَيِ الْأَصَابِعِ مَمْدُودَةً حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ، أَوِ الْأُذُنَيْنِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ، وَعِنْدَ الرُّكُوعِ، وَالرَّفْعِ مِنْهُ، وَعِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ إِلَى الثَّالِثَة.

٤- مَا زَادَ عَنْ وَاحِدَةٍ فِي تَسْبِيحِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

٥- مَا زَادَ عَلَى قَوْلِ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» بَعْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَمَا زَادَ عَنْ وَاحِدَةٍ فِي الدُّعَاءِ بِالْمَغْفِرَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

٦- جَعْلُ الرَّأْسِ حِيَالَ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ.

٧- مُجَافَاةُ الْعَضُدَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ، وَالْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ، وَالْفَخِذَيْنِ عَنِ السَّاقَيْنِ فِي السُّجُودِ.

نماز کی سنتیں یہ ہیں:

۱۔دعاء استفتاح[ثنا]

۲۔قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھنا۔

۳۔ رفع یدین کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں کاندھوں[مونڈھوں]یادونوں کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوں اور ہتھیلیاں پھیلی ہوں۔اور رفع الیدین کی یہی کیفیت رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھنے کے بعد اور تیسری رکعت کے لیے تشہد سے اٹھنے کے بعد ہوگی۔

۴۔رکوع اور سجدے میں ایک مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا۔

۵۔رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ سے زائد الفاظ کا پڑھنا۔دو سجدوں کے درمیان والی دعا میں "رب اغفرلي"کوایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنا۔

۶۔رکوع کی حالت میں سر کو پیٹھ کے برابر رکھنا۔

۷۔سجدے کی حالت میں دونوں بازؤں کو دونوں پہلوئں سے، پیٹ کو دونوں رانوں سے اور دونوں رانوں کو دونوں پنڈلیوں سے جدا رکھنا۔

۸۔سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین سے الگ رکھنا۔

۹۔تشہد اول اور دو سجدوں کے درمیان دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر ان پر بیٹھنا۔

۱۰۔تین اور چار رکعتوں والی نماز کے آخری تشہد میں تورک کرنا۔یعنی مقعد [کولہے]پر بیٹھنا اس طرح کہ بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے ہو اور دایاں پاؤں کھڑا ہو۔

٨- رَفْعُ الذِّرَاعَيْنِ عَنِ الْأَرْضِ حِينَ السُّجُودِ.

٩- جُلُوسُ الْمُصَلِّي عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى مَفْرُوشَةً، وَنَصْبُ الْيُمْنَى فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

١٠- التَّوَرُّكُ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فِي الرُّبَاعِيَّةِ وَالثُّلَاثِيَّةِ وَهُوَ: الْجُلُوسُ عَلَى مَقْعَدَتِهِ، وَجَعْلُ رِجْلِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ الْيُمْنَى، وَنَصْبُ الْيُمْنَى.

١١- الْإِشَارَةُ بِالسَّبَّابَةِ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي، مِنْ حِينِ يَجْلِسُ إِلَى نِهَايَةِ التَّشَهُّدِ، وَتَحْرِيكُهَا عِنْدَ الدُّعَاءِ.

١٢- الصَّلَاةُ وَالتَّبْرِيكُ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَعَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَآلِ إِبْرَاهِيمَ فِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ.

١٣- الدُّعَاءُ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ.

١٤- الْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، وَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ، وَالِاسْتِسْقَاءِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

١٥- الْإِسْرَارُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَفِي الثَّالِثَةِ مِنَ الْمَغْرِبِ، وَالْأَخِيرَتَيْنِ مِنَ الْعِشَاءِ.

١٦- قِرَاءَةُ مَا زَادَ عَنِ الْفَاتِحَةِ مِنَ الْقُرْآنِ.

مَعَ مُرَاعَاةِ بَقِيَّةِ مَا وَرَدَ مِنَ السُّنَنِ فِي الصَّلَاةِ سِوَى مَا ذَكَرْنَا، وَمِنْ ذَلِكَ: مَا زَادَ عَلَى قَوْلِ الْمُصَلِّي:

١١۔پہلے اور دوسرے تشہد میں شروع سے آخر تک سبابہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرنا اور دعا کے وقت انگلی کو حرکت دینا۔

١٢۔پہلے تشہد میں محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل واصحاب اور ابراہیم علیہ السلام، اوران کے آل پر درود پڑھنا۔

١٣۔آخری تشہد میں دعا کا پڑھنا۔

١٤۔فجر، جمعہ، عیدین اوراستسقا کی نمازوں میں اور نماز مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں جہری قراءت کرنا۔

١٥۔نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی آخری دو رکعتوں میں سری قراءت کرنا۔

١٦۔سورۃ فاتحہ کے ساتھ دیگر قرآنی آیتوں کی تلاوت کرنا۔

مذکورہ بالا سنتوں کے علاوہ دیگر سنتوں کی بھی رعایت واہتمام کرنا، جیسے: امام، مقتدی اور منفرد کا رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ میں واردشدہ الفاظ کا اضافہ کرنا۔

اسی طرح حالت رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کی انگلیاں کشادہ کرکے گھٹنوں پر رکھنا۔

«رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» بَعْدَ الرَّفعِ مِنَ الرُّكُوعِ فِي حَقِّ الْإِمامِ، وَالْمَأْمُومِ، وَالْمُنْفَرِدِ؛ فَإِنَّهُ سُنَّةٌ.

وَمِنْ ذَلِكَ أَيْضًا: وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ مُفَرَّجَتَيِ الْأَصَابِعِ حِينَ الرُّكُوعِ.

الدَّرْسُ الحادي عشر: مُبْطِلاتُ الصَّلاةِ	گیارہواں سبق: نماز کو باطل کرنے والی چیزوں کا بیان
مُبْطِلَاتُ الصَّلَاةِ، وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ:	نماز کو باطل کرنے والی چیزیں آٹھ ہیں:
١- الْكَلَامُ الْعَمْدُ مَعَ الذِّكْرِ وَالْعِلْمِ، أَمَّا النَّاسِي وَالْجَاهِلُ فَلَا تَبْطُلُ صَلَاتُهُ بِذَلِكَ.	۱۔ نماز کی حالت میں جان بوجھ (عمداً) کلام کرنے کی حرمت کا علم رکھتے ہوئے بغیر بھول چوک کے بات کرنا۔
٢- الضَّحِكُ.	۲۔ ہنسنا (اس طرح کہ آواز نکل جائے)۔
٣- الْأَكْلُ.	۳۔ کھانا۔
٤- الشُّرْبُ.	۴۔ پینا۔
٥- انْكِشَافُ الْعَوْرَةِ.	۵۔ بے ستر ہو جانا۔
٦- الِانْحِرَافُ الْكَثِيرُ عَنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ.	۶۔ قبلہ کے رخ سے زیادہ مائل ہو جانا۔
٧- الْعَبَثُ الْكَثِيرُ الْمُتَوَالِي فِي الصَّلَاةِ	۷۔ نماز میں کثرت کے ساتھ پے درپے بے جا حرکتیں کرنا۔
٨- انْتِقَاضُ الطَّهَارَةِ.	۸۔ وضو کا ٹوٹ جانا۔

الدَّرْسُ الثَّاني عشر: شُرُوطُ الْوُضُوءِ	بارہواں سبق: وضو کی شرطیں
شُرُوطُ الْوُضُوءِ، وَهِيَ عَشَرَةٌ:	وضو کی دس شرطیں ہیں:
١- الْإِسْلَامُ.	۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔

٢- وَالْعَقْلُ.

٣- وَالتَّمْيِيزُ.

٤- وَالنِّيَّةُ.

٥- وَاسْتِصْحَابُ حُكْمِهَا بِأَلَّا يَنْوِيَ قَطْعَهَا حَتَّى تَتِمَّ طَهَارَتُهُ.

٦- وَانْقِطَاعُ مُوجِبِ الْوُضُوءِ.

٧- وَاسْتِنْجَاءٌ أَوِ اسْتِجْمَارٌ قَبْلَهُ.

٨- وَطُهُورِيَّةُ مَاءٍ وَإِبَاحَتُهُ.

٩- وَإِزَالَةُ مَا يَمْنَعُ وُصُولَهُ إِلَى الْبَشَرَةِ.

١٠- وَدُخُولُ وَقْتِ الصَّلاةِ فِي حَقِّ مَنْ حَدَثُهُ دَائِمٌ.

٣۔ باشعور ہونا۔

٤۔ نیت کرنا۔

٥۔ وضو مکمل ہونے تک نیت نہ توڑنا۔

٦۔ وضو کرتے ہوئے کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔

٧۔ وضو سے پہلے استنجاء یا استجمار کرنا۔ (قضائے حاجت کی صورت میں)

٨۔ پانی کا پاک اور مباح ہونا۔

٩۔ ایسی چیزوں کو زائل کرنا جو جلد تک پانی پہنچنے سے روکتی ہوں۔

١٠۔ وقت نماز کا داخل ہونا اس شخص کے حق میں جس کا وضو بار بار ٹوٹ جاتا ہو (یعنی ٹھیک نماز سے پہلے وضو کرے)۔

الدَّرْسُ الثَّالِثَ عَشَر: فُرُوضُ الْوُضُوءِ

فُرُوضُ الْوُضُوءِ، وَهِيَ سِتَّةٌ:

١- غَسْلُ الْوَجْهِ؛ وَمِنْهُ الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ.

٢- وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ.

٣- وَمَسْحُ جَمِيعِ الرَّأْسِ؛ وَمِنْهُ الْأُذُنَانِ.

٤- وَغَسْلُ الرِّجْلَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ.

٥- وَالتَّرْتِيبُ.

تیرہواں سبق: وضو کے فرائض

وضو کے چھ فرائض ہیں:

١۔ چہرے کا دھونا: اور اسی میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور اس کو صاف کرنا بھی شامل ہے۔

٢۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

٣۔ پورے سر کا مسح کرنا اور اسی میں دونوں کان کا مسح بھی شامل ہے۔

٤۔ دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

٥۔ فرائض وضو کو ترتیب سے ادا کرنا۔

٦۔ اعضاء وضو کو پے در پے دھونا۔

٦- وَالْمُوَالَاةُ.

وَيُسْتَحَبُّ تَكْرَارُ غَسْلِ الْوَجْهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَهَكَذَا الْمَضْمَضَةُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَالْفَرْضُ مِنْ ذَلِكَ مَرَّةٌ وَاحِدَةٌ، أَمَّا مَسْحُ الرَّأْسِ فَلَا يُسْتَحَبُّ تَكْرَارُهُ كَمَا دَلَّتْ عَلَى ذَلِكَ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ.

چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کو تین تین بار دھونا مستحب ہے، فرض صرف ایک بار دھونا ہے۔اور یہی حکم کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ہے، البتہ صحیح احادیث کی روشنی میں سر کا مسح ایک سے زائد بار مستحب نہیں ہے۔

الدَّرْسُ الرَّابِعَ عشر: نَوَاقِضُ الْوُضُوءِ

چودہواں سبق: وضو کو توڑنے والی چیزیں

نَوَاقِضُ الْوُضُوءِ؛ وَهِيَ سِتَّةٌ:

١- الْخَارِجُ مِنَ السَّبِيلَيْنِ.

٢- وَالْخَارِجُ الْفَاحِشُ النَّجِسُ مِنَ الْجَسَدِ.

٣- وَزَوَالُ الْعَقْلِ بِنَوْمٍ أَوْ غَيْرِهِ.

٤- وَمَسُّ الْفَرْجِ بِالْيَدِ قُبُلًا كَانَ أَوْ دُبُرًا مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ.

٥- وَأَكْلُ لَحْمِ الْإِبِلِ.

٦- وَالرِّدَّةُ عَنِ الْإِسْلَامِ، أَعَاذَنَا اللهُ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ ذَلِكَ.

وضو کو توڑنے والی چیزیں چھ ہیں:

۱۔دونوں شرمگاہوں سے کسی چیز کا نکلنا۔

۲۔جسم سے نجس چیزوں کا کافی مقدار میں نکلنا۔

۳۔سونے یا اور کسی وجہ سے عقل کا زائل ہونا۔

۴۔دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک کو بغیر کسی حائل کے ہاتھ سے چھونا۔

۵۔اونٹ کا گوشت کھانا۔

۶۔اسلام سے مرتد ہونا۔

تَنْبِيهٌ هَامٌّ: أَمَّا غَسْلُ الْمَيِّتِ: فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ لِعَدَمِ الدَّلِيلِ عَلَى ذَلِكَ، لَكِنْ لَوْ أَصَابَتْ يَدُ الْغَاسِلِ فَرْجَ الْمَيِّتِ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.

اہم تنبیہات:

راجح قول کے مطابق میت کو غسل دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہی اکثر علماء کا فتوی ہے، کیوں کہ اس پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے، سوائے اس کے کہ غسل

وَالْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَلَّا يَمسَّ فَرجَ الْميِّتِ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حَائِلٍ.

دینے والا میت کی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے چھولے تو اس پر وضو واجب ہوگا، اور غسل دینے والے کے اوپر واجب ہے کہ وہ میت کی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے نہ چھوئے۔

وَهَكَذَا مَسُّ الْمَرْأَةِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ مُطْلَقًا، سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ عَنْ شَهْوَةٍ، أَوْ غَيْرِ شَهْوَةٍ فِي أَصَحِّ قَوْلَيِ الْعُلَمَاءِ، مَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

اسی طرح علماء کے دو قول میں سے صحیح ترین قول کے مطابق بیوی کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا چاہے شہوت سے چھوئے یا بغیر شہوت کے، بشرطیکہ شرمگاہ سے کوئی چیز نہ نکلے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیا اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

أَمَّا قَوْلُ اللهِ سُبْحَانَهُ فِي آيَتَي النِّسَاءِ وَالْمَائِدَةِ: ﴿أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ﴾، فَالْمُرَادُ بِهِ: الْجِمَاعُ، فِي الْأَصَحِّ مِنْ قَوْلَيِ الْعُلَمَاءِ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَجَمَاعَةٍ مِن السَّلَفِ وَالْخَلَفِ، وَاللهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ﴾ (النساء: ٤٣) [یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو] اس سے مراد علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول کے مطابق جماع [ہمبستری] ہے اور یہی قول ابن عباس اور سلف وخلف کی ایک جماعت سے منقول ہے۔

الدَّرْسُ الخامس عشر:
التَّحَلِّي بِالْأَخْلَاقِ الْمَشْرُوعَةِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

پندرہواں سبق:
ہر مسلمان کا اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا

التَّحَلِّي بِالْأَخْلَاقِ الْمَشْرُوعَةِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَمِنْهَا: الصِّدْقُ، وَالْأَمَانَةُ، وَالْعَفَافُ، وَالْحَيَاءُ، وَالشَّجَاعَةُ، وَالْكَرَمُ، وَالْوَفَاءُ، وَالنَّزَاهَةُ عَنْ كلِّ مَا حَرَّمَ اللهُ، وَحُسْنُ الْجِوَارِ، وَمُسَاعَدَةُ ذَوِي الْحَاجَةِ حَسَبَ الطَّاقَةِ، وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأَخْلَاقِ الَّتِي دَلَّ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ عَلَى شَرْعِيَّتِهَا.

ہر مسلمان کو اخلاق کریمانہ سے آراستہ ہونا چاہیے، اور بعض اچھے اخلاق یہ ہیں:

سچائی، امانت، پاکدامنی، حیا، بہادری، سخاوت، وفا، اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے دوری، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور حسب طاقت حاجت مندوں کی مدد، اور ہر وہ اخلاق جس کو اپنانے پر کتاب وسنت کی دلیل موجود ہے۔

الدَّرْسُ السَّادس عشر:
التَّأَدُّبُ بِالآدَابِ الإِسْلامِيَّةِ

التَأَدُّبُ بِالْآدَابِ الْإِسْلَامِيَّةِ، وَمِنْهَا: السَّلَامُ، وَالْبَشَاشَةُ، وَالْأَكْلُ بِالْيَمِينِ وَالشُّرْبُ بِهَا، وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ الِابْتِدَاءِ، وَالْحَمْدُ عِنْدَ الْفَرَاغِ، وَالْحَمْدُ بَعْدَ الْعُطَاسِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ لِلصَّلَاةِ وَالدَّفْنِ، وَالْآدَابُ الشَّرْعِيَّةُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ أَوِ الْمَنْزِلِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُمَا، وَعِنْدَ السَّفَرِ، وَمَعَ الْوَالِدَيْنِ، وَالْأَقَارِبِ، وَالْجِيرَانِ، وَالْكِبَارِ وَالصِّغَارِ، وَالتَّهْنِئَةُ بِالْمَوْلُودِ، وَالتَّبْرِيكُ بِالزَّوَاجِ، وَالتَّعْزِيَةُ فِي الْمُصَابِ، وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْآدَابِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِي اللُّبْسِ وَالْخَلْعِ وَالِانْتِعَالِ.

سولھواں سبق:
اسلامی آداب سے مزین ہونا

ہر مسلمان کو اسلامی آداب سے مزین ہونا چاہیے، جن میں سے بعض یہ ہیں:

سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا، خندہ پیشانی سے ملنا، دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا، کام کے شروع میں اللہ کا نام لینا، کام کی تکمیل پر اللہ کی حمد بیان کرنا، چھینک آنے پر اللہ کی حمد بیان کرنا، چھینکنے والا جب اللہ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، نماز جنازہ اور میت کی تدفین کے لیے جنازے کے پیچھے چلنا۔ مسجد اور گھر میں بوقت دخول وخروج ،بوقت سفر، والدین، رشتہ دار، پڑوسی، بڑے اور چھوٹے کے ساتھ شرعی آداب کا پاس ولحاظ رکھنا، بچے کی پیدائش کے وقت مبارکبادی دینا، شادی میں برکت کی دعائیں دینا اور مصیبت میں تعزیت کرنا وغیرہ اسلامی آداب میں سے ہیں۔ اسی طرح کپڑا پہننے، کپڑا اتارنے اور چپل وجوتا پہننے میں بھی اسلامی آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

الدَّرْسُ السَّابع عشر:
التَّحْذِيرُ مِنَ الشِّرْكِ وَأَنْوَاعِ الْمَعَاصِي

الْحَذَرُ وَالتَّحْذِيرُ مِنَ الشِّرْكِ وَأَنْوَاعِ الْمَعَاصِي.

وَمِنْهَا: السَّبعُ الْمُوبِقَاتُ الْمُهْلِكَاتُ؛ وَهِيَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.

سترہواں سبق:
شرک اور تمام طرح کے گناہوں کے ارتکاب کرنے سے ڈرانا

ان میں سے چند یہ ہیں: سات ہلاک کردینے والے گناہ، اور وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ایسی جان کا قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق طریقے سے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور مومنہ، پاکدامن اور برائی سے غافل خواتین پر تہمت لگانا۔

وَمِنْهَا: عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، وَالْأَيْمَانُ الْكَاذِبَةُ، وَإِيذَاءُ الْجَارِ، وَظُلْمُ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ، وَالْأَمْوَالِ، وَالْأَعْرَاضِ، وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ، وَلَعِبُ الْقِمَارِ ــ وَهُوَ: الْمَيْسِرُ ــ، وَالْغِيبَةُ، وَالنَّمِيمَةُ، وَغَيْرُ ذَلِكَ مِمَّا نَهَى اللهُ ﷻ عَنْهُ، أَوْ رَسُولُهُ ﷺ.

انہیں گناہوں میں سے یہ بھی ہیں: والدین کی نافرمانی کرنا، قطع رحمی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسم کھانا، پڑوسی کو تکلیف دینا، لوگوں کی جان، مال اور عزت وآبرو پر حملہ کرنا، شراب نوشی کرنا، جوا کھیلنا، غیبت کرنا اور چغلی کھانا اور وہ تمام اعمال جن سے اللہ تعالی یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

الدَّرْسُ الثَّامِنَ عَشَر: تَجْهِيزُ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ وَدَفْنُهُ

اٹھارہواں سبق: میت کی تجہیز وتکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان

وَإِلَيْكَ تَفْصِيلُ ذَلِكَ:

اس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

أَوَّلًا: يُشْرَعُ تَلْقِينُ الْمُحْتَضِرِ: (لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ»، رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ، وَالْمُرَادُ بِالْمَوْتَى فِي هَذَا الْحَدِيثِ: الْمُحْتَضِرُونَ، وَهُمْ مَنْ ظَهَرَتْ عَلَيْهِمْ أَمَارَاتُ الْمَوْتِ.

پہلی بات: موت کے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کی تلقین کرنا مشروع ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقنوا موتاكم: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ اپنے مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کی تلقین کرو، اور مرنے والے سے مراد یہ ہے کہ جن پر موت کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہوں۔

ثَانِيًا: إِذَا تَيَقَّنَ مَوْتُهُ أُغْمِضَتْ عَيْنَاهُ وَشُدَّ لَحْيَاهُ؛ لِوُرُودِ السُّنَّةِ بِذَلِكَ.

دوسری بات: جب موت کا یقین ہو جائے تو میت کی دونوں آنکھیں بند کر دی جائیں اور دونوں ڈارھ کو باندھ دینا چاہئے (تاکہ منھ کھلا نہ رہے)، جیسا کہ سنت سے ثابت ہے۔

ثَالِثًا: يَجِبُ تَغْسِيلُ الْمَيِّتِ الْمُسْلِمِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ شَهِيدًا مَاتَ فِي الْمَعْرَكَةِ فَإِنَّهُ لَا يُغَسَّلُ وَلَا يُصَلَّى عَلَيْهِ؛ بَلْ يُدْفَنُ فِي ثِيَابِهِ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُغَسِّلْ قَتْلَى أُحُدٍ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ.

تیسری بات: مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے، الا یہ کہ کسی نے معرکے میں شہادت پائی ہو، تو اسے نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، بلکہ اسی شہادت والے کپڑے میں دفن کر دیا جائے گا، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے جنگ احد کے مقتولین کو نہ تو غسل دیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

رَابِعًا: صِفَةُ غَسْلِ المَيِّتِ: أَنَّهُ تُسْتَرُ عَوْرَتُهُ، ثُمَّ يُرْفَعُ قَلِيلًا وَيُعْصَرُ بَطْنُهُ عَصْرًا رَفِيقًا، ثُمَّ يَلُفُّ الغَاسِلُ عَلَى يَدِهِ خِرْقَةً أَوْ نَحْوَهَا فَيُنَجِّيهِ بِهَا، ثُمَّ يُوَضِّئُهُ وُضُوءَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَلِحْيَتَهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ أَوْ نَحْوِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ، ثُمَّ الْأَيْسَرَ، ثُمَّ يَغْسِلُهُ كَذَلِكَ مَرَّةً ثَانِيَةً وَثَالِثَةً، يُمِرُّ فِي كُلِّ مَرَّةٍ يَدَهُ عَلَى بَطْنِهِ، فَإِنْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَهُ، وَسَدَّ المَحَلَّ بِقُطْنٍ أَوْ نَحْوِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَمْسِكْ فَبِطِينٍ حُرٍّ، أَوْ بِوَسَائِلِ الطِّبِّ الحَدِيثَةِ؛ كَاللَّزْقِ وَنَحْوِهِ، وَيُعِيدُ وُضُوءَهُ، وَإِنْ لَمْ يُنَقَّ بِثَلَاثٍ زِيدَ إِلَى خَمْسٍ، أَوْ إِلَى سَبْعٍ، ثُمَّ يُنَشِّفُهُ بِثَوْبٍ، وَيَجْعَلُ الطِّيبَ فِي مَغَابِنِهِ، وَمَوَاضِعِ سُجُودِهِ، وَإِنْ طَيَّبَهُ كُلَّهُ كَانَ حَسَنًا، وَيُجَمِّرُ أَكْفَانَهُ بِالْبَخُورِ، وَإِنْ كَانَ شَارِبُهُ أَوْ أَظْفَارُهُ طَوِيلَةً أَخَذَ مِنْهَا، وَإِنْ تَرَكَ ذَلِكَ فَلَا حَرَجَ، وَلَا يُسَرِّحُ شَعْرَهُ، وَلَا يَحْلِقُ عَانَتَهُ، وَلَا يَخْتِنُهُ؛ لِعَدَمِ الدَّلِيلِ عَلَى ذَلِكَ، وَالمَرْأَةُ يُظْفَرُ شَعْرُهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، وَيُسْدَلُ مِنْ وَرَائِهَا.

چوتھی بات: میت کو غسل دینے کا طریقہ: شرمگاہ پر پردہ ڈال دے، پھر تھوڑا اوپر اٹھا کر پیٹ کو نرمی سے دبائے، پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ میں کپڑے کا ٹکڑا یا اس جیسی کوئی چیز لپیٹ لے اور اس کے ذریعے صاف کرے، پھر اس کو وضو جیسا وضو کرائے، پھر سر اور داڑھی کو پانی اور بیری کے پتے یا اسی جیسی کسی چیز سے دھوئے، پھر دائیں پہلو کو غسل دے، پھر بائیں کو بھی، اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی غسل دے، اور ہر مرتبہ ہاتھ کو پیٹ سے گزارے، اور کچھ نکلے تو اسے دھو دے، اور اس جگہ کو روئی یا اسی جیسی کسی چیز سے بند کر دے، اگر اس کے باوجود نہ رکے تو خالص مٹی، یا کسی جدید طبی طریقے سے بند کرے؛ جیسے: چپکنے والا کوئی مادہ، اور دوبارہ وضو کرائے، اور اگر تین مرتبہ سے صفائی حاصل نہ ہو تو پانچ یا سات بار غسل دے، پھر کپڑے سے پانی کو خشک کرے، اور دونوں بغل اور زانوں کے باطنی حصہ اور سجدے کی جگہوں کو خوشبو لگائے، اور اگر پورے جسم میں لگا دے تو اچھی بات ہے، پھر کفن کو بخور کی دھونی دے، اگر مونچھیں یا ناخن لمبے ہوں تراش دے اور اگر چھوڑ بھی دے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور بال کو نہ سلجھائے [کنگھی نہ دے]، اور زیر ناف صاف نہ کرے اور نہ ہی ختنہ کرے، اس لیے کہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں، اور عورت کے بال کی تین چوٹیاں بنا دی جائیں اور پیچھے کی طرف لٹکا دی جائیں۔

خَامِسًا: تَكْفِينُ المَيِّتِ: الْأَفْضَلُ أَنْ يُكَفَّنَ الرَّجُلُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ؛ كَمَا فُعِلَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، يُدْرَجُ فِيهَا إِدْرَاجًا، وَإِنْ كُفِّنَ فِي قَمِيصٍ وَإِزَارٍ وَلِفَافَةٍ فَلَا بَأْسَ.

پانچویں بات: میت کو کفن دینا: افضل یہ ہے کہ مرد کو تین سفید کپڑے میں کفن دیا جائے جس میں کرتا اور پگڑی نہ ہو، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا، اور کفن کے کپڑے کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا جائے، اور اگر ایک قمیص، تہہ بند اور چادر میں کفن دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور عورت کو پانچ

وَالْمَرْأَةُ تُكَفَّنُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ: دِرْعٍ، وَخِمَارٍ، وَإِزَارٍ، وَلِفَافَتَيْنِ.

وَيُكَفَّنُ الصَّبِيُّ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ إِلَى ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ، وَتُكَفَّنُ الصَّغِيرَةُ فِي قَمِيصٍ وَلِفَافَتَيْنِ.

وَالْوَاجِبُ فِي حَقِّ الْجَمِيعِ ثَوْبٌ وَاحِدٌ يَسْتُرُ جَمِيعَ الْمَيِّتِ.

کپڑے میں کفن دیا جائے گا: قمیص، اوڑھنی، تہہ بند اور دو چادر۔(پانچ کپڑے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔مترجم)

اور بچے کو ایک کپڑے سے تین کپڑے میں کفن دیا جائے، اور ایک بچی ایک قمیص اور دو چادر میں کفنایا جائے۔

اور سبھوں کے حق میں واجب ایک کپڑا ہے جو میت کے پورے جسم کو ڈھانپ دے۔

لَكِنْ إِذَا كَانَ **الْمَيِّتُ مُحْرِمًا** فَإِنَّهُ يُغَسَّلُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَيُكَفَّنُ فِي إِزَارِهِ وَرِدَائِهِ أَوْ فِي غَيْرِهِمَا، وَلَا يُغَطَّى رَأْسُهُ وَلَا وَجْهُهُ، وَلَا يُطَيَّبُ؛ لِأَنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا، كَمَا صَحَّ بِذَلِكَ الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

وَإِنْ كَانَ **الْمُحْرِمُ امْرَأَةً** كُفِّنَتْ كَغَيْرِهَا، وَلَكِنْ لَا تُطَيَّبُ، وَلَا يُغَطَّى وَجْهُهَا بِنِقَابٍ، وَلَا يَدَاهَا بِقُفَّازَيْنِ، وَلَكِنْ يُغَطَّى وَجْهُهَا وَيَدَاهَا بِالْكَفَنِ الَّذِي كُفِّنَتْ فِيهِ؛ كَمَا تَقَدَّمَ بَيَانُ صِفَةِ تَكْفِينِ الْمَرْأَةِ.

اگر میت حالت احرام میں ہو تو پانی اور بیری کے پتہ سے غسل دیا جائے اور اسی تہہ بند اور چادر میں یا ان دونوں کے علاوہ کچھ ہو تو اسی میں کفن دیا جائے، اور اس کے بال اور چہرے کو نہ ڈھانکا جائے، اور نہ ہی اسے خوشبو لگائی جائے؛ اس لیے کہ وہ بروز قیامت تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھایا جائے گا، جیسا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث منقول ہے۔

اور اگر حالت احرام میں عورت ہو تو اسے دوسری عورت کی طرح کفن دیا جائے، لیکن خوشبو نہ لگائی جائے، نہ ہی چہرے کو نقاب سے چھپایا جائے اور نہ ہی دونوں ہاتھوں میں دستانہ پہنایا جائے، لیکن چہرے اور دونوں ہاتھ کو اس کپڑے سے چھپایا جائے جس میں اسے کفن دیا گیا ہے، جیسا کہ اس کا بیان عورت کو کفن دینے کے طریقے میں گزرا۔

سَادِسًا: أَحَقُّ النَّاسِ بِغَسْلِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَدَفْنِهِ: وَصِيُّهُ فِي ذَلِكَ، ثُمَّ الْأَبُ، ثُمَّ الْجَدُّ، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنَ الْعَصَبَاتِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ.

وَالْأَوْلَى بِغَسْلِ الْمَرْأَةِ: وَصِيَّتُهَا، ثُمَّ الْأُمُّ، ثُمَّ الْجَدَّةُ، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنْ نِسَائِهَا.

چھٹی بات: میت کو غسل دینے، اس کی نماز جنازہ پڑھانے اور اسے دفن کرنے کا سب سے زیادہ حق وہ شخص رکھتا ہے جس کے بارے میں میت نے وصیت کی ہو، پھر اس کا باپ، پھر دادا، پھر عصبات میں سے جو اس سے زیادہ قریب ہو۔ یہ حکم مرد کے حق میں ہے۔

اور عورت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ وہ حق رکھتی ہے جس کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو، پھر اس کی ماں، پھر دادی نانی، پھر عورتوں میں جو اس سے زیادہ قریب ہو۔

وَلِلزَّوْجَينَ أَنْ يَغْسِلَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ؛ لِأَنَّ الصِّدِّيقَ غَسَّلَتْهُ زَوْجَتُهُ، وَلِأَنَّ عَلِيًّا غَسَّلَ زَوْجَتَهُ فَاطِمَةَ ف.

میاں بیوی کا حکم یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، اس لیے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی نے غسل دیا تھا، اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔

سَابِعًا: صِفَةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ: يُكَبِّرُ أَرْبَعًا، وَيَقْرَأُ بَعْدَ الْأُولَى: الْفَاتِحَة، وَإِنْ قَرَأَ مَعَهَا سُورَةً قَصِيرَةً أَوْ آيَةً أَوْ آيَتَيْنِ فَحَسَنٌ، لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ الْوَارِدِ فِي ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ق، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ كَصَلَاتِهِ فِي التَّشَهُّدِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ، وَيَقُولُ: «**اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ ا لدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ**»، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ، وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً عَنْ يَمِينِهِ.

ساتویں بات: میت پر نماز پڑھنے کا طریقہ: چار مرتبہ تکبیر کہی جائے، پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے، اور اگر اس کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت یا ایک آیت یا دو آیت پڑھ لے تو اچھی بات ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس ضمن میں صحیح روایت وارد ہے، پھر دوسری تکبیر کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں درود پڑھنے کی طرح درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہی جائے، اور یہ دعاء پڑھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَ صَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِ سْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔

اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو، مذکر اور مؤنث کو۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھ اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے موت دے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد تو ہمیں گمراہ نہ کر۔

اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ – أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ –

اے اللہ تو اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی فرما، اس کی قبر کو کشادہ کردے، اس کے گناہوں کو پانی اولوں اور برف سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کردے جیسے سفید کپڑے

کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اسے اس کے دنیا والے گھر سے بہتر گھر، لوگوں میں سے بہتر لوگ، اور اس جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل کر دے اور قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے بچا، اور اس کے لیے قبر میں کشادگی پیدا کر دے اور نور عطا فرما۔

پھر چوتھی تکبیر کہے اور دائیں جانب ایک سلام کہے،

وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

اور مستحب یہ ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے [دونوں ہاتھ اٹھائے]

وَإِذَا كَانَ الْمَيِّتُ امْرَأَةً يُقَالُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهَا... إلخ».

اگر میت عورت ہو تو کہا جائے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهَا ---- الخ}۔

وَإِذَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ اثْنَتَيْنِ يُقَالُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا... إلخ».

اگر جنازہ دو شخص کا ہو تو کہا جائے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُمَا ---- الخ}۔

وَإِنْ كَانَتِ الْجَنَائِزُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ... إلخ».

اگر جنازے میں دو سے زیادہ میت ہوں تو کہے: { اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُم ---- الخ}۔

أَمَّا إِذَا كَانَ فَرَطًا فَيُقَالُ بَدَلَ الدُّعَاءِ لَهُ بِالْمَغْفِرَةِ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ، وَشَفِيعًا مُجَابًا، اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِمْ بِهِ أُجُورَهُمَا، وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ سَلَفِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاجْعَلْهُ فِي كَفَالَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيمِ».

اگر بچے کا جنازہ ہو تو مندرجہ بالا دعاؤں کی جگہ یہ کہے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا وَذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ، وَشَفِيعًا مُجَابًا، اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِمْ بِهِ أُجُورَهُمَا، وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ سَلَفِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاجْعَلْهُ فِي كَفَالَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيمِ».

اے اللہ اسے آگے جانے والا (سفارشی) اور اپنے والدین کے لیے ذخیرہ بنادے، اور ان کے لیے ایسا سفارشی بنادے جس کی سفارش قبول ہو۔ اے اللہ اس کے ذریعے دونوں کے میزان عمل کو وزنی بنا دے، اور اس کے ذریعے دونوں کے اجر کو عظیم بنادے، اور اس کو مومنوں کے سلف صالحین سے ملادے، اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں کر دے، اور اس کو اپنی رحمت سے عذاب جہنم سے بچا۔

وَالسُّـنَّةُ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ حِذَاءَ رَأْسِ الرَّجُلِ، وَوَسَطَ الْمَرْأَةِ، وَأَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ إِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ، وَالْمَرْأَةُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ، وَإِنْ كَانَ مَعَهُمْ أَطْفَالٌ قُدِّمَ الصَّبِيُّ عَلَى الْمَرْأَةِ، ثُمَّ الْمَرْأَةُ، ثُمَّ الطِّفْلَةُ، وَيَكُونُ رَأْسُ الصَّبِيِّ حِيَالَ رَأْسِ الرَّجُلِ،

اور سنت یہ ہے کہ مرد کا جنازہ ہو تو امام اس کے سر کے سامنے اور عورت کا ہو تو اس کے درمیان میں کھڑا ہو، اور اگر اجتماعی جنازہ ہو تو مرد کا جنازہ امام کے نزدیک ہو، اور عورت کا قبلہ کی طرف، اور اگر ان کے ساتھ بچے کا بھی جنازہ ہو تو اسے عورت کے جنازے پر مقدم کیا جائے، پھر عورت کا اور بچی کا جنازہ رکھا جائے اور بچے کا سر مرد کے سر کے برابر ہو اور عورت کا درمیانی حصہ مرد کے سر کے برابر ہو اور اس طرح بچی کا سر عورت کے سر کے برابر ہو اور عورت کا درمیانی حصہ مرد کے سر کے برابر ہو اور نماز میں سب کے سب

وَوَسَطُ الْمَرْأَةِ حِيَالَ رَأْسِ الرَّجُلِ، وَهَكَذَا الطِّفْلَةُ يَكُونُ رَأْسُهَا حِيَالَ رَأْسِ الْمَرْأَةِ، وَيَكُونُ وَسَطُهَا حِيَالَ رَأْسِ الرَّجُلِ، وَيَكُونَ الْمُصَلُّونَ جَمِيعًا خَلْفَ الْإِمَامِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَاحِدًا لَمْ يَجِدْ مَكَانًا خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّهُ يَقِفُ عَنْ يَمِينِهِ.

امام کے پیچھے کھڑے ہوں سوائے اس کے جو امام کے پیچھے جگہ نہ پائے تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو جائے۔

ثَامِنًا: صِفَةُ دَفْنِ الْمَيِّتِ: الْمَشْرُوعُ تَعْمِيقُ الْقَبْرِ إِلَى وَسَطِ الرَّجُلِ، وَأَنْ يَكُونَ فِيهِ لَحْدٌ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ، وَأَنْ يُوضَعَ الْمَيِّتُ فِي اللَّحْدِ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ، وَتُحَلَّ عُقَدُ الْكَفَنِ، وَلَا تُنْزَعُ بَلْ تُتْرَكُ، وَلَا يُكْشَفُ وَجْهُهُ سَوَاءٌ كَانَ الْمَيِّتُ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً، ثُمَّ يُنْصَبُ عَلَيْهِ اللَّبِنُ، وَيُطَيَّنُ حَتَّى يَثْبُتَ وَيَقِيَهِ التُّرَابَ، فَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرِ اللَّبِنُ فَبِغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَلْوَاحٍ، أَوْ أَحْجَارٍ، أَوْ خَشَبٍ يَقِيهِ التُّرَابَ، ثُمَّ يُهَالُ عَلَيْهِ التُّرَابُ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: «**بِاسْمِ اللهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ**»، وَيُرْفَعُ الْقَبْرُ قَدْرَ شِبْرٍ، وَيُوضَعُ عَلَيْهِ حَصْبَاءُ إِنْ تَيَسَّرَ ذَلِكَ، وَيُرَشُّ بِالْمَاءِ.

آٹھویں بات: میت کو دفن کرنے کا طریقہ: مشروع یہ ہے کہ قبر کمر کی گہرائی تک کھودی جائے، اور قبلہ کی جانب اس میں لحد [بغلی قبر] ہو، اور میت کو اس کے دائیں پہلو پر لحد میں رکھا جائے، اور کفن کی گرہ کھول دی جائے، اور بند ھن کو نکالا نہ جائے بلکہ اسی میں چھوڑ دیا جائے، اور میت مرد ہو یا عورت چہرہ نہ کھولا جائے، پھر لحد پر کچی اینٹ نصب کر دی جائے اور مٹی سے لیپ دیا جائے تاکہ مضبوط ہو جائے اور مٹی اس میں داخل نہ ہو، اور اگر کچی اینٹ میسر نہ ہو تو لکڑی کی تختیوں یا پتھروں یا کسی بھی لکڑی سے اس لحد کے منھ کو بند کر دیا جائے تاکہ اندر مٹی داخل نہ ہو۔ پھر قبر کے اوپر مٹی ڈالی جائے، مستحب یہ ہے کہ اس وقت یعنی میت کو قبر میں اتارتے وقت بِسْمِ اللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (رواه أحمد) پڑھا جائے، اور قبر ایک بالشت اونچی کی جائے، اور اگر میسر ہو تو قبر پر چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ دیے جائیں اور پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے۔

وَيُشْرَعُ لِلْمُشَيِّعِينَ أَنْ يَقِفُوا عِنْدَ الْقَبْرِ وَيَدْعُوا لِلْمَيِّتِ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ: «**اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَاسْأَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ**».

اور جنازے میں شریک لوگوں کے لیے مشروع یہ ہے کہ وہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو جائیں اور میت کے لیے دعا کریں، اس لیے کہ نبی ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَاسْأَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ (رواه البيهقي) ترجمہ: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیوں کہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا۔

تَاسِعًا: وَيُشْرَعُ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ بَعْدَ الدَّفْنِ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ، عَلَى أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي حُدُودِ شَهْرٍ فَأَقَلَّ، فَإِنْ كَانَتِ الْمُدَّةُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ لَمْ تُشْرَعِ الصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَ شَهْرٍ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ.

نویں بات: جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اس کے حق میں مشروع یہ ہے کہ دفن کے بعد اس پر نماز پڑھے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے، البتہ یہ نماز ایک ماہ یا اس سے کم مدت کے اندر ادا کی جائے اور اگر دفن کی مدت ایک ماہ سے زیادہ ہو چکی ہو تو ایسی قبر پر نماز پڑھنا درست نہیں، اس لیے کہ ایسا نبی ﷺ سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے میت کی تدفین کے ایک ماہ بعد کسی قبر پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

عَاشِرًا: لَا يَجُوزُ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ أَنْ يَصْنَعُوا طَعَامًا لِلنَّاسِ؛ لِقَوْلِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ الصَّحَابِيِّ الْجَلِيلِ ؓ: «**كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ مِنَ النِّيَاحَةِ**»، رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ، أَمَّا صُنْعُ الطَّعَامِ لَهُمْ أَوْ لِضُيُوفِهِمْ فَلَا بَأْسَ، وَيُشْرَعُ لِأَقَارِبِهِ وَجِيرَانِهِ أَنْ يَصْنَعُوا لَهُمُ الطَّعَامَ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَهُ الْخَبَرُ بِمَوْتِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ فِي الشَّامِ أَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَصْنَعُوا طَعَامًا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ، وَقَالَ: «**إِنَّهُ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ**»، وَلَا حَرَجَ عَلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ أَنْ يَدْعُوا جِيرَانَهُمْ أَوْ غَيْرَهُمْ لِلْأَكْلِ مِنَ الطَّعَامِ الْمُهْدَى إِلَيْهِمْ، وَلَيْسَ لِذَلِكَ وَقْتٌ مَحْدُودٌ فِيمَا نَعْلَمُ مِنَ الشَّرْعِ.

دسویں بات: میت کے اہل خانہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے لیے کھانا بنائیں، جیسا کہ صحابی جلیل جریر بن عبداللہ بجلی فرماتے ہیں: كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ مِنَ النِّيَاحَةِ رواه أحمد، ہم لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر والے کے یہاں جمع ہونے اور کھانا بنانے کو نیاحہ میں شمار کرتے تھے۔

البتہ میت کے اہل خانہ اور ان کے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ میت کے رشتے داروں اور پڑوسیوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ میت کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کریں؛ اس لیے کہ جب نبی ﷺ کو ملک شام سے جعفر بن ابی طالب کی موت کی خبر پہنچی تو اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں، اور کہا: إِنَّهُ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں مشغول کر رکھا ہے (یعنی کھانا بنانے سے روک رکھا ہے)۔

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ اہل میت اپنے پڑوسیوں یا ان کے علاوہ لوگوں کو اس کھانے پر مدعو کریں جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے، اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ شریعت کی جانب سے اس کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔

حَادِي عَشَرَ: لَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ الْإِحْدَادُ عَلَى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا فَإِنَّهُ يَجِبُ

گیارہویں بات: عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے اس عورت کے جس کا شوہر

عَلَيْهَا أَنْ تُحِدَّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَإِلَى وَضْعِ الْحَمْلِ؛ لِثُبُوتِ السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

أَمَّا الرَّجُلُ فَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُحِدَّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْأَقَارِبِ أَوْ غَيْرِهِمْ.

وفات پاجائے تو ایسی عورت پر واجب ہے کہ وہ چار مہینہ دس دن خود کو زیب وزینت سے دور رکھے، اور اگر کوئی حمل والی عورت ہو تو وہ بچہ کی ولادت تک زیب وزینت اختیار نہ کرے، (یعنی حاملہ عورت کی عدتِ وفات وضعِ حمل ہے، اور غیر حاملہ کی چارہ ماہ دس دن۔) اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت سے اس بارے میں ایسا ہی ثابت ہے۔

البتہ سوگ کے حکم سے مرد مستثنی ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی قریبی یا دوسرے شخص کی موت پر سوگ منائے۔

ثَانِيَ عَشَرَ: يُشْرَعُ لِلرِّجَالِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ بَيْنَ وَقْتٍ وَآخَرَ لِلدُّعَاءِ لَهُمْ، وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ، وَتَذَكُّرِ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «**زُورُوا الْقُبُورَ؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ**»، خَرَّجَهُ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ فِي «صَحِيحِهِ»، وَكَانَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ إِذَا زَارُوا الْقُبُورَ أَنْ يَقُولُوا: «**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ، يَرْحَمِ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ**».

بارہویں بات: مردوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ وقفے وقفے سے قبروں کی زیارت کریں، اہل قبور کے لیے اللہ سے مغفرت ورحمت طلب کریں، اپنی موت کو اور اس کے بعد کی زندگی کو یاد کریں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «زُورُوا الْقُبُورَ؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ»، قبر کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے، اور اپنے صحابہ کرام کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبر کی زیارت کریں تو یہ کہیں: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ، يَرْحَمِ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ».

اے اس دیار میں رہنے والے مومنوں اور مسلمانو! آپ لوگوں پر سلامتی ہو، اور بلاشبہ اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں، ہم آپ لوگوں کے لیے اور اپنے لیے اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں، اللہ تعالی ہم میں سے پہلے آنے والے اور بعد میں آنے والے پر رحم فرمائے۔

أَمَّا النِّسَاءُ فَلَيْسَ لَهُنَّ زِيَارَةُ الْقُبُورِ؛ لِأَنَّ الرَّسُولَ ﷺ «**لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ**»، وَلِأَنَّهُنَّ يُخْشَى مِنْ زِيَارَتِهِنَّ الْفِتْنَةُ، وَقِلَّةُ الصَّبْرِ.

وَهَكَذَا لَا يَجُوزُ لَهُنَّ اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ إِلَى الْمَقْبَرَةِ؛ لِأَنَّ الرَّسُولَ ﷺ نَهَاهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي الْمُصَلَّى فَهِيَ مَشْرُوعَةٌ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ جَمِيعًا.

رہی بات عورتوں کی تو ان کے لیے قبروں کی زیارت مشروع نہیں ہے؛ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے {قبر کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے}، اور اس لیے بھی انہیں قبروں کی زیارت سے روکا گیا ہے کہ ان کی زیارت سے فتنہ کا اندیشہ ہو سکتا ہے، اور وہ صبر نہیں کر سکتی ہیں۔

اسی طرح ان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ جنازہ کے پیچھے پیچھے قبرستان تک جائیں؛ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، جہاں تک مسجد یا مصلیٰ میں نماز جنازہ پڑھنے کی بات ہے تو یہ مرد وزن سبھوں کے لیے مشروع ہے۔

اسی بات پر یہ رسالہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

هَذَا آخِرُ مَا تَيَسَّرَ جَمْعُهُ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ وَصَحْبِهِ.

هَذَا آخِرُ مَا تَيَسَّرَ جَمْعُهُ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ وَصَحْبِهِ.

الكتاب الرَّابع:

«ثلاثة الأصول وأدلَّتها»

للإمام المجدِّد:

محمَّد بن عبد الوهَّاب التَّميميِّ رحمه الله

اسم المترجم:	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	محفو محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	:مترجم

بسم الله الرحمن الرحيم

[المقدّمة]	مقدمہ
اعْلَمْ - رَحِمَكَ اللهُ - أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْنَا تَعَلُّمُ أَرْبَعِ مَسَائِلَ:	خوب اچھی طرح جان لیں–اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے- کہ چار مسائل کا جاننا ہمارے اوپر واجب ہے:
الأُولَى: العِلْمُ؛ وَهُوَ: مَعْرِفَةُ اللهِ، ومَعْرِفَةُ نَبِيِّهِ، ومَعْرِفَةُ دِينِ الْإِسْلامِ بِالْأَدِلَّةِ.	پہلا: علم۔ اور علم: دلائل کی روشنی میں، اللہ کی، اس کے نبی ﷺ کی اور دین اسلام کی معرفت حاصل کرنے کا نام ہے۔
الثَّانِيَةُ: الْعَمَلُ بِهِ.	دوسرا: اس پر عمل کرنا ہے
الثَّالِثَةُ: الدَّعْوةُ إِلَيْهِ.	تیسرا: اس کی طرف دعوت دینا
الرَّابِعَةُ: الصَّبرُ علَى الْأَذَى فِيه.	چوتھا: اس راہ میں ملنے والی اذیتوں پر صبر کرنا۔
والدَّليلُ قَوْلُهُ تَعالَى: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿وَالْعَصْرِ * إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ * إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾[العصر].	اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ زمانے کی قسم، بیشک انسان سر تا سر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔
قالَ الشَّافِعِيُّ -رحمه الله تعالى-: «لَوْ مَا أَنْزَلَ اللهُ حُجَّةً علَى خَلْقِهِ إِلَّا هٰذِهِ السُّورَةَ، لَكَفَتْهُمْ».	امام شافعی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: «لَوْ مَا أَنْزَلَ اللهُ حُجَّةً عَلَى خَلْقِهِ إِلَّا هَذِهِ السُّورَةَ لَكَفَتْهُمْ» اگر اللہ نے اس سورت کے علاوہ اپنے مخلوق پر کوئی دوسری حجت نازل نہیں کی ہوتی تو یہی سورت (لوگوں کے لئے) کافی تھی۔

وقَالَ الْبُخَارِيُّ -رحمه الله تَعَالَى-: «بَابٌ: الْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ؛ والدَّلِيلُ قَوْلُهُ تعَالَى: ﴿فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ﴾ [محمد:١٩]؛ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ» قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ.

امام بخاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: «بَابٌ: العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ». ”قول وعمل سے پہلے علم (حاصل کرنے) کا باب“۔

اور دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾.

سو (اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔

تو (اللہ تعالی نے) قول وعمل سے پہلے علم سے شروع کیا ہے۔

۞ اعْلَمْ - رَحِمَكَ اللهُ -: أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ومُسْلِمَةٍ، تَعَلُّمُ ثَلَاثِ هٰذِهِ الْمَسَائِلِ، وَالْعَمَلُ بِهِنَّ:

اللہ تم پر رحم فرمائے، جان لو! کہ ہر مسلمان مرد وعورت پر ان تین مسائل کا جاننا اور ان پر عمل کرنا واجب ہے:

الْأُولَى: أَنَّ اللهَ خَلَقَنَا، وَرَزَقَنَا، وَلَمْ يَتْرُكْنَا هَمَلًا؛ بَلْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُولًا، فَمَنْ أَطَاعَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَاهُ دَخَلَ النَّارَ.

والدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَٰهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۞ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ ٱلرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا﴾ [المزمل:١٥-١٦].

پہلا (مسئلہ): یقیناً اللہ تعالی نے ہمیں پیدا کیا، وہی ہمیں رزق دیتا ہے، اور اس نے ہمیں یونہی بے کار نہیں چھوڑ دیا، بلکہ ہماری رشد وہدایت کے لیے رسول بھیجا، اب جس نے اس کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی وہ جہنم رسید ہوگا۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَٰهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ ٱلرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا﴾ بیشک ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر گواہی دینے والا رسول بھیج دیا ہے، جیسے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا، تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت (وبال کی) پکڑ میں پکڑ لیا۔

الثَّـانِيَـةُ: أَنَّ اللهَ لَا يرضَى أَن يُشْرَكَ مَعَـهُ أَحَدٌ فِي عِبادَتِـهِ، لَا مَلَـكٌ مُقَـرَّبٌ، وَلَا نَبِـيٌّ مُرْسَلٌ.

والدَّلِيلُ قَوْلُـــهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنَّ ٱلْمَسَـٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾ [الجن:١٨].

دوسرا (مسئلہ): اللہ تعالی اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے، خواہ وہ کوئی برگزیدہ فرشتہ، یا کوئی نبی ورسول ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿وَأَنَّ ٱلْمَسَـٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾.

اور مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

الثَّالِثَـةُ: أَنَّ مَنْ أَطَاعَ الرَّسُولَ وَوَحَّدَ اللهَ، لَا يَـجُوزُ لَه مُوَالَاةُ مَنْ حَادَّ اللهَ وَرَسُـولَه، وَلَوْ كَانَ أَقْرَبَ قَرِيبٍ.

والدَّلِيلُ قَوْلُـهُ تَعَالَى: ﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓاْ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَـٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾ [المجادلة:٢٢].

تیسرا (مسئلہ): جس نے رسول کی اطاعت کی، اور اللہ کو تنہا (معبود حقیقی) سمجھا، اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ دوستی کرے، خواہ وہ اس کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓاْ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَـٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾. اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ

ﷺ اعلَمْ - أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ -: أنَّ الْحَنِيفِيَّةَ -مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ-: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَحدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ، وَبِذلِكَ أَمَرَ اللهُ جَمِيعَ النَّاسِ، وخَلَقَهُمْ لَهَا؛ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾[الذاريات:٥٦]، وَمَعْنَى «يَعْبُدُونِ»: يُوَحِّدُونِ.

وَأَعْظَمُ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ: التَّوحِيدُ؛ وَهُوَ: إِفْرَادُ اللهِ بِالْعِبَادَةِ.

وَأَعْظَمُ مَا نَهى عَنْهُ: الشِّرْكُ، وَهُوَ: دَعْوَةُ غَيْرِهِ مَعَهُ.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُواْ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ [النِّساء:٣٦].

ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور جن کی تائید اپنی روح (جبریل علیہ السلام) سے کی ہے، اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ الٰہی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

جان لیں! -اللہ آپکو اپنی اطاعت کی توفیق سے نوازے- حنیفیت ملت ابراہیم علیہ السلام یہ ہے کہ:

آپ دین کو خالص کرتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کریں، اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے، اور اسی کے لئے سب کو پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے، کہ وہ صرف میری عبادت کریں) (يَعْبُدُونِ): کا مطلب ہے (يُوَحِّدُونِ)(میری توحید کا اقرار کرتے ہوئے میری ہی عبادت کریں)

سب سے عظیم چیز جس کا حکم اللہ نے دیا ہے، وہ توحید ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔
اور سب سے قبیح چیز جس سے اللہ نے منع کیا ہے وہ شرک ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارا جائے۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُواْ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾ (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو)۔

۞ فَـإِذَا قِيلَ لَكَ: مَا الْأُصُولُ الثَّلَاثَـةُ الَّتِي يَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ مَعْرِفَتُهَا؟

فَقُلْ: مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ رَبَّـهُ، وَدِينَهُ، وَنَبِيَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

جب آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے؟

تو آپ کہیں بندے کا اپنے رب کی، اپنے دین کی، اپنے نبی محمد ﷺ کی معرفت۔

[الأَصْلُ الأَوَّلُ]

فَـإِذَا قِـيلَ لَكَ: مَنْ رَبُّـكَ؟

فَقُـلْ: رَبِّـيَ اللهُ الَّـذِي رَبَّـانِي، وَرَبَّـى جَـمِـيعَ الْعَالَمِينَ بِنِعَمِهِ، وَهُوَ مَعْبُودِي لَيْسَ لِي مَعْـبُودٌ سِوَاهُ.

وَالدَّلِـيلُ قَـوْلُـهُ تَعَالَى: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾.

وَكُـلُّ مَا سِوَى اللهِ عَالَـمٌ، وَأَنَـا وَاحِدٌ مِنْ ذَلِكَ الْعَالَـمِ.

جب آپ سے پوچھا جائے: آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہیں: میرا رب وہ ہے جس نے اپنی نعمتوں سے میری اور سارے جہان کی پرورش کی، اور وہی میرا معبود ہے اس کے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں، اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾ سب تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اللہ کے سوا کائنات کی ہر چیز پر عالم (جہان) کا اطلاق ہوگا، اور میں بھی اس عالَم کا ایک فرد ہوں۔

فَإِذَا قِيلَ لَكَ: بِـمَ عَرَفْتَ رَبَّـكَ؟

فَقُلْ: بِآيَاتِـهِ وَمَخْلُوقَاتِـهِ.

وَمِنْ آيَاتِـهِ: اللَّيْلُ، وَالنَّهَارُ، وَالشَّمسُ، وَالقَمَـرُ.

وَمِنْ مَخْلُوقَاتِـهِ: السَّمَوَاتُ السَّبْـعُ، وَالأَرَضُونَ السَّبْـعُ وَمَنْ فِيـهِنَّ، وَمَا بَـيْنَـهُمَا.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُه تَعَالَى: ﴿لَخَلْقُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ ٱلنَّاسِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ﴾ [غافر: ٥٧].

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ ءَايَـٰتِهِ ٱلَّيْلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمْسُ

جب آپ سے کہا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو آپ کہیں کہ اس کی نشانیوں اور اس کی مخلوقات سے، اور دن ورات اور چاند وسورج اس کی نشانیوں میں سے ہیں، جبکہ ساتوں زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی مخلوقات میں سے ہیں۔

جس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ ءَايَـٰتِهِ ٱلَّيْلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمْسُ وَٱلْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا۟ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾

اور دن اور رات، اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو، بلکہ سجدہ اس اللہ

وَٱلْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا۟ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾ [فصلت:٣٧].

کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴾ [الأعراف:٥٤].

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴾

بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے، اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا رب ہے۔

وَالرَّبُّ هُوَ الْمَعْبُودُ.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۞ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ [البقرة:٢١-٢٢].

قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ -رحمه الله تَعَالَى-: «الْخَالِقُ لِهَٰذِهِ الأَشْيَاءِ؛ هُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ».

اور "جو رب ہے وہی معبود ہے" کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں

روزی دی، خبر دار باوجود جاننے کے اللہ کے ساتھ شریک مقرر نہ کرو۔

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: «ان چیزوں کو پیدا کرنے والا ہی، عبادت کا مستحق ہے»

وَأَنْوَاعُ الْعِـبَادَةِ الَّتِي أَمَـرَ اللهُ بِهَا: - مِثْـلُ: الْإِسْلَام، وَالْإِيـمَانِ، وَالْإِحْسَانِ؛ وَمِنْـهَا: الدُّعَاءُ، وَالْـخَوْفُ، وَالرَّجَـاءُ، وَالتَّـوَكُّـلُ، وَالرَّغْبَـةُ، وَالرَّهْبَـةُ، وَالْـخُشُوعُ، وَالْـخَشْيَـةُ، وَالْإِنَـابَـةُ، وَالاِسْتِـعَانَـةُ، وَالاِسْتِعَاذَةُ، وَالاِسْتِغَاثَـةُ، وَالذَّبْحُ، وَالنَّـذْرُ، وَغَيرُ ذَلِكَ مِن أَنْوَاعِ الْعِـبَادةِ الَّتي أَمَرَ اللهُ بِهَا- كُلُّهَا للهِ تَعَالَى.

عبادت کی اقسام جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے: اسلام، ایمان اور احسان، اور اسی طرح عبادت کی دیگر اقسام، جیسے دعا، خوف، رجا (امید)، توکل، رغبت، رہبت، خشوع، خشیت الہی، انابت (لو لگانا)، استعانت (مدد طلب کرنا)، استعاذہ (پناہ مانگنا)، استغاثہ (داد رسی چاہنا)، ذبح اور نذر و نیاز وغیرہ، یہ سب عبادت کی وہ اقسام ہیں جنہیں اللہ نے صرف اپنے لئے بجالانے کا حکم دیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾ [الجن:١٨].

(اور مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو)۔

فَمَنْ صَرَفَ مِنهَا شَيْـئًـا لِغَـيْـرِ الله؛ فَهُوَ مُشْرِكٌ كَافِرٌ.

جس نے ان عبادتوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے انجام دیا تو وہ مشرک و کافر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴾.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴾ [المؤمنون:١١٧].

(جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں)۔

وَفِي الْحَدِيثِ: «الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ».

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [غافر:٦٠].

اور حدیث میں آیا ہے: «دعاعبادت کا مغز ہے»۔ اور اس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾. اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جولوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

وَدَلِيلُ الْخَوْفِ؛ قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران:١٧٥].

خوف کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو)۔

وَدَلِيلُ الرَّجاءِ؛ قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًا﴾ [الكهف:١١٠].

رجا (اللہ ہی سے امید لگائے رکھنا) کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًا﴾ (تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے)

وَدَلِيلُ التَّوَكُّلِ؛ قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [المائدة:٢٣]، وَقَوْلُهُ تَعالَى: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ [الطلاق:٣].

توکل کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾. (اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے)۔

اور یہ ارشاد: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ (اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا)۔

وَدَلِيلُ الرَّغْبَةِ، وَالرَّهْبَةِ، وَالْخُشُوعِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا۟ يُسَـٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا خَـٰشِعِينَ ﴾ [الأنبياء:٩٠].

رغبت، رہبت اور خشوع کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا۟ يُسَـٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا خَـٰشِعِينَ ﴾ (یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے

وَدَلِيلُ الْخَشْيَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَٱخْشَوْنِى ﴾ [البقرة:١٥٠].

اور خشیت کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَٱخْشَوْنِى ﴾ تم ان سے نہ ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو۔

وَدَلِيلُ الْإِنَابَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَأَنِيبُوٓا۟ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا۟ لَهُۥ ﴾ الآية [الزمر:٥٤].

اور انابت کی دلیل یہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿ وَأَنِيبُوٓا۟ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا۟ لَهُۥ ﴾. تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے جاؤ۔

وَدَلِيلُ الاِسْتِعَانَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾[الفاتحة:٥]، وَفِي الْحَدِيثِ: «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ».

اور استعانہ کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾.ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے: «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ» جب تم مدد طلب کرو تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔

وَدَلِيلُ الاِسْتِعَاذَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴾، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴾.

اور استعاذہ کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴾، آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتاہوں۔ و ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴾ آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتاہوں۔

وَدَلِيلُ الاِسْتِغَاثَـةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ الْآيَةَ [الأنفال:٩].

اور استغاثہ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی۔

وَدَلِيلُ الذَّبْحِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ۞ لَا شَرِيكَ لَهُۥ﴾ [الأنعام:١٦٢-١٦٣]، وَمِنَ السُّنَّةِ [قَوْلُهُ ﷺ]: «لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ».

اور ذبح کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ﴾. آپ فرما دیجئے کہ یقینا میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے۔

اور ذبح کی دلیل حدیث سے: «**جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو**»۔

وَدَلِيلُ النَّـــذْرِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا﴾ [الإنسان:٧].

اور نذر کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا﴾ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔

الأَصْلُ الثَّـانِي: مَعْرِفَـةُ دِينِ الإِسْلَامِ بِالأَدِلَّـةِ

دوسری اصل: دلائل کے ساتھ دین اسلام کی معرفت۔

وَهُوَ: الِاسْتِسْلَامُ للهِ بِالتَّـوْحِيـدِ، والانْـقِـيَادُ لَهُ بِالطَّـاعَـةِ، والْـبَرَاءةُ مِنَ الشِّرْكِ وَأَهْلِـهِ.

اسلام کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالی کو ایک معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے، اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجالایا جائے، اور شرک واہل شرک سے براءت کا اظہار کیا جائے۔

وَهُـوَ **ثَـلَاثُ مَـرَاتِـبَ**: الْإِسْـــلَامُ، وَالْإِيـمَانُ، وَالْإِحْسَانُ.

وَكُلُّ مَرْتَبَةٍ لَهَا أَرْكَانٌ.

اسلام کے تین درجات ہیں: اسلام، ایمان اور احسان اوران میں سے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے کئی ارکان ہیں۔

❁ **فَأَرْكَانُ الْإِسْلَامِ خَمْسَةٌ**: شَهَادَةُ أَلَّا إِلَـٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ.

ارکان اسلام پانچ ہیں:
لَا إِلَـهَ إِلَّا اللهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ (اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی دینا ، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

فَدَلِيلُ الشَّهَادَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلْعِلْمِ قَآئِمَۢا بِٱلْقِسْطِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ [آل عمران:١٨]، وَمَعنَاهَا: لَا مَعْبُودَ بِحَقٍّ إِلَّا اللهُ.

«لَآ إِلَٰهَ» نَافِيًا جَمِيعَ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ.

«إِلَّا ٱللَّهُ» مُثْبِتًا الْعِبَادَةَ للهِ وَحْدَهُ.

لَا شَرِيكَ لَهُ فِي عِبَادَتِهِ؛ كَمَا أَنَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي مُلْكِهِ.

شہادت کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلْعِلْمِ قَآئِمَۢا بِٱلْقِسْطِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ . اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ: ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

«لَا إِلَهَ» اس میں اللہ کے سوا تمام معبودوں کی نفی ہے۔

«إِلَّا اللهُ» اس میں صرف ایک اللہ کی عبادت کو ثابت کیا گیا ہے، جس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ اس کی ملکیت اور بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

وَتَفْسِيرُهَا الَّذِي يُوَضِّحُهَا؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۞ إِلَّا ٱلَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ۞ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

اس آیت کی مزید وضاحت اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہو رہی ہے: ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾

فِي عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ﴾ [الزخرف:٢٦-٢٨]، وقوله: ﴿قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾ [آل عمران:٦٤].

وَجَعَلَهَا كَلِمَةَۢ بَاقِيَةٗ فِي عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ﴾ اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی دے گا۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات قائم کر گئے تا کہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔

اور اللہ تعالی کا یہ فرمان: ﴿قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾ . آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالی کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

وَدَلِيلُ شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله؛ قَولُهُ تَعَالَى:

﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ﴾ [التوبة:١٢٨].

وَمَعْنَى شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله: طَاعَتُهُ فِيمَا أَمَرَ، وَتَصْدِيقُهُ فِيمَا أَخْبَرَ، وَاجْتِنَابُ مَا عَنْهُ نَهَى وَزَجَرَ، وَأَلَّا يُعْبَدَ اللهُ إِلَّا بِمَا شَرَعَ.

شہادت مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ﴾

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں

گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی کا سچا رسول ماننے کی گواہی دینے کا مفہوم یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا، جن چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا، جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جانا، اور اللہ رب العالمین کی عبادت نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا۔

وَدَلِيلُ الصَّلاةِ، والزَّكاةِ، وَتَفْسِيرِ التَّوْحِيدِ؛ قولُهُ تعالَى: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥].

نماز اور زکاۃ کی دلیل اور توحید کی تفسیر اللہ ﷻ کے اس فرمان میں ہے: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾ . انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں ابراہیم حنیف کے دین پر، اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

وَدَلِيلُ الصِّيامِ؛ قَولُهُ تعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة:١٨٣].

روزے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ . اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔

وَدَلِيلُ الحَجِّ؛ قَولُهُ تعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ [آل عمران:٩٧].

حج کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ

عَنِ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

۞ الـمَرْتَبَـةُ الثَّـانِـيَـةُ: الْإِيـمَانُ؛ وَهُوَ: بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْـبَـةً، أَعْلاَهَا قَوْلُ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْـحَيَاءُ شُعْـبَـةٌ مِنَ الإِيمَانِ.

دوسرا درجہ: ایمان، اس کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، اس کی سب سے اعلیٰ صفت کلمہ «لا إله إلا الله» ہے، اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا ہے، اور حیا بھی ایمان کی ایک عظیم شاخ (صفت) ہے۔

وَأَرْكَانُـهُ سِتَّـةٌ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَبِالْقَدَرِ خَـيْرِهِ وَشَرِّهِ [كُلُّهُ مِنَ اللهِ].

ایمان کے چھ ارکان ہیں: اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى هٰذِهِ الْأَرْكَانِ السِّتَّـةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ [البقرة:١٧٧].

ان میں سے پہلے پانچ ارکان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ . ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔

وَدَلِيلُ الْقَـدَرِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَٰهُ بِقَدَرٖ﴾ [القمر:٤٩].

اور چھٹے رکن، تقدیر پر ایمان لانے، کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَٰهُ بِقَدَرٖ﴾ . بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

۞ المَرْتَبَةُ الثَّالِثَةُ: الْإِحْسَانُ -رُكْنٌ واحِدٌ- وَهُوَ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَواْ وَّٱلَّذِينَ هُم مُّحۡسِنُونَ ﴾ [النحل:١٢٨].

وَقَوْلُهُ: ﴿ وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ * ٱلَّذِي يَرَىٰكَ حِينَ تَقُومُ * وَتَقَلُّبَكَ فِي ٱلسَّٰجِدِينَ * إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴾ [الشعراء:٢١٧-٢٢٠].

وقَوْلُهُ: ﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٖ وَمَا تَتۡلُواْ مِنۡهُ مِن قُرۡءَانٖ وَلَا تَعۡمَلُونَ مِنۡ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾ [يونس:٦١] الآيَةَ.

وَالدَّلِيلُ مِنَ السُّنَّةِ: حَدِيثُ جِبْرَائِيلَ الْمَشْهُورُ، عَنْ عُمَرَ ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ؛ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ.

فَقَالَ: «الْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ

تیسرا درجہ: احسان، اس کا صرف ایک رکن ہے اور وہ یہ ہے کہ «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»، آپ اللہ تعالی کی عبادت ایسے کریں گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہیں تو وہ تو آپ کو یقیناً دیکھ رہا ہے۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَواْ وَّٱلَّذِينَ هُم مُّحۡسِنُونَ ﴾ یقین مانو کہ اللہ تعالٰی پرہیز گاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

اور یہ فرمان: ﴿ وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ ٱلَّذِي يَرَىٰكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي ٱلسَّٰجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴾. اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ، جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے، اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی، وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔

اور یہ فرمان: ﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٖ وَمَا تَتۡلُواْ مِنۡهُ مِن قُرۡءَانٖ وَلَا تَعۡمَلُونَ مِنۡ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾. اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو۔

اور سنت سے اس کی دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث جبریل ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے درمیان انتہائی

اسْتَطَعْتَ إِلَيهِ سَبِيلًا»، فَقَالَ: صَدَقْتَ -فَعَجِبْنا لَهُ، يَسْأَلُه ويُصَدِّقُه!

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ.

قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قالَ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَأَخْبِرْني عَنِ الْإِحْسَانِ.

قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَراهُ، فإِنْ لَمْ تكُنْ تَراهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ».

قَالَ: فَأَخْبِرْني عَنِ السَّاعَةِ.

قَالَ: «ما الْمَسْؤُولُ عَنها بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ».

قَالَ: أَخْبِرْني عَنْ أَمَارَاتِها.

قَالَ: «أَن تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَها، وَأَنْ تَرَى الْحُفاةَ العُراةَ العالَةَ رِعاءَ الشَّاءِ، يَتَطَاوَلُونَ فِي البُنْيَانِ».

قَالَ: فَمَضَى؛ فَلَبِثْنَا مَلِيًّا، فَقَالَ ﷺ: «يَا عُمَرُ؛ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُه أَعْلَمُ.

قَالَ: «هَذَا جِبرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ».

سفید کپڑوں میں ملبوس، بے حد کالے بالوں والا ایک شخص نمودار ہوا، اس شخص پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا، اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا، یہ شخص نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنوں سے آپ کے گھٹنے کو ملا دیا اوراپنی دونوں ہتھیلیاں نبی ﷺ کے رانوں پر رکھ دی اور کہا: اے محمد -ﷺ- آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں،
تو آپ ﷺ نے فرمایا: «اسلام کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں، اور اگر صاحب استطاعت ہوں تو خانۂ کعبہ کا حج کریں» انہوں نے کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کر رہا ہے اور اس کی تصدیق بھی کر رہا ہے،
انہوں نے کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «آپ اللہ تعالی پر، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھیں»
پھر انہوں نے کہا کہ: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «آپ اللہ تعالی کی عبادت ایسے کریں گویا کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہیں تو وہ تو آپ کو دیکھ ہی رہا ہے»، پھر انہوں نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کے دن کے بارے میں بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا»، پھر انہوں نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «لونڈی اپنے

آقا کو جنم دے گی، اور آپ دیکھیں گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن رہنے والے محتاج و مسکین اور بکریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں کے ذریعہ فخر کریں گے»، راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور ہم لوگ کچھ مدت ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: «اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟» تو میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: «یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے»۔

الأَصلُ الثَّـالِثُ مَعْرِفَـةُ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ ﷺ	تیسری اصل: اپنے نبی محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔
وَهُوَ محمَّـدُ بْنُ عَبدِ الله بْنِ عبْـدِ الـمُطَّلِب بْنِ هاشِمٍ، وَهاشِمٌ منْ قُـرَيْشٍ، وَقُرَيْشٌ مِنَ الْعَرَبِ، وَالعَرَبُ مِن ذُرِّيَّـةِ إسْماعِيلَ بْنِ إبْراهِيمَ الـخَلِـيلِ -عَلَيْـهِ وَعلَى نَبِـيِّـنا أَفْضَلُ الصَّلاةِ والسَّلامِ.	آپ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں، اور ہاشم قبیلہٗ قریش سے ہیں، جو کہ عرب کا ایک قبیلہ ہے، اور عرب در حقیقت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی ذریت میں سے ہیں، عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامْ.
وَلَهُ مِنَ الْعُـمُرِ ثَـلاثٌ وَسِتُّونَ سَنَـةً -مِنها أَرْبَـعُونَ قَبْلَ النُّـبُـوَّةِ، وَثَـلاثٌ وَعِشْرُونَ نَبِـيًّـا رَسُولًا.	آپ کی عمر: ۶۳ سال ہے، جس میں سے چالیس سال کی مدت نبوت سے پہلے کی ہے اور بقیہ ۲۳ سال کا عرصہ نبی اور رسول کے طور پر ہے۔
نُـبِّـئَ بِـ(اقْـرَأْ)، وأُرْسِلَ بِـ(الْمُدَّثِّـرِ)، وَبَـلَـدُهُ مَكَّـةُ، [وَهاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ].	آپ ﷺ سورۂ [اِقْرَأْ] کے ذریعہ نبی، اور سورۂ [مُدَّثِّرْ] کے ذریعہ رسول بنائے گئے. آپ ﷺ کا آبائی وطن مکہ ہے جبکہ مدینہ آپ ہجرت کرکے آئے تھے۔

بَعَثَهُ اللهُ بِالنِّذَارةِ عَنِ الشِّرْكِ، وَيَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُه تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ * قُمْ فَأَنذِرْ * وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ * وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ * وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ * وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ * وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ﴾ [المدثر: ١-٧].

وَمَعْنَى ﴿قُمْ فَأَنذِرْ﴾: يُنْذِرُ عَنِ الشِّرْكِ، وَيَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ.

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ أَيْ: عَظِّمْهُ بِالتَّوْحِيدِ.

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ أَيْ: طَهِّرْ أَعْمَالَكَ عَنِ الشِّرْكِ.

﴿وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ﴾ الرُّجْزُ: الْأَصْنَامُ. وَهَجْرُهَا: تَرْكُهَا، وَالبَرَاءَةُ مِنْهَا وَأَهْلِهَا.

اللہ ﷻ نے آپ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اسکی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ﴾. اے کپڑا اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے، اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر، ناپاکی کو چھوڑ دے، اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر، اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔

﴿قُمْ فَأَنذِرْ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور ایک اللہ کی طرف بلائیں۔

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ یعنی: توحید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کیجئے۔

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ یعنی: آپ اپنے اعمال کو شرک کی پلیدگی سے پاک رکھیں۔

﴿وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ﴾ رُجز: بتوں کو کہتے ہیں انہیں چھوڑنے کا مطلب ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور شرک و مشرکین سے براءت کا اظہار ہے۔

أَخَذَ عَلَى هَذَا عَشْرَ سِنِينَ يَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ، وَبَعْدَ العَشْرِ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ الخَمْسُ، وَصَلَّى فِي مَكَّةَ ثَلَاثَ سِنِينَ، وَبَعْدَهَا أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ إِلَى المَدِينَةِ.

وَالْهِجْرَةُ: الِانْتِقَالُ مِنْ بَلَدِ الشِّرْكِ إِلَى بَلَدِ الإِسْلَامِ.

توحید کی دعوت دیتے ہوئے آپ ﷺ کی زندگی کے بیش قیمت دس سال گزر گئے، پھر آپ کو معراج کی سعادت نصیب ہوئی، جہاں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں اور آپ ﷺ نے تین سال تک مکہ مکرمہ میں نمازیں ادا کیں پھر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ ہجرت کہتے ہیں: بلاد کفر و شرک سے بلاد اسلامیہ کی طرف نقل مکانی کرنا، جو کہ اس امت پر فرض ہے اور یہ قیامت تک باقی ہے۔

وَالهِجْرَةُ فَرِيضَةٌ عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ بَلَدِ الشِّرْكِ إِلَى بَلَدِ الإِسْلَامِ، وَهِيَ بَاقِيَةٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ قَالُواْ فِيمَ كُنتُمْۖ قَالُواْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي ٱلْأَرْضِۚ قَالُوٓاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَاۚ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۞ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۞ فَأُوْلَٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ [النساء:٩٧-٩٩].

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرْضِي وَٰسِعَةٌ فَإِيَّٰيَ فَٱعْبُدُونِ﴾ [العنكبوت:٥٦].

قَالَ البَغَوِيُّ رحمه الله تَعَالَى: «سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الآيَةِ: فِي الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ بِمَكَّةَ لَمْ يُهَاجِرُوا، نَادَاهُمُ اللهُ بِاسْمِ الإِيمَانِ».

وَالدَّلِيلُ عَلَى الهِجْرَةِ مِنَ السُّنَّةِ؛ قَوْلُهُ ﷺ: «**لَا تَنقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا**».

اور اس کی دلیل اللہ ﷻ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ قَالُواْ فِيمَ كُنتُمْۖ قَالُواْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي ٱلْأَرْضِۚ قَالُوٓاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَاۚ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُوْلَٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾، جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں: تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں، جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

اور اللہ ﷻ کا یہ ارشاد: ﴿يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ أَرْضِي وَٰسِعَةٌ فَإِيَّٰيَ فَٱعْبُدُونِ﴾۔ اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے، سو تم میری ہی عبادت کرو۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «یہ آیت مکہ کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی، اللہ ﷻ نے انہیں "ایمان والو!" کہہ کر مخاطب کیا ہے»۔

اور سنت سے ہجرت کے فرض ہونے کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: «ہجرت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ

توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا، اور توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے بند نہیں ہو سکتا»۔

فَلَـمَّا اسْتَقَـرَّ بِـالْمَدِينَـةِ؛ أُمِرَ بِـبَـقِـيَّـةِ شَرائِعِ الْإِسْلَامِ -مِثْـلُ: الزَّكَاةِ، وَالصَّوْمِ، وَالْـحَجِّ، وَالْـجِهَادِ، وَالْأَذَانِ، وَالْأَمرِ بِالْـمَعْرُوفِ وَالنَّـهْيِ عنِ الْـمُنْـكَرِ- أَخَـذَ على هٰـذا عَشَرَ سِنِينَ.

جب آپ ﷺ نے مدینہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی تو اسلامی شریعت کے دیگر احکام، جیسے زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، اذان، اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا وغیرہ احکام فرض کئے گئے۔
ان باتوں کی تبلیغ میں نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے بیش قیمت دس سال گذارے۔

وَبَعْدَها تُـوُفِّـي -صَلَوَاتُ الله وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ- وَدِينُـهُ بَاقٍ، وَهٰـذا دِينُـهُ، لَا خَيرَ إِلَّا دَلَّ الْأُمَّـةَ عَلَيْهِ، وَلَا شَرَّ إِلَّا حَـذَّرَها مِنْـهُ.

پھر آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔
مگر ہاں! آپ کا لایا ہوا دین باقی ہے، اور یہی آپ کا دین ہے، ایسی کوئی بھلائی نہیں جس کی طرف آپ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی نہ کر دی ہو، اور ایسی کوئی برائی نہیں جس سے آپ ﷺ نے امت کو آگاہ نہ کیا ہو۔

وَالْخَيرُ الَّذِي دَلَّ عَلَيهِ: التَّوْحِيدُ، وَجَمِيعُ مَا يُحِبُّـهُ اللهُ وَيَرْضَاهُ.

خیر اور بھلائی جس کی طرف آپ نے رہنمائی فرمائی ہے: توحید اور ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ ﷻ محبوب رکھتا ہے۔

وَالشَّرُّ الَّذِي حَذَّرَ مِنْـهُ: الشِّرْكُ، وَجَمِيعُ ما يَكْرَهُـهُ اللهُ وَيَـأْبَاهُ.

شر اور برائی جس سے آپ نے اپنی امت کو آگاہ کیا ہے: وہ شرک اور ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ ﷻ ناپسند فرماتا ہے

بَعَـثَـهُ اللهُ إِلَى النَّـاسِ كَافَّـةً، وَافْـتَرَضَ طَاعَتَـهُ عَلَى جَمِيعِ الثَّـقَـلَـيْنِ -الْـجِنِّ وَالْإِنسِ-؛ وَالدَّلِيـلُ قولُهُ تعالَى: ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الأعراف:١٥٨].

اللہ ﷻ نے آپ کو سارے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور آپ ﷺ کی اطاعت کو تمام انس و جن پر فرض قرار دیا ہے: ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں۔

وَأكمَلَ اللهُ بِهِ الدِّينَ؛ وَالدَّليلُ قولُهُ تعَالَى: ﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗا﴾ [المائدة:٣].

اور اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے ذریعہ دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗا﴾ آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

وَالدَّليلُ عَلَى مَوْتِهِ ﷺ؛ قَوْلُهُ تعَالَى: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٞ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۞ ثُمَّ إِنَّكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ عِندَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُونَ﴾ [الزمر:٣٠-٣١].

آپ ﷺ کے وفات پانے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٞ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ عِندَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُونَ﴾. یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں، پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔

وَالنَّـاسُ إِذَا مَاتـُوا يُبْـعَـثُونَ.

جب سارے انسان مر جائیں گے تو انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

والدَّليـــلُ قَوْلُهُ تعَالَى: ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنَٰكُمۡ وَفِيهَا نُعِيدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً أُخۡرَىٰ﴾ [طه:٥٥]، وقَوْلُـــهُ تعالَى: ﴿وَٱللَّهُ أَنۢبَتَكُم مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ نَبَاتٗا ۞ ثُمَّ يُعِيدُكُمۡ فِيهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ إِخۡرَاجٗا﴾ [نوح:١٧-١٨].

جس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنَٰكُمۡ وَفِيهَا نُعِيدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً أُخۡرَىٰ﴾ (اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے)۔ جب سارے انسان مر جائیں گے تو انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَٱللَّهُ أَنۢبَتَكُم مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ نَبَاتٗا ۞ ثُمَّ يُعِيدُكُمۡ فِيهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ إِخۡرَاجٗا﴾ (اور تم کو زمین سے ایک (خاص اہتمام سے) اگایا ہے۔ پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا اور (ایک خاص طریقہ) سے پھر نکالے گا)۔

وَبَعْدَ البَعْثِ مُحَاسَبُونَ وَمَـجزِيُّـونَ بِأَعْمَالِـهِمْ.

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد، ان سے حساب لیا جائے گا اور انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَٰٓـُٔواْ بِمَا عَمِلُواْ وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُواْ بِالْحُسْنَى﴾ [النجم:٣١].

یہ فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَٰٓـُٔواْ بِمَا عَمِلُواْ وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُواْ بِالْحُسْنَى﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے۔

وَمَنْ كَذَّبَ بِالْبَعْثِ كَفَرَ؛ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن لَّن يُبْعَثُواْ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [التغابن:٧].

اور جس نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو جھٹلایا تو وہ کافر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ ارشاد ہے: ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن لَّن يُبْعَثُواْ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ ان کافروں کا خیال ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤگے، پھر تم نے جو کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤگے، اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔

وَأَرْسَلَ اللهُ جَمِيعَ الرُّسُلِ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ؛ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ [النساء:١٦٥].

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اچھے اعمال پر خوشخبری اور برے اعمال کے انجام سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ﴾. ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے۔

وَأَوَّلُهُمْ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، [لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ].

سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں، اس بات کی دلیل کہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے رسول ہیں اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾ یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی۔

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾ [الأحزاب:٤٠].

وَالدَّلِيـلُ عَلَى أَنَّ أَوَّلَـهُـمْ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛ قَوْلُهُ تعالى: ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾ [النساء:١٦٣].

وَكُلُّ أُمَّـةٍ بَعَثَ اللهُ إِلَيهَا رَسُولًا - مِنْ نُوحٍ إِلَى محمَّـدٍ- يَأْمُرُهُـمْ بِعِبادَةِ الله وَحْدَهُ، وَيَنْـهَاهُـمْ عَنْ عِـبَادَةِ الطَّاغُوتِ؛ والدَّلِيلُ قَولُـهُ تَعَالَى: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ﴾ [النحل:٣٦].

-نوح علیہ السلام سے لے کر محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تک- ہر امت میں اللہ نے ایک رسول بھیجا، جو انہیں ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتا تھا، اور طاغوت کی عبادت کرنے سے روکتا تھا، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ﴾ (ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو)۔

وَافْـتَـرَضَ اللهُ عَـلَى جَمِيعِ العِـبَـادِ: الكُـفْـرَ بِالطَّاغُوتِ، وَالْإِيـمَانَ بِـالله.

اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالَیٰ نے تمام بندوں پر طاغوت کا انکار کرنا اور اللہ پر ایمان رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

قـالَ ابْنُ القَـيِّـمِ -رحمه الله تَعَالَى-: «وَمَعْنَى الطَّاغُوتِ: مَا تَجَاوَزَ بِهِ العَـبْدُ حَدَّهُ -مِنْ مَعْبُودٍ، أَوْ مَتْبُوعٍ، أَوْ مُطَاعٍ».

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «طاغوت: ہر وہ شی ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد کو پار کر جائے، خواہ وہ معبود ہو یا پیشوا یا حکام»۔

وَالطَّـواغِيتُ كَثِـيرَةٌ، وَرُؤُوسُهُمْ خَمْسَةٌ: إِبْـلِـيسُ -لَعَنَهُ اللهُ-، وَمَنْ عُـبِـدَ وَهُـوَ رَاضٍ، وَمَنْ دَعَا النَّـاسَ إِلَى عِبَادَةِ نَـفْسِه، وَمَنِ ادَّعَى شَيْـئًا مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ، وَمَنْ حكَمَ بِغَيْـرِ ما أَنزَلَ اللهُ.

طاغوت بہت سی چیزیں ہیں جن میں سے نمایاں یہ پانچ ہیں: ابلیس ملعون، جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہو اور وہ اس سے راضی ہو، جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دے، جو غیب دانی کا دعوی کرے، اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرے، اور اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّ ۚ

والدَّليلُ قولُهُ تعَالَى: ﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرة:٢٥٦].

وَهٰـذَا معْنَى «لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ»، وَفِي الْـحَدِيثِ: «رَأْسُ الأَمرِ: الإِسْلامُ، وعَمُودُهُ: الصَّلاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ: الْـجِهادُ فِي سَبيلِ الله».

﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ﴾ . دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔

اور یہی «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کا معنی ہے. اور حدیث میں آیا ہے: «اصل (بنیادی) چیز اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اسلام کی سب سے بلند اور اعلی چیز اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے»۔

الكتاب الخامس:

«القواعد الأربع»

للإمام المجدِّد:

محمَّد بن عبد الوهَّاب التَّميميِّ رحمه الله

مترجم:	محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	اسم المترجم:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

وَبِهِ نَسْتَعِينُ

[المقدِّمة]	مقدمہ
أَسْأَلُ اللهَ الكَرِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ: أَنْ يَتَوَلَّاكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَأَنْ يَجْعَلَكَ مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتَ.	رب عرش عظیم، اللہ کریم سے میں دست بدعا ہوں کہ اللہ رب العالمین دنیا وآخرت میں آپ کا دوست اور مددگار ہو اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں مبارک اور نفع بخش بنائے۔
وَأَنْ يَجْعَلَكَ مِمَّنْ إِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ، وَإِذَا ابْتُلِيَ صَبَرَ، وَإِذَا أَذْنَبَ اسْتَغْفَرَ؛ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَ عُنْوَانُ السَّعَادَةِ.	اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو (اللہ کے فضل وکرم سے) نوازے جانے پر شکر بجالاتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے بنائے جو آزمائش میں ڈالے جانے پر صبر کرتے ہیں اور ان سے گناہ سرزد ہونے پر استغفار کرتے ہیں۔
۞ اعْلَمْ - أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ -: أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ - مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ -: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ؛ وَبِذَلِكَ أَمَرَ اللهُ جَمِيعَ النَّاسِ؛ وَخَلَقَهُمْ لَهَا؛ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاريات:٥٦].	جان لیں!- اللہ اپنی اطاعت کی جانب آپ کی رہنمائی فرمائے- حنیفیت یعنی ملت ابراہیم یہ ہے کہ: آپ دین کو خالص کرتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کریں، اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے، اور اسی کے لئے سب کو پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے، کہ وہ صرف میری عبادت کریں)
۞ فَإِذَا عَرَفْتَ أَنَّ اللهَ خَلَقَكَ لِعِبَادَتِهِ: فَاعْلَمْ أَنَّ الْعِبَادَةَ لَا تُسَمَّى عِبَادَةً إِلَّا مَعَ التَّوْحِيدِ؛ كَمَا أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُسَمَّى صَلَاةً إِلَّا مَعَ الطَّهَارَةِ. فَإِذَا دَخَلَ الشِّرْكُ فِي الْعِبَادَةِ فَسَدَتْ؛ كَالْحَدَثِ إِذَا دَخَلَ فِي الطَّهَارَةِ؛ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا۟ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ شَٰهِدِينَ عَلَىٰٓ	اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ ﷻ نے آپ کو صرف اپنی ہی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تو جان لیں کہ توحید خالص کے بغیر کوئی بھی عبادت، عبادت نہیں ہو سکتی، جیسے کہ کوئی نماز بغیر طہارت کے نماز نہیں ہو سکتی، لہذا جب کسی عبادت میں شرک کی آمیزش ہو جاتی ہے تو وہ فاسد ہو جاتی ہے، ٹھیک ایسے ہی جیسے حدث سے طہارت ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ مَا كَانَ

أَنفُسِهِم بِٱلۡكُفۡرِۚ أُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتۡ أَعۡمَٰلُهُمۡ وَفِي ٱلنَّارِ هُمۡ خَٰلِدُونَ ﴾ [التوبة:١٧].

لِلۡمُشۡرِكِينَ أَن يَعۡمُرُواْ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ شَٰهِدِينَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِم بِٱلۡكُفۡرِۚ أُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتۡ أَعۡمَٰلُهُمۡ وَفِي ٱلنَّارِ هُمۡ خَٰلِدُونَ ﴾ (لائق نہیں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں، در آں حالیکہ وہ خود اپنے کفر کے آپ ہی گواہ ہیں، ان کے اعمال غارت واکارت ہیں، اور وہ دائمی طور پر جہنمی ہیں)۔

۞ فَإِذَا عَرَفْتَ أَنَّ الشِّرْكَ إِذَا خَالَطَ الْعِبَادَةَ أَفْسَدَهَا، وَأَحْبَطَ الْعَمَلَ، وَصَارَ صَاحِبُهُ مِنَ الْخَالِدِينَ فِي النَّارِ: عَرَفْتَ أَنَّ أَهَمَّ مَا عَلَيْكَ: مَعْرِفَةُ ذَلِكَ؛ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَكَ مِنْ هَذِهِ الشَّبَكَةِ، وَهِيَ الشِّرْكُ بِالله، الذي قال الله تعالى فيه: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ ﴾ [النساء:٤٨]، وَذَلِكَ بِمَعْرِفَةِ أَرْبَعِ قَوَاعِدَ ذَكَرَهَا اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ.

اب جب آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ شرک جب عبادت کے ساتھ خلط ملط ہو جائے تو اسے فاسد اور اعمال کو برباد کر دیتا ہے، اور شرک کرنے والے کو دائمی جہنمی بنا دیتا ہے، تو آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ توحید کا جاننا اور شرک کے نقصانات سے باخبر رہنا کتنا اہم ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شرک کے اس جال سے محفوظ رکھے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے)۔ اور شرک سے بچنے کے لیے ان چار قاعدوں کا جاننا ضروری جن کا ذکر اللہ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

الْقَاعِدَةُ الأُولَى

أَنْ تَعْلَمَ: أَنَّ الْكُفَّارَ الَّذِينَ قَاتَلَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ؛ مُقِرُّونَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْخَالِقُ الرَّازِقُ، الْمُحْيِي الْمُمِيتُ، الْمُدَبِّرُ لِجَمِيعِ الْأُمُورِ، وَأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يُدْخِلْهُمْ فِي الْإِسْلَامِ.

پہلا قاعدہ:

آپ جان لیں کہ وہ کفار جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، حیات وموت کا مالک اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، لیکن یہ اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا۔

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴾ [يونس:٣١].

جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: { قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ } (آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے، اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ" تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے)۔

الْقَاعِدَةُ الثَّانِيَةُ	دوسرا قاعدہ
أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَا دَعَوْنَاهُمْ وَتَوَجَّهْنَا إِلَيْهِمْ، إِلَّا لِطَلَبِ الْقُرْبَةِ وَالشَّفَاعَةِ.	وہ لوگ (کفار و مشرکین) کہتے تھے کہ ہم جو ان (غیر اللہ) کو پکارتے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کا مقصد صرف شفاعت کی طلب اور تقرب الٰہی کا حصول ہے۔

فَدَلِيلُ الْقُرْبَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [الزمر:٣].

قربت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: { وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ } (اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں [اور کہتے ہیں] کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ [بزرگ] اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا [سچا] فیصلہ اللہ [خود]

کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے [لوگوں] کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

وَدَلِيلُ الشَّفَاعَةِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ﴾ [يونس:١٨].

اور شفاعت کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ } (اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں)۔

وَالشَّفَاعَةُ شَفَاعَتَانِ: شَفَاعَةٌ مَنفِيَّةٌ، وَشَفَاعَةٌ مُثْبَتَةٌ.

فَالشَّفَاعَةُ الْمَنْفِيَّةُ: مَا كَانَتْ تُطْلَبُ مِنْ غَيْرِ اللهِ فِيمَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللهُ؛ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ ۗ وَٱلْكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴾ [البقرة:٢٥٤].

وَالشَّفَاعَةُ الْمُثْبَتَةُ: هِيَ الَّتِي تُطْلَبُ مِنَ اللهِ.

وَالشَّافِعُ مُكْرَمٌ بِالشَّفَاعَةِ.

وَالْمَشْفُوعُ لَهُ: مَنْ رَضِيَ اللهُ قَوْلَهُ وَعَمَلَهُ بَعْدَ الْإِذْنِ؛ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ﴾ [البقرة:٢٥٥].

شفاعت کی دو قسمیں ہیں: غیر ثابت شفاعت اور ثابت شفاعت۔

غیر ثابت شفاعت (جس کی نفی کی گئی ہے): یہ ہے جو غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں طلب کی جائے جن پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور قادر نہیں ہے، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: { يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ ۗ وَٱلْكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ } (اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور شفاعت، اور کافر ہی ظالم ہیں)۔

ثابت شفاعت: وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اور شفاعت کرنے والے کے لئے شفاعت باعث تکریم ہوگی، جبکہ مشفوع (جس کے حق میں شفاعت کی جائے گی) وہ شخص ہوگا جس کے قول وعمل سے اللہ راضی ہوگا، جیسا کہ اللہ ﷻ

کا فرمان ہے: {مَن ذَا ٱلَّذِى يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ} (کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے)۔

الْقَـاعِدَةُ الثَّـالِثَةُ	تیسرا قاعدہ
أَنَّ النَّبيَّ ﷺ ظَهرَ عَلَى أُناسٍ مُتفرِّقِينَ في عِبَادَاتِهِمْ: **مِنْهُم**: مَنْ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ. **وَمِنْهُمْ**: مَنْ يَعْبُدُ الْمَلائِكَةَ. **وَمِنْهُمْ**: مَنْ يَعْبُدُ الْأَنبِيَاءَ وَالصَّالِحِينَ. **وَمِنْهُم**: مَنْ يَعْبُدُ الْأَشْجَارَ وَالْأَحْجَارَ.	نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں کے درمیان مبعوث ہوئے جو مختلف طریقوں سے عبادت کرتے تھے، ان میں کچھ تو سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے، کچھ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور کچھ انبیاء و صالحین کی، اور کچھ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔
وَقَاتَلَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ، وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمْ؛ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَقَٰتِلُوهُمۡ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتۡنَةٞ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾ [الأنفال:٣٩].	آپ ﷺ نے ان لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا اور سبھوں سے قتال کیا، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: {وَقَٰتِلُوهُمۡ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتۡنَةٞ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِۚ} (اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے، اور دین اللہ ہی کا ہو جائے)۔
وَدَلِيلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنۡ ءَايَٰتِهِ ٱلَّيۡلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُۚ لَا تَسۡجُدُواْ لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَٱسۡجُدُواْۤ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمۡ إِيَّاهُ تَعۡبُدُونَ﴾ [فصلت:٣٧].	اور سورج اور چاند کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَمِنۡ ءَايَٰتِهِ ٱلَّيۡلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُۚ لَا تَسۡجُدُواْ لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَٱسۡجُدُواْۤ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمۡ إِيَّاهُ تَعۡبُدُونَ ﴿٣٧﴾} (اور دن رات اور سورج چاند بھی [اسی کی] نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ ہی چاند کو، بلکہ سجدہ اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو)۔

وَدَلِيلُ الْمَلائِكَةِ؛ قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرْبَابًاۗ ﴾ [آل عمران:٨٠].

اور فرشتوں کی دلیل اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:﴿ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرْبَابًاۗ ﴾ (اور یہ نہیں[ہو سکتا]کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کورب بنالینے کاحکم کرے)۔

وَدَلِيلُ الْأَنبِيَاءِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴾ [المائدة:١١٦].

اور انبیا کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے: {وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ } (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔

وَدَلِيلُ الصَّالِحِينَ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴾ [النساء:٥٧].

اور صالحین کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: { أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓۚ } (جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے اور وہ خود اس کی

رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں)۔

وَدَلِيلُ الْأَشْجَارِ وَالْأَحْجَارِ؛ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ ۞ وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلْأُخْرَىٰ ﴾ [النجم:١٩-٢٠]، وَحَدِيثُ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ڤ قَالَ: «خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، وَلِلْمُشْرِكِينَ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا وَيَنُوطُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ؛ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ؛ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ...» الْحَدِيثَ.

درختوں اور مورتیوں کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:
{ أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ ۞ وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلْأُخْرَىٰ }
(کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور منات تیسرے گھٹیا کو)۔
اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: «ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حُنَین کے لیے نکلے اور ہم لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، اور مشرکین کے پاس بیری کا ایک درخت تھا جہاں وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں کو لٹکاتے تھے، جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، تو ہم اس درخت کے پاس سے گزرے، جسے دیکھ کر ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے ایک ذات انواط بنادیں جیسا ان لوگوں کے لیے ذات انواط ہے» الحدیث۔

الْقَاعِدَةُ الرَّابِعَةُ	چوتھا قاعدہ
أَنَّ مُشْرِكِي زَمَانِنَا أَغْلَظُ شِرْكًا مِنَ الْأَوَّلِينَ؛ لِأَنَّ الْأَوَّلِينَ يُشْرِكُونَ فِي الرَّخَاءِ وَيُخْلِصُونَ فِي الشِّدَّةِ، وَمُشْرِكُو زَمَانِنَا شِرْكُهُمْ دَائِمًا فِي الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ.	ہمارے دور کے مشرکین کا شرک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مشرکین کے شرک سے بڑھ کر ہے، کیونکہ پرانے زمانے کے مشرکین خوشحالی میں شرک کرتے تھے اور پریشانی کے عالم میں خالص اللہ کو پکارتے تھے، جبکہ ہمارے دور کے مشرکین پریشانی و مشکلات اور خوشحالی دونوں حالتوں میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾ [العنكبوت:٦٥].

فَعَلَى هَذَا: الدَّاعِي عَابِدٌ؛ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَـٰفِلُونَ ﴾ [الأحقاف:٥].

وَاللهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

{ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ } (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں)۔

آیت کریمہ کی بنیاد پر یہ بات واضح ہوگئی کہ داعی (پکارنے والا) در اصل عبادت کرنے والا ہے (یعنی غیر اللہ کو پکارنا در حقیقت اس کی عبادت کرنا ہے)، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَـٰفِلُونَ ﴾ (اور ان لوگوں سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی پکار کو قبول نہیں کر سکتے، بلکہ وہ ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

وَاللهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

الكتاب السَّادس:

«نواقض الإسلام»

للإمام المجدِّد:

محمَّد بن عبد الوهَّاب التَّميميّ رحمه الله

اسم المترجم:	محفوظ الرحمن محمد خليل الرحمن طالب بمرحلة الدكتوراه بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن [پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]	مترجم:

بسم الله الرحمن الرحيم

اعْلَمْ أَنَّ مِنْ أَعْظَمِ نَوَاقِضِ الْإِسْلَامِ عَشَرَةٌ:

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ نواقض اسلام (وہ امور جن کے ارتکاب سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے) دس ہیں:

الْأَوَّلُ:

الشِّرْكُ فِي عِبَادَةِ الله.

قَالَ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ [النساء:٤٨].

وَقَالَ: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ٧٢﴾ [المائدة].

وَمِنْهُ: الذَّبْحُ لِغَيْرِ الله؛ كَمَنْ يَذْبَحُ لِلجِنِّ، أَوْ لِلْقَبْرِ.

پہلا

اللہ تعالی کی عبادت میں شرک کرنا۔

اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے)،

نیز ارشاد ہے: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا)،

اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا بھی خواہ جنات کے لیے ہو یا اہل قبر کے لیے، شرک اکبر ہے۔

الثَّانِي:

مَنْ جَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الله وَسَائِطَ؛ يَدْعُوهُمْ، وَيَسْأَلُهُمُ الشَّفَاعَةَ، وَيَتَوَكَّلُ عَلَيْهِمْ = كَفَرَ إِجْمَاعًا.

دوسرا

جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے بنائے جنہیں وہ پکارتا اور جن سے شفاعت طلب کرتا اور جن پر وہ بھروسہ کیا کرتا ہے۔ ایسا شخص بالاجماع کافر ہے۔

الثَّالِث:	تیسرا
مَنْ لَمْ يُكفِّرِ الْمُشْرِكِينَ، أَوْ شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ، أَوْ صَحَّحَ مَذْهَبَهُمْ = كَفَرَ إِجْمَاعًا.	جو مشرکوں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے وہ اجماعی طور پر کافر ہے۔
الرَّابِع:	**چوتھا**
مَنْ اعْتَقَدَ أَنَّ غَيْرَ هَدْيِ النَّبِيِّ ﷺ أَكْمَلُ مِنْ هَدْيِهِ، أَوْ أَنَّ حُكْمَ غَيْرِهِ أَحْسَنُ مِنْ حُكْمِهِ - كَالَّذِينَ يُفَضِّلُونَ حُكْمَ الطَّوَاغِيتِ عَلَى حُكْمِهِ-؛ فَهُوَ كَافِرٌ.	جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے سے غیروں کا طریقہ زیادہ کامل ہے یا دوسروں کا حکم آپ ﷺ کے حکم سے زیادہ اچھا ہے-جیسے وہ لوگ جو طواغیت کے فیصلوں اور حکموں کو آپ کے فیصلوں پر ترجیح دے-تو وہ بھی کافر ہے۔
الخَامِس:	**پانچواں**
مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ ﷺ -وَلَوْ عَمِلَ بِهِ-؛ كَفَرَ إِجْمَاعًا. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٩﴾﴾ [محمَّد].	جو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھے گرچہ اس پر عمل پیرا بھی ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے۔
السَّادِس:	**چھٹا**
مَنِ اسْتَهْزَأَ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِ اللهِ، أَوْ ثَوَابِهِ، أَوْ عِقَابِهِ = كَفَرَ. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ [التوبة].	جو شخص دین کی کسی بات کا یا اس میں ذکر کردہ ثواب یا عقاب کا مذاق اڑائے، وہ کافر ہے، دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ (کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی

آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے)۔

السَّابِعُ:	ساتواں
السِّحْرُ -وَمِنْهُ: الصَّرْفُ وَالْعَطْفُ-، فَمَنْ فَعَلَهُ أَوْ رَضِيَ بِهِ = كَفَرَ. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة:١٠٢].	جادو۔ اور اس کی ایک قسم محبت یا نفرت پیدا کرنا بھی ہے، چنانچہ جو کوئی عمل سحر کرے یا اس سے راضی ہو، وہ کافر ہے۔ دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک زمائش ہیں، تو کفر نہ کر۔

الثَّامِنُ:	آٹھواں
مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِينَ وَمُعَاوَنَتُهُم عَلَى الْمُسْلِمِينَ. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥١﴾﴾ [المائدة].	مسلمانوں کے خلاف، مشرکوں (کافروں) کی کھلی مدد ومعاونت کرنا۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا)۔

التَّاسِعُ:	نواں
مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَسَعُهُ الْخُرُوجُ عَنْ شَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ -كَمَا وَسِعَ الْخَضِرَ الْخُرُوجُ عَنْ شَرِيعَةِ مُوسَى ؑ-؛ فَهُوَ كَافِرٌ.	جو یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے محمد ﷺ کی شریعت سے خروج (علیحدگی) کرنا جائز ہے، جیسا کہ خضر علیہ السلام کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے الگ تھلگ ہونا جائز تھا، تو ایسا شخص کافر ہے۔

العَاشِرُ:	دسواں
الإِعْرَاضُ عَنْ دِينِ اللهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ وَلَا يَعْمَلُ بِهِ.	اللہ ﷻ کے دین سے اعراض و انحراف کرنا، نہ اس کا علم حاصل کرنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا۔
وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ٢٢﴾ [السجدة].	دلیل، اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾ (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گنہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں)۔
وَلَا فَرْقَ فِي جَمِيعِ هَـٰذِهِ النَّوَاقِضِ بَيْنَ الهَازِلِ وَالجَادِّ والخَائِفِ، إِلَّا المُكْرَهِ.	ان تمام نواقض میں ٹھٹھا کرنے والے، سنجیدہ اور خوفزدہ شخص کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، سوائے اس کے جو مجبور کر دیا گیا ہو۔ اور یہ سارے کے سارے (نواقض) بڑے سنگین اور کثرت سے وقوع پذیر ہیں، مسلمانوں کو ان سے بچنا اور ڈرنا نہایت ضروری ہے، ہم اللہ ﷻ سے اس کے اسباب غضب اور عذاب الیم سے پناہ چاہتے ہیں۔
وَكُلُّهَا مِنْ أَعْظَمِ مَا يَكُونُ خَطَرًا، وَأَكْثَرِ مَا يَكُونُ وُقُوعًا، فَيَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَحْذَرَهَا، وَيَخَافَ مِنْهَا عَلَى نَفْسِهِ، نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ مُوجِبَاتِ غَضَبِهِ وَأَلِيمِ عِقَابِهِ.	
وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.	وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

فهرس الموضوعات

الكتاب الأوَّل: «تفسير سورة الفاتحة وآية الكرسيِّ وقصار السُّور من الضُّحى إلى النَّاس» ٦
[تفسير سورة الفاتحة وهي سورةٌ مكِّيَّةٌ] ٧
[تفسير آية الكرسيِّ] ١٤
[تفسير سورة والضُّحى وهي مكِّيَّةٌ] ١٧
[تفسير سورة ألم نشرح لك صدرك وهي مكِّيَّةٌ] ٢١
[تفسير سورة والتِّين وهي مكِّيَّةٌ] ٢٤
[تفسير سورة اقرأ وهي مكِّيَّةٌ] ٢٦
[تفسير سورة القدر وهي مَكِّيَّةٌ] ٣١
[تفسير سورة لم يكن وهي مدنيَّةٌ] ٣٣
[تفسير سورة إذا زلزلت وهي مدنيَّةٌ] ٣٨
[تفسير سورة العاديات وهي مكِّيَّةٌ] ٤٠
[تفسير سورة القارعة وهي مكِّيَّةٌ] ٤٣
[تفسير سورة ألهاكم التَّكاثر وهي مكِّيَّةٌ] ٤٥
[تفسير سورة والعصر وهي مكِّيَّةٌ] ٤٨
[تفسير سورة الهمزة وهي مكِّيَّةٌ] ٤٩
[تفسير سورة الفيل وهي مكِّيَّةٌ] ٥١
[تفسير سورة لإيلاف قريشٍ وهي مكِّيَّةٌ] ٥٢
[تفسير سورة الماعون وهي مكِّيَّةٌ] ٥٣
[تفسير سورة الكوثر وهي مكِّيَّةٌ] ٥٥
[تفسير سورة قل يا أيُّها الكافرون وهي مكِّيَّةٌ] ٥٧

[تفسير سورة النَّصر وهي مدنيَّةٌ] ٥٨
[تفسير سورة تبَّت وهي مكِّيَّةٌ] ٦٠
[تفسير سورة الإخلاص وهي مكِّيَّةٌ] ٦٢
[تفسير سورة الفلق وهي مكِّيَّةٌ] ٦٣
[تفسير سورة النَّاس وهي مدنيَّةٌ] ٦٥
الكتاب الثَّاني: «الأربعون في مباني الإسلام وقواعد الأحكام» ٦٧
المقدِّمة ٦٨
الحديث الأوَّل ٧٢
الحديث الثَّاني ٧٢
الحديث الثَّالث ٧٤
الحديث الرَّابع ٧٥
الحديث الخامس ٧٦
الحديث السَّادس ٧٦
الحديث السَّابع ٧٧
الحديث الثَّامن ٧٧
الحديث التَّاسع ٧٨
الحديث العاشر ٧٨
الحديث الحادي عشر ٧٩
الحديث الثَّاني عشر ٧٩
الحديث الثَّالث عشر ٨٠
الحديث الرَّابع عشر ٨٠
الحديث الخامس عشر ٨٠
الحديث السَّادس عشر ٨١
الحديث السَّابع عشر ٨١
الحديث الثَّامن عشر ٨١
الحديث التَّاسع عشر ٨٢

الحديث العشرون.. ٨٣
الحديث الحادي والعشرون ٨٣
الحديث الثَّاني والعشرون ٨٤
الحديث الثَّالث والعشرون.. ٨٤
الحديث الرَّابع والعشرون.. ٨٥
الحديث الخامس والعشرون.. ٨٦
الحديث السَّادس والعشرون.. ٨٧
الحديث السَّابع والعشرون.. ٨٨
الحديث الثَّامن والعشرون ٨٨
الحديث التَّاسع والعشرون.. ٨٩
الحديث الثَّلاثون ٩٠
الحديث الحادي والثَّلاثون.. ٩١
الحديث الثَّاني والثَّلاثون.. ٩١
الحديث الثَّالث والثَّلاثون.. ٩٢
الحديث الرَّابع والثَّلاثون ٩٢
الحديث الخامس والثَّلاثون ٩٣
الحديث السَّادس والثَّلاثون.. ٩٣
الحديث السَّابع والثَّلاثون.. ٩٤
الحديث الثَّامن والثَّلاثون.. ٩٥
الحديث التَّاسع والثَّلاثون.. ٩٦
الحديث الأربعون ٩٧
الحديث الحادي والأربعون ٩٧
الحديث الثَّاني والأربعون.. ٩٧
الخاتمة.. ٩٨
بَابُ الإِشَارَاتِ إِلَى ضَبْطِ الأَلْفَاظِ الْـمُشْكِلَاتِ.. ١٠٠
فَصْلٌ.. ١١٦

الكتاب الثَّالث: «الدُّروس المهمَّة لعامَّة الأمَّة» ١١٨
مقدِّمةٌ ١١٩
الدَّرس الأوَّل: سُورَةُ الْفَاتِحَةِ وَ قِصَارُ السُّوَرِ ١١٩
الدَّرس الثَّاني: أَرْكَانُ الإِسْلامِ ١١٩
الدَّرس الثَّالث: أَرْكَانُ الإِيْمَانِ ١٢١
الدَّرس الرَّابع: أَقْسَامُ التَّوْحِيدِ، وَأَقْسَامُ الشِّرْكِ ١٢١
الدَّرس الخامس: الإِحْسَانُ ١٢٥
الدَّرس السَّادس: شُرُوطُ الصَّلاةِ ١٢٦
الدَّرس السَّابع: أَرْكَانُ الصَّلاةِ ١٢٦
الدَّرس الثَّامن: وَاجِبَاتُ الصَّلاةِ ١٢٧
الدَّرس التَّاسع: بَيَانُ التَّشَهُّدِ ١٢٨
الدَّرس العاشر: سُنَنُ الصَّلاةِ ١٣٠
الدَّرس الحادي عشر: مُبْطِلاتُ الصَّلاةِ ١٣٢
الدَّرس الثَّاني عشر: شُرُوطُ الْوُضُوءِ ١٣٢
الدَّرس الثَّالث عشر: فُرُوضُ الْوُضُوءِ ١٣٣
الدَّرس الرَّابع عشر: نَوَاقِضُ الْوُضُوءِ ١٣٤
الدَّرس الخامس عشر: التَّحَلِّي بِالأَخْلاقِ الْمَشْرُوعَةِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ١٣٥
الدَّرس السَّادس عشر: التَّأَدُّبُ بِالآدَابِ الإِسْلامِيَّةِ ١٣٦
الدَّرس السَّابع عشر: التَّحْذِيرُ مِنَ الشِّرْكِ وَأَنْوَاعِ الْمَعَاصِي ١٣٦
الدَّرس الثَّامن عشر: تَجْهِيزُ الْمَيِّتِ وَالصَّلاةُ عَلَيْهِ وَدَفْنُهُ ١٣٧
الكتاب الرَّابع: «ثلاثة الأصول وأدلَّتها» ١٤٧
[المقدِّمة] ١٤٨
[الأَصْلُ الأَوَّلُ] ١٥٢
مَعْرِفَةُ دِينِ الإِسْلامِ بِالأَدِلَّةِ ١٥٧
مَعْرِفَةُ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ ﷺ ١٦٤
الكتاب الخامس: «القواعد الأربع» ١٧٢

[المقدِّمة].. ١٧٣
الْقَـاعِدَةُ الأُولَى... ١٧٤
الْقَـاعِدَةُ الثَّـانِيَةُ ١٧٥
الْقَـاعِدَةُ الثَّـالِثَةُ ١٧٧
الْقَـاعِدَةُ الرَّابِـعَةُ ١٧٩
الكتاب السَّادس: «نواقض الإسلام».. ١٨١
الْأَوَّلُ:.. ١٨٢
الثَّانِي:.. ١٨٢
الثَّالِثُ:... ١٨٣
الرَّابِعُ:.. ١٨٣
الخَامِسُ:.. ١٨٣
السَّادِسُ:.. ١٨٣
السَّابِعُ:... ١٨٤
الثَّامِنُ:.. ١٨٤
التَّاسِعُ:... ١٨٤
العَاشِرُ:... ١٨٥